کے رسول کا فیصلہ، مقدم کردہ کام حدیث شریف ہے۔ جس طرح خدا نے اپنے فیصلے کی اہمیت بیان کی ہے۔ اسی طرح اس نے اپنے رسول کے فیصلے کی اہمیت بیان کی ہے۔ دونوں فیصلوں کی اہمیت میں کوئی فرق نہیں۔ اور پھر جس طرح اپنے فیصلے کے نافرمان کو گمراہ کہا ہے۔ بعینہٖ اپنے رسول کے فیصلے کے نافرمان کو بھی گمراہ فرمایا ہے۔ ضلالت اور گمراہی کا فتویٰ دونوں کے لئے ایک جیسا ہے۔ پس قرآن کی آیت سے ثابت ہوگیا کہ خدا کی بات یعنی قرآن اور رسولِ خدا کی بات یعنی حدیث کو ماننا فرض ہے۔ اور دونوں باتیں دین میں حجت ہیں۔ اور ان کا نافرمان گمراہ ہے!

ملاحظہ:- یہ بات یاد رکھیں۔ کہ اس آیت میں خدا نے گمراہ اس شخص کو کہا ہے۔ جو خدا اور اسکے رسول کے فیصلے کا نافرمان ہے۔ اور اگر کوئی آیت اور حدیث کا منکر ہو۔ تو وہ کافر ہے۔ آیت کو دین نہ ماننے والا بھی کافر اور حدیث کو دین نہ ماننے والا بھی کافر! چنانچہ صاف ارشاد ہے:

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝ (پ۳ ع۱۲)

پس اگر پھر جائیں (اطاعتِ رسول سے) تو اللہ دوست نہیں رکھتا کافروں کو۔"

یعنی خدا نے صاف کہہ دیا۔ کہ اطاعتِ رسولؐ، فرمانِ رسولؐ، قبلہ رسول، حدیث رسول سے پھر جانیوالا کافر ہے!

رسولِ خدا کا منصب

جس سے کوئی انسان ہوتا ہے

وہی درجہ اس کی بات کا ہوتا ہے۔ تھانے دار بھی بات کرتا ہے۔ انسپکٹر کی بھی بات ہوتی ہے۔ ایس۔پی کی بھی بات ہے۔ کتنا فرق ہے ان سب کی باتوں میں! یہ فرق ان کے درجوں اور عہدوں کے لحاظ سے ہے۔ پھر ڈی سی کی بھی بات حکم ہے۔ اس کی اہمیت اپنی جگہ ہے۔ گورنر کی بات کا وزن گورنر کی حیثیت کے مطابق ہے۔ اور اس کی بات سب کی بات پر غالب ہے۔ اور پھر بادشاہ کی بھی بات ہوتی ہے۔ جس کی حیثیت سارے ملک کے کروڑوں انسانوں کی باتوں۔ تمام ملک کے عہدداروں کی باتوں پر ناطق اور غالب ہوتی ہے۔ بادشاہ کی بات ——— اس کے فرمان اور حکم کے آگے کوئی دم نہیں مارتا۔ ہر کوئی سر تسلیم کرتا ہے۔

ایسے ہی دنیا میں نیک اور راست باز لوگوں کی بھی باتیں ہوتی ہیں۔ جن کی قدر ہوتی ہے۔ لیڈروں، بزرگوں، ولیوں، اماموں، مجتہدوں، محدثوں، تبع تابعینوں، تابعینوں اور صحابہ کی بھی باتیں ہوتی ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کی بات صاحب بات کی حیثیت کے مطابق مانی جاتی ہے۔ اور ہاں حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بھی بات ہے۔ جس کی قدر، حیثیت اور مقام صاحب بات کی قدر، حیثیت مقام کے مطابق ہے۔ حضورؐ کون ہیں؟ اللہ کے (MESSENGER OF ALLAH) ہیں۔ آپ کا مرتبہ رسول اللہ! اللہ کے بھیجے ہوئے (پس آپ کی بات کا

ی خدا کی بات کی مانند ہوا۔ چنانچہ خدا نے کہہ بھی دیا۔ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ۔ جس نے رسول کی بات مانی س نے خدا کی بات مانی۔ گویا بروئے قرآن حضورؐ کی بات (حدیث) خدا کی بات (آیت) کے حکم میں ہوئی۔ خدا کی بات ماننا اور اس و دین جاننا بھی فرض اور اس کے رسول کی بات ماننا ہ اس کو دین جاننا بھی فرض۔ دونوں دین میں حجت۔ قدیمی ظام ؛ یہ استدلال قرآن سے کیا جا رہا ہے۔ یعنی بروئے قرآن آیت ہ حدیث کو دین اسلام ثابت کیا جارہا ہے۔ غور فرمائیں۔

انکارِ حدیث کا نتیجہ

کیا آپ حضورؐ کو اللہ کا رسول مانتے ہیں؟ ہاں مفرد! حضورؐ اللہ کے رسولؐ ں ؛ اگر آپ حضورؐ کی رسالت کا انکار کر دیں تو؟ پھر کافر ہو ئیں۔ ٹھیک حضرت کی رسالت کا انکار کفر ہے! اب ایک ت اور بتایئے۔ ایک شخص کہتا ہے۔ کہ میں حضورؐ کو اللہ کا ل تو مانتا ہوں۔ لیکن آپ کی بات کو آپ کے قول اور ل کو دین نہیں مانتا۔ واجب العمل نہیں جانتا۔ ایسا شخص ت ہوا؟ یا تو یہ شخص منافق ہوا۔ کہ زبان سے رسالت کو سے۔ اور ارشادِ رسالت پر عمل کرنا خارج از دین جانتا ہ اور یا کافر ہے۔ کہ ذاتِ اقدس کو رسول مانتا ہے۔ اور ل کی بات کو دین کا درجہ نہیں دیتا۔ اس نے گویا آپ کو ت بھی عملاً نہ مانا۔ مسلمانوں کی لعنت ملامت سے بچنے کے صرف زبان سے رسماً رسول کہہ دیا؛ اگر وہ شخص حضورؐ

Marfat.com

کو اللہ کا رسول مانتا۔ تو حضورؐ انؐ کے مرتبے، درجے اور حیثیت کی مانند آپ۔کی بات کا درجہ اور مرتبہ بھی تسلیم کرتا۔ کہ ا رسالت بھی فرض ہے۔ اور ارشادِ رسالت کا اقرار بھی فرض ہے۔ ثابت ہوا۔ کہ رسولِ خدا کی بات (حدیث) کا منکر مسلم نہیں۔ رسول کی بات حدیث کا انکار کرنے والا در اصل خ کی بات (قرآن) کا انکار کرنے والا ہے۔

حاکم کو ماننا اور اس کے حکم کو ٹھکرانا

ایک شخص ڈپٹی کمشنر کے عہدہ مانتا ہے۔ لیکن جب ڈپٹی کمشنر کوئی بات (حکم) دیتا ہے۔ تو نہیں مانتا۔ صاف کہتا ہے۔ کہ آپ کا عہدہ تو مانتا ہوں۔ آپ کی بات یعنی حکم نہیں مانتا۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا اس کو ملک کا باغی تصور کیا جائے گا۔ در اصل اس ملک کے بادشاہ کے حکم کو چیلنج کیا ہے۔ ہاں تو اس ڈپٹی کمشنر کی بات کو ٹھکرا کر درحقیقت اس کے عہدہ کو ہے۔ ایسے ہی حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ کی بات (حدیث) کا انکار کرنے والا در اصل کے عہدہ (رسالت) کا انکار کرنے والا ہے۔ شہنشاہِ لازوال خدائے واحد القہار کے حکم کو کرتا ہے۔ جس نے محمد عربی صلے اللہ سلم کو اپنا رسول بناکر بھیجا۔ اور حکم دیا۔ الرَّسُوْلَ رسول کا حکم مانو۔ پس رسول کے کہنے

Marfat.com

کا درجہ نہ دینے والا — منکرِ حدیث اللہ احکم الحاکمین کے قانون کا باغی (Rebel) ہے۔ حضرات یہ قرآن بیان ہو رہا ہے!

قارئین کرام! آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول اللہ مانتے ہیں آپ کا منصبِ رسالت تسلیم کرتے ہیں۔ پس منصب کے تسلیم کرنے کے ساتھ ہی صاحبِ منصب کا کہا ماننا بھی دین تسلیم کریں!

یہ ہے حدیث کا حجت (ARGUMENT) ہونا۔ بروئے قرآن دین کے لئے ناگزیر (INDISPENSABLE) قرار پانا ؎

حرفِ بے صوت اندریں عالم بدیم!
از رسالت مصرعۂ موزوں شدیم!

ہر مسلمان مرد اور عورت کا فرض

اوپر کی آیت میں آپ پڑھ چکے ہیں۔ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَمْرًا۔ کہ جب خدا اور اس کا رسول کوئی فیصلہ کر دے۔ کوئی حکم فرمائے۔ کوئی امر مقرر کرے۔ تو کسی مسلمان مرد اور کسی مسلمان عورت کو یہ اختیار ہی نہیں ہے۔ کہ وہ خدا اور رسول کی بات میں دخل دے۔ ہر مسلمان مرد و عورت پر خدا اور رسول کی بات مان لینا ہی مسلمان ہونا ہے۔ اس کے لئے سوائے تسلیم کے کوئی چارہ نہیں۔ مسلمان خدا اور رسول کے فرمان کے آگے دست و پا ہے۔ وہ دم نہیں مار سکتا۔

Marfat.com

قرآن اور حدیث دو فیصلے ہیں

آیت میں دو فیصلے یا دو قرآن علیحدہ علیحدہ ہیں۔ خدا کا فیصلہ اور رسول کا فیصلہ۔ جس طرح کوئی کہے۔ کہ فلاں دعوت میں اقبال اور ریاض نے کھانا کھایا۔ تو کھانا کھانے والے دو شخص علیحدہ علیحدہ ہیں۔ افضل اور اکرم امتحان میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ یہاں بھی دونوں کے لئے دو کامیابیاں ہیں۔ ہر ایک کی کامیابی اپنی اپنی ہے۔ ایسے ہی آیت مذکور میں خدا کا فیصلہ اپنا علیحدہ ہے اور رسولِ خدا کا فیصلہ اپنا جدا ہے۔ مطلب واضح ہے کہ خدا کا فیصلہ قرآن اور اسکے رسول کا فیصلہ حدیث ہے۔ قرآن اور حدیث دو جدا جدا چیزیں ہیں۔ خدا کی اور اس کے رسول کی اپس بروئے قرآن ہر مسلمان مرد اور عورت پر خدا اور اس کے رسول کی بات کو ماننا فرض ہے۔ قرآن کو بھی اور حدیث کو بھی! وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ۔ اور جو شخص نافرمانی کرے اللہ کی۔ یعنی اللہ کا فیصلہ نہ مانے۔ وَرَسُوْلَهٗ اور نافرمانی کرے اس کے رسول کی۔ یعنی رسول کا فیصلہ — حدیث نہ مانے۔ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا

لہ دیکھئے میں حدیث قرآن کے سوا دوسری چیز ہے۔ لیکن ہے دا صل القاء ربانی۔ خدا نے اپنے رسول کے جی میں قرآن کی تشریح ڈالی۔ اور حضور نے اسے اپنے الفاظ سے بیان کر دیا۔ پس دا صل حدیث بھی وحی ہی ہے خفی کہہ لیجئے۔ بظاہر دو چیزیں جدا جدا ہیں۔ لیکن حکم دونوں کا ایک ہے فافہم و تدبر!

Marfat.com

س وہ صریح گمراہ ہوگیا۔ ثابت ہوا۔ کہ حدیث بھی قرآن کی طرح دین
۔ اور حدیث کا منکر بے دین اور گمراہ ہے!

منکرِ حدیث کی سزا

یہ تو آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔ کہ کسی کی بات کی قدر و
یت بات والے کی قدر و حیثیت پر موقوف ہے۔ دنیا میں
اظم رجال کی باتوں کو زریں اقوال کہتے ہیں۔ اور لوگ انہیں
نتے اور ان پر عمل کرتے ہیں۔ غور کریں۔ کہ حضرت محمد رسول
صلے اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ اور درجہ کا بھی کوئی انسان ہوا
ہرگز نہیں! آپ صرف مکمل اور کامل انسان ہی نہیں۔ بلکہ
ع انسانیت کے حامل ہونے کے ساتھ آپ رسول اللہ نبی
۔ پھر آپ کی بات بحیثیت مکمل انسان ہونے کے بھی ہمیں
چہ جائیکہ آپ رسولِ خدا بھی ہیں۔ اس حیثیت سے تو
کی بات کو دین کا درجہ بھی حاصل ہوگیا۔ اور پھر لطف
۔ کہ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں حضور کے اتباع، اطاعت
رداری پر بے حد زور دیتا ہے۔ یہاں تک کہ حضور
طاعت کو اپنی اطاعت قرار دیتا ہے۔ اور آپ کے نطق
ونے کو اپنی وحی فرماتا ہے۔ حضور کی اس حیثیت کے پیش
پ کی بات کی حیثیت اور درجہ کا اندازہ لگا لیں۔ اور پھر
ی سے کہیں۔ کہ کیا حضورؐ کی بات بحیثیت آپ کے

Marfat.com

رسول اللہ ہونے کے دین نہیں ہوسکتی ؟ کفر دین ہے۔ پھر کوئی آپ کی بات (حدیث) کو دین نہ کہے۔ بلکہ اس الحاد بے دینی کی اشاعت کرے۔ کہ حضور کی بات کو دین نہ وہ شخص کجرو اور باطنی نہیں تو اور کیا ہے ؟ دیکھئے خدا حضور کی بات نہ ماننے والوں کی کس طرح خبر لیتا ہے۔ اور ان انجام کیا بتاتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ط وَسَاءَتْ مَصِيْرًا ۝ (پ ۵ ع ۱۴)

اور جو شخص راہ راست (کتاب و سنت) کے ظاہر ہوئے پیچھے پیغمبر سے کنارہ کش رہے۔ اور مسلمانوں (صحابہؓ) کے رستے کے سوا دوسرے رستے چلے۔ تو جو (رستہ) اس نے اختیار کر لیا ہے۔ ہم اس کو وہی رستے چلائے جائیں گے۔ اور (آخرکار) اس کو جہنم میں داخل کریں گے "

اس آیت کا تذکرہ پہلے بھی ہو چکا ہے۔ آپ کی اور ایمانی بصیرت کی ترقی کے لئے ہم اسے مکرر بیان کرتے مطلب آیت کا یہ ہے۔ کہ جو شخص رسول اللہ صلے اللہ سلم سے کنارہ کشی اختیار کرے۔ ایک شق پر ہو جائے اس کے کہ اس کے پاس ہدایت آچکی ہو۔ اور ہدایت حضورؐ کا عمل ہے۔ مطلب یہ کہ رسول خدا صلے اللہ

عمل رستہ چھوڑ کر جو کنارہ کشی کرے۔ اور مومنوں کے رستہ کے
ا اور رستہ اختیار کرے۔ مومنوں کا رستہ حضورؐ ہی کا اتباع ہے۔ تو
منوں کے رستہ (اجماع صحابہؓ) کے سوا کوئی اور رستہ تلاش
ہے۔ تو خدا اس کو ادھر ہی دھکیل دے گا۔ جدھر وہ متوجہ ہوا
ے۔ اور دھکیلتے دھکیلتے جہنم میں جا داخل کرے گا۔

اس آیت میں یہ بات خاص طور پر نوٹ کرنے کے قابل
ہ اور وہ یہ ہے۔ کہ جو شخص رستہ رسول پہ نہیں چلتا۔ بلکہ
فور سے کنارہ کرتا ہے۔ تو خدا اس کو اسی کنارے پر چلاتے
لاتے جہنم میں جھونک دے گا۔

قرآنی آیت پہ جس طرح حضورؐ نے عمل کیا ہے۔ وہ راہ
مل ہے۔ اسی راہ پر صحابہ، تابعین، اور تبع تابعین چلے تھے۔
م مسلمانوں کو اسی راہ رسولؐ پہ چلنے کا حکم ہے۔ پھر جو شخص
ھ کے رستہ پر نہیں چلتا۔ یعنی اس کا عمل سنت کے مطابق
ں ہے۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور دوسرے اوامر پر رسولِ خدا
طرح عمل نہیں کرتا۔ تو وہ رسولِ خدا سے کنارہ کش ہے۔
کے لئے جہنم کی سزا ہے۔

یَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ — کا مطلب یہ ہے۔ کہ وہ
مومنوں کے رستہ کے سوا اور رستہ اختیار کرتا ہے۔ یعنی
ع امت — قرون مشہود لہا بالخیر کے رستہ کے سوا اور
پر چلتا ہے۔

گیا پھونڈ نے جو رستہ مسلمانوں کے سامنے پیش کیا ہے۔

Marfat.com

وہ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نہیں ہے۔ یعنی صحابہ، تابعین ا
تابعین کے مسنون رستہ کے سوا اور رستہ نہیں ہے ؟ ضرور
کیونکہ پرویز صاف کہتا ہے۔

آج جو اسلام دنیا میں مروج ہے۔ وہ زمانہ قبل از
قرآن کا مذہب ہو تو ہو۔ قرآنی دین سے اس کا
کوئی تعلق واسطہ نہیں " (سلیم کے نام ص۲۵۲)

مطلب صاف ہے کہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، قربا
اور دوسرے اسلامی ارکان و احکام جو آج مکہ مکرمہ، مدینہ منو
ارض حجاز اور ساری دنیائے اسلام میں مسلمانوں میں مروج
ان کو قرآنی دین سے کوئی تعلق واسطہ نہیں۔ اس لئے کہ
تیرہ سو سالہ اسلام کو پرویز نہیں مانتا۔ کیونکہ پرویز نے ا
سبیل المؤمنین کے سوا اور رستہ اختیار کر رکھا
پس پرویز کا سنت کے خلاف، سبیل رسول کے برعکس
صحابہ کے سوا مسلمانوں کو اور رستہ دکھانا ٹیڑھا رستہ
ہے۔

مسلمان بھائیو! ایک بار آیت مذکور پہ پھر غور کرو۔ کہ
نے امت کو حضورؐ کے اتباع کا حکم دیا ہے۔ اور آپ
کنارہ کرنے سے منع کیا ہے۔ کنارہ کرنے والے کو دوز
ڈرایا ہے۔ اور کنارہ کش کی پہچان یہ بتائی ہے کہ وہ
المومنین یعنی اجماع صحابہ سے اور راہ اختیار کرتا ہے
آیت میں رسول اللہ سے شقاق کرنے والے۔ اجماع صحا

Marfat.com

ر راہ چلنے والے کو جہنمی کہا ہے۔

پس نجات کا رستہ — بہشت کا رستہ۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا رستہ ہے۔ جو سنت اور حدیث سے ملتا ہے — سنت اور حدیث بہشت کی راہ نما ہوکر دین ثابت ہوئی۔ حُجّت قرار پائی۔ اور پرویز کا یہ کہنا۔ کہ حدیث دین نہیں۔ قرآنی آیت کی دلیل سے باطل ہوا!

حدیثِ نبوی بنیادِ ایمان ہے

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝ (پ ۵ ع ۶)

پس (اے پیغمبرؐ) قسم تیرے رب کی یہ لوگ ایماندار نہ ہوں گے۔ جب تک یہ بات نہ ہو کہ ان کے مابین جو جھگڑا واقع ہو۔ اس میں یہ لوگ تجھ سے فیصلہ کرائیں۔ پھر تمہارے فیصلہ سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پائیں اور پورے طور پر تسلیم کریں"

اس آیت میں خدا تعالیٰ نے اپنی ذات کی قسم کھا کر فرمایا کہ یہ لوگ جو خود کو مسلمان کہتے ہیں۔ ہرگز مسلمان اور ایمان دار نہیں ہو سکتے۔ جب تک یہ اپنے جھگڑوں، تنازعوں، اختلافوں میں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تجھ کو حَکم اور منصف

نہ مانیں. پھر جو فیصلہ تو کرے. وہ اس فیصلہ کو سن کر ذرا
تنگی محسوس نہ کریں. ملتے پر شکن نہ لائیں. اور دل و جان
سے اس قبول کر لیں. یعنی مسلمان اور ایماندار ہونے کی.
یہ ہے. کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو سن
بغیر کسی قسم کی دلی تنگی کے اس کو بہ ہزار جان قبول کریں
ارشادِ رسول سن کر کلیجے میں ٹھنڈک پڑ جائے. جان میں
جان آ جائے. دل میں مسرت اور خوشی کا ایک فردوس بس
جائے. اور جسم کا رواں رواں تسلیم و قبول کے لئے جھک جا
جب تک ارشادِ خیرالوریٰ ؐ اور حدیثِ مصطفےٰ کی قبولیت کا
عالم نہ ہوگا. بقول قرآن اس وقت تک کوئی شخص مسلما
نہیں ہوسکتا. خواہ زبان سے مسلمان ہونے کے ہزار اقرار کر

قارئین کرام! یہ آپ کے سامنے قرآن کی آیت ہے.
آیت سے حدیث نبوی کی حجیت ثابت ہوگئی ہے. حدیث کا
ایمان ہونا واضح ہوگیا ہے. اور سورج سے بڑھ کر روشن ہو
کہ حدیث کا منکر مسلمان نہیں. آیت پر ایک بار پھر
فرمائیں!

فَلَا وَرَبِّكَ. پس قسم ہے مجھ کو تیرے رب کی یعنی
میری ذات کی قسم ہے.
لَا يُؤْمِنُونَ. یہ ایماندار (مسلمان) نہیں ہوں گے.
حَتّٰى. یہانتک کہ. یعنی جب تک (یہ شرط پوری نہ کر
يُحَكِّمُوكَ. تجھ کو منصف مانیں. یعنی تیرا حکم قا

Marfat.com

جائیں۔ ان کے لئے تیرا فرمان منتہائے کلام ہو۔ قارئین کرام! حضورؐ کا حکم، ارشاد، حدیث ہی تو ہے۔ دیکھ لیں۔ قرآن کی اس آیت سے حدیث کا دین ہونا ثابت ہو رہا ہے۔ حضور کا فرمان یعنی حدیث امت کے آگے خدا پیش کر رہا ہے۔ اور اسے ماننے اور قبول کرنے والے کو مومن کہہ رہا ہے۔ اور حدیث کے نہ ماننے اور انکار کرنے والے کو لَا یُؤْمِنُوْنَ کے فتوے سے بے ایمان فرما رہا ہے۔ پس قرآنی نص سے منکرِ حدیث ایمان سے باہر ہے۔ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ۔ اپنے باہمی جھگڑوں میں "یعنی بعد حضرتِ الوہؐ کے حکم، فرمان، ارشاد، سنت اور حدیث کے مسلمان اپنے باہمی جھگڑے نہ چکائیں گے۔ حدیث کے آگے تسلیم خم نہ کریں گے۔ لَا یُؤْمِنُوْنَ۔ مسلمان نہ ہوں گے۔ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ - پھر تیرے فیصلہ اپنے دلوں میں تنگی نہ پائیں۔

یعنی تیرے فیصلہ، ارشاد، حکم، حدیث اور سنت پاک پہ اسلام کے دعویدار اپنے دلوں میں ذرا تنگی اور ضیق محسوس کریں۔ قارئین کرام! سن رہے ہیں نا یہ قرآن ہے۔ قانون ہے۔ ارشاد وَاحِدُ الْقَھَّار ہے۔ کہ مسلمان حدیث مصطفےٰ کو جب تک بلا تنگیٔ دل سے قبول نہ کرے گا۔ لَا یُؤْمِنُوْنَ مسلمان نہیں ہوگا۔ یعنی حدیث کو بلا تنگی دل سے مانے اور قبول کرے۔ اگر تنگی دل سے یا طوعاً و کرہاً حدیث کو مانے گا۔ تو پھر اسلام اور ایمان سے خارج ہوگا۔ چنانچہ آگے وضاحت آگئی

Marfat.com

ہے۔

وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ اور پورے طور پر تسلیم کریں۔ ماننے جیسے ماننے کا حق ہے۔

یعنی تیرے فیصلے، ارشاد، سنت اور حدیث کو پورے طور مانیں، سرِتسلیم خم کریں۔ مجھے میرے رب ہونے کی قسم — پھر مسلمان ہوں گے۔ اور اگر یہ تیرے فیصلے، قول، فعل، سنت اور حدیث کو خندہ پیشانی اور دل کی فراخی اور خوشی سے مانیں گے۔ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ۔ مجھے میری ذات کی قسم

مسلمان! علامہ اقبالؒ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

غنچۂ از شاخسارِ مصطفیٰ
گل شوَ از بادِ بہارِ مصطفیٰ

یعنی اے مسلمان! تو شاخسارِ رسولِ رحمت کا ایک غنچہ ہے۔ جب تو پیدا ہوتا ہے۔ تو بلوغت تک ایک کلی کی صورت ہوتا ہے۔ اب تجھے پھول بننا ہے۔ پس حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی بادِ بہاری سے پھول بن جا! مطلب یہ کہ اگر غنچہ کو گفتارِ پیغمبرؐ کی بادِ بہاری میسر آئے گی۔ تو غنچہ پھول بننے سے قبل ہی بادِ سموم سے جل جائے گا۔ وہ پھول بنے گا ہی نہیں۔ وہ مسلمان ہوگا ہی نہیں ہے مرتبہ حدیث اور سنت کا اقبال کی نظر میں!

Marfat.com

پرویز رسولِ خدا کے قول و فعل کو دین نہیں مانتا

خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ، ارشاد، فرمان، حکم، حدیث اور سنت پر ایمان لانا اور انہیں دینی حیثیت سے قبول کرنا اور اس پر عمل کرنا شد ضروری قرار دیا ہے۔ یہاں تک کہ اسلام کا دار و مدار حضورؐ کے اتباع، اطاعت، اور فرمانبرداری پر منحصر فرمایا ہے — لیکن ویز کی تگ و دو ہے۔ کہ وہ مسلمانوں کو عمل بالحدیث اور تباع سنت سے ضرور ضرور روکے گا۔ اور اوپر کی آیت میں دا نے اپنی ذات کی قسم کھا کر کہا ہے۔ کہ وہ ایماندار اور سلمان نہیں ہے۔ جو حضرتِ انور کے فیصلہ، ارشاد اور حکم دل و جان سے قبول نہ کرے۔ لیکن پرویز بار بار خدا کے ں حکم کے خلاف — قرآن کی اس تعلیم کے برعکس کہتا ہے۔

قرآن میں جہاں جہاں اللہ و رسول کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔ اس سے مراد امام وقت یعنی مرکزِ ملت

مراد آپ نے کس دلیل سے لی ہے؟ قرآن سے سینہ زوری! خدا سے ڈرو! ساری رسول نے تیرہ سو سال سے خدا اور رسول کی اطاعت سے مراد کتاب و سنت لی ترجمہ بھی یہی بتاتا ہے۔ کہ اللہ کی اطاعت کرو۔ وہ قرآن پر عمل ہے۔ اور رسول کی عت کرو۔ وہ حضورؐ کے عمل (سنت) کی پیروی ہے۔ آپ نے جو جانشین مراد لی ہے دلیل سے لی ہے؟ بے دلیل باتیں کرنا جاہلوں یا خدا سے بے خوف لوگوں کا کام ہے

Marfat.com

کی اطاعت ہے. جب تک محمد صلے اللہ علیہ وسلم امت میں موجود تھے. ان کی اطاعت اللہ و رسول کی اطاعت تھی. اور آپ کے بعد آپ کے جانشینوں کی اطاعت اللہ و رسول کی اطاعت ہوگی. اور اطاعت عربی میں کہتے ہیں زندہ کی فرمانبرداری کو"

(مقام حدیث جلد اول ص۱۵)

غور فرمائیں. کہ پرویز نے قرآن کے برعکس صاف کہہ دیا ہے کہ آپؐ کے بعد (یعنی آپ کی وفات کے بعد) آپکے جانشینوں کی اطاعت اللہ و رسول کی اطاعت ہوگی. اور اطاعت عربی میں کہتے ہیں زندہ کی فرمانبرداری کو" چونکہ حضورؐ اب زندہ نہیں وفات پا چکے ہیں. اس لئے اب آپ کی اطاعت نہیں زندگی میں آپ کی اطاعت، فرمانبرداری، حکم، فیصلہ وغیرہ واجب العمل تھا. وفات کے بعد آپ کی اطاعت، حکم اور فیصلہ سب وفات ہوگئی ہے. اب امام وقت کے منہ سے جو نکلے گا. پر چلنا. وہ اللہ و رسول کی اطاعت ہوگی. رسولِ خدا کی تیئیس زندگی کا قول و فعل اور اسوہ حسنہ، آپ کے فرمودات و نصائح کی کوئی ضرورت نہیں!

اعاظم رجال کی باتیں قابل عمل ہیں

دنیا میں قوموں کے لیے بھی ہوئے ہیں. سیاسی بھی ہوئے ہیں. فلاسفہ، حکماء، شعراء، ادباء، اور خطباء گزرے ہیں. ان سب کا اپنا اپنا کلام اور ان کی تصانیف

ہیں۔ ان اکابر کی سوانح عمریاں بھی مرتب کی گئی ہیں۔ لوگ ان کا کلام پڑھتے، اور ان کی تصانیف سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ مدرسوں، سکولوں، کالجوں میں یہ کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔ لاکھوں آدمی ان سے استفادہ کرتے ہیں۔ بزرگوں، ولیوں، لیڈروں کی سوانح حیات بھی لوگ پڑھتے ہیں۔ خود پرویز صاحب اپنی کتابوں، میں شاعروں کے شعر بھی لکھتے ہیں۔ اقبال، غالب، ذوق، امیر، انیس، مومن، میر، حالی، ولی دکھنی، سعدی، حافظ، قاآنی، بیدل، غنی وغیرہ سینکڑوں شعراء کرام کے شعروں سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ پرویز صاحب نے اپنی کتاب "سلیم کے نام" میں مندرجہ ذیل فلاسفہ کا نام لے کر ان کا ذکر کیا ہے۔ اور بعض کے خیالات کو کتاب میں لکھا بھی ہے۔ چنانچہ انہوں نے ہربرٹ اسپنسر، باردیو، برگسان، پروفیسر رابرٹ ہیڈ، سپنکی، پروفیسر (ERWIN SCHRODINGER)، پلاٹو (PLATO)، ہیگل، گرجیف، افلاطون، لڈوگ (LUDWING FEVERBACK)، ڈارون، فرائڈ، ڈاکٹر واسن، لینن، سٹالن، آئنسٹائن (EINSTEIN) وغیرہ کے خیالات کا کتاب میں ذکر کیا ہے۔ لیکن کیا مجال جو حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خیالات، ارشادات، فرمان، نصائح کا اپنی کتاب میں ذکر کر جائے۔ نبی رحمت کی رحمت یا فرمان سے پرویز صاحب ایسے بدکتے ہیں، بھاگتے ہیں اور اجتناب کرتے ہیں۔ کہ شائد آپ کے فرمان کو سپرد خامہ کرتے ہی انہیں کیا ہو جائے گا۔ مسلمانو! خدا را انصاف کرو!

کہ ساری دنیا کے لوگوں کی باتیں قابل ذکر و فکر ہوں۔ اکابر کا کہا
لبانوں پر ہو۔ بزرگوں کی نصیحتیں سنائی جائیں۔ اکابر کی باتوں
عمل کیا جائے۔ ہزاروں کتابیں تاجر لائبریریوں میں سجی بچھائی جائیں
لیکن حضور سید الکونین و الثقلین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی نصیحت، پند اور ارشاد کو زبان پر نہ لایا جائے۔ نہ اس
سے لوگوں کو مستفید کیا جائے۔ چار چار سو صفحات کی مذہبی کتاب
میں پرویز صاحب حضورؐ انور کی بات، فرمان یا نصیحت لکھنا گوا
نہ کریں۔ بلکہ الٹا یہ لکھیں۔ جب تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم امت
میں موجود تھے۔ ان کی اطاعت اللہ و رسول کی اطاعت تھی۔ ا
آپ کے بعد[1] آپ کے جانشینوں کی اطاعت اللہ و رسول کی ا
ہوگی۔ اور اطاعت عربی میں کہتے ہیں زندہ[2] کی فرماں برداری

---

[1] پرویز صاحب کو خوف خدا چاہیے۔ کہ تمام دنیا کے اکابر کی زندگیاں اور انکے فرمو
تو آنیوالی نسلوں کے لئے مشعل راہ قرار دیئے جائیں۔ اور جن کی رسالت قیامت تک
گی۔ ان کی زندگی اور ان کے فرمودات وفات کے بعد ناقابل عمل ہوں۔ مسلما
غور کرو! کہ یہ کون شخص ہے؟ [2] اگر حضور انورؐ زندہ نہ رہے۔ صلے اللہ علیہ وسلم۔ تو ان
سیرت بھی زندہ نہیں۔ ان کا اسوہ بھی زندہ نہیں۔ قول و فعل اور ارشاد
نصائح بھی زندہ نہیں رہے؟ قائد اعظم فوت ہو گئے تو ان کا پیغام کیوں
دن اخباروں میں چھپتا رہتا ہے۔ سعدیؒ فوت ہو گئے۔ تو ان کی گلستان بوستا
کیوں زندہ جاوید ہے؟ حافظ فوت ہو گئے۔ تو ان کا دیوان کیوں زبان
ہے۔ اقبال فوت ہو گئے۔ تو ان کے کلام کو کیوں بار بار اپنی کتابوں میں لکھتے
کر حضور کے ساتھ کیوں ہے۔ کہ انکا کلام فوت ہو چکا ہے۔

آپ انصاف سے کہیئے. کہ کیا پرویز سے بڑھ کر بھی کوئی اسلام کو نیاً منیاً کرنے والا ہوسکتا ہے. کہ یہ شخص حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا تعلق مسلمانوں سے توڑنا چاہتا ہے. قرآن کو حضورؐ سے جدا کرتا ہے. اور کہتا ہے. کہ حضور کی سنت، قول اور فعل کی مسلمانوں کو کوئی ضرورت نہیں. نہ قرآن کی تشریح رسول مسلمانوں کو درکار ہے. اپنے اپنے وقت کے امام کی تشریح قرآن شریعت ہے. جو واجب العمل ہے. اس ظالم کی یہ تعلیم مسلمانوں کے دلوں سے محبتِ رسول نکال دے گی. آپ سے مسلمانوں کا تعلق توڑ دے گی. اور مسلمان دین سے نا آشنا ہوکر رہ جائیں گے.

اسلام محبتِ رسول کا نام ہے

مسلمان بھائیوں کو معلوم ہونا چاہیئے. کہ ان کا دین ایمان، اسلام اور عمل قرآن حضور سیدالکونین محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے. آپ کو توحید حضورؐ نے سکھائی — قرآن حضور نے دیا. قرآن پر عمل کرکے آپ نے دکھایا — گویا قرآن اور عمل بالقرآن امت کو حضورؐ نے پہنچایا. ساڑھے تیرہ سو سال تک امت نے قرآن اور قرآن پر حضورؐ کے عمل کو پایا. اور سینے سے لگایا. آج ایک مجتہد مائۃ حاضرہ کہتا ہے کہ حضورؐ کے عمل بالقرآن کی ضرورت نہیں ہے. اُن کا عمل بالقرآن ان کی زندگی تک ہی فقط. ان کی وفات کے بعد ہر زمانے کا امام وقت جو تشریح قرآن بتائے. اس پر

Marfat.com

چلو! خبردار! یہ تعلیم اسلام کو مردہ کر دے گی۔ اور مسلما
کو گمراہ!

ہاں مسلمان اس وقت تک مسلمان ہے جب تک حضو
سیدالعرب والعجم، سید ولدِ آدم، سیدالکونین و الثقلین، س
العالمین، سید المرسلین، رحمت للعالمین، خاتم النبین، حبیبِ خدا
اشرف انبیاء، والی بطحاء، رسولِ کائنات، پیغمبر بحر و برّ، رسول
انس و جنّ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
محبت ہے۔ اور محبت بھی اپنی جان، مال، اولاد، ماں، باپ
اور سارے جہان سے بڑھ کر لازم ہے۔ یعنی آپ کے فرمان، سنت
اور ارشاد پر ہر چیز قربان، دنیا و مافیہا نچھاور کر دے۔ چنانچہ
حضورؐ نے خود فرمایا۔ امت کو مسئلہ بتایا۔ مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِیْ
فَقَدْ اَحَبَّنِیْ۔ (مشکوٰۃ) جس نے میرے طور طریقہ، چال اور کام
(عمل کرکے) محبت کی۔ اس نے مجھ سے محبت کی" یعنی حضو
کے قول و فعل پہ عمل کرنا حضور سے محبت کرنا ہے۔ یہی چیز
منکرِ حدیث مسلمانوں سے چھڑانا چاہتا ہے۔ کہ مسلمان حضو
کے طور طریقہ، چال اور کام (سنت) کو چھوڑ دیں۔ سنت
کو دین مانیں ہی نہ، تاکہ ان کا تعلق رسولِ رحمت سے
رہے ہی نہ، اور بجائے حضورؐ کے تعلق کے امامِ وقت سے
تعلق قائم ہو۔ اور امامِ وقت یا امامِ وقت کی امامت
بڑے امیدوار (FORMOST CANDIDATE) کی اپ
تشریح قرآن پر عمل کرکے اَحَبُّوْا قَوْمَهُمْ دَامَ

Marfat.com

(LED THEIR PEOPLE TO THE ABODE OF DESTRUCTION.)

کا منظر دیکھیں۔

انکارِ حدیث نفاق ہے

فَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ تَعَالَوْا اِلٰی مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ وَاِلَی الرَّسُوْلِ رَاَیْتَ الْمُنٰفِقِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْکَ صُدُوْدًا ۃ (پ۵ ع۶)

اور جب ان سے کہا جاتا ہے۔ کہ آؤ اس چیز کی طرف جو اللہ نے اتاری ہے۔ اور (آؤ) رسول کی طرف (تو) تو دیکھتا ہے منافقوں کو کہ تجھ سے پہلو تہی کرتے ہیں؟

اس آیت میں لوگوں کو دو طرف بلایا گیا ہے۔ پہلی طرف ہے۔ مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ۔ جو اللہ نے اتارا؛ یعنی قرآن مجید، اور دوسری طرف ہے اِلَی الرَّسُوْلِ۔ رسول کی طرف۔ مطلب یہ کہ جب لوگوں کو قرآن کی طرف اور رسول کی طرف بلایا جاتا ہے کہ دینی احکام لینے کے لئے آؤ۔ قرآن اور رسول کے پاس! اس سے قرآن حجت فی الدین ثابت ہوا۔ اور بالکل اسی طرح رسول کی بات (حدیث) بھی حجت فی الدین ثابت ہوئی۔ قرآن کی طرف آنا قرآنی اصولوں کو ماننا ہے۔ اور رسول کی طرف حضورؐ کی تشریحاتِ قرآن اور جزئیاتِ فرقان کو تسلیم ہے۔

پس قرآنی نص اِلَی الرَّسُوْلِ سے حدیث نبویؐ ماخذ

Marfat.com

دین ثابت ہوئی۔ ایک بار پھر غور فرمائیں۔ کہ خدا نے فرمایا ہے
آؤ (حصول دین کے لیے) قرآن کی طرف اور رسول کی طرف
پس قرآن اور رسول دونوں چیزیں دین اور حجت ثابت ہوئیں
یعنی جو حکم دے قرآن وہ مانو۔ اور اس حکم پر جس طرح رسول
عمل کرنا بتائے۔ وہ بھی مانو۔ مثلاً قرآن حکم دے۔ اقیموا
الصلوٰۃ۔ نماز قائم کرو۔ تو نماز کا فرض ہونا تسلیم کرو۔ پھر
رسول کی طرف آؤ۔ کہ جس طرح وہ قائم کرنا بتائیں۔ اس طرح
قائم کرو۔ الحاصل قرآن اور سنت دونوں چیزیں ماخذ دین
ثابت ہوئیں۔ اور منکر حدیث کا یہ کہنا۔ کہ حدیث ماخذ دین
نہیں۔ مردود ہوا۔ ہمیں یہ دیکھ کر بہت رنج ہوتا ہے۔ کہ
شخص قرآن۔ قرآن پکارتا ہے۔ وہ قرآن سے دلیل نہیں لا
اپنی ہوائے نفس سے لکھتا جاتا ہے۔ اور لوگوں کو دھو
دیتا ہے۔ کہ یہ قرآن ہے۔ بھلا قرآن میں کہاں لکھا ہے
رسولِ خدا کا فرمان دین نہیں ہے۔ اس کو کہتے ہیں افترا
اللہ! ہزلیات اپنی۔ اور خدا کے ذمہ لگانی۔ خدا فرماتا ہے
وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا۔ اور کون ہے بہت
ظالم اس شخص سے جو اللہ پر جھوٹ باندھے۔ (پ ۸ ع ۹) غرض
خدا کا سارا قرآن بھرا پڑا ہے۔ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ۔ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ
سے۔ کہ رسول کی اطاعت کرو۔ پرویز کہتا ہے۔ نہیں یہ اطا
صرف ان کی زندگی تک تھی۔ وفات کے بعد اطیعو الرسو
سے مراد امام وقت کی اطاعت ہے ساری امت کے

Marfat.com

مطلب گھر سے گھڑ لیا ہے۔ نظام خدا پر افتراء کرتا ہے۔
ہاں تو مذکورہ آیت میں آپ نے پڑھ لیا۔ کہ خدا نے لوگوں کو قرآن اور رسول کی طرف بلایا ہے۔ آگے فرمایا۔

رَاَیْتَ الْمُنَافِقِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا۔

دیکھتا ہے تو (اے رسول) منافقوں کو کہ تجھ سے پہلو تہی کرتے ہیں"

یعنی تیرا فیصلہ، تیرا ارشاد، تیری حدیث قبول کرنے سے منافق پہلو تہی کرتے ہیں۔ رسول سے پہلو تہی کرنا۔ ہٹنا۔ رکنا ہے۔ یہی ہے نا۔ کہ ان کے کہنے سے، ان کے فرمان سے پہلو تہی کرنا! صاف ثابت ہوگیا قرآن سے کہ رسول سے یعنی رسول کی بات (حدیث) سے پہلو تہی کرنا۔ اسے قبول نہ کرنا۔ اسے دین سمجھنا منافقوں کا کام ہے۔ پس انکار حدیث نفاق ہے۔

قرآن کو ماننا اور حدیث کا انکار کرنا

یہاں ایک بات قابل نوٹ ہے۔ کہ خدا نے بلایا ہے قرآن اور رسول کی طرف۔ تو قرآن سے پہلو تہی کرنے کا ذکر نہیں کیا۔ کیونکہ کوئی مسلمان قرآن کا انکار نہیں کرتا۔ ذکر کیا ہے تو رسولؐ سے رکنے اور پہلو تہی کرنے کا کیا ہے۔ جس سے روشن کی مانند واضح ہوگیا۔ کہ مسلمان جو قرآن کو تو مانتا ہے۔ لیکن حدیث کو نہیں مانتا۔ تو وہ منافق ہے اور مذکورہ آیت کی شانِ نزول بھی کلمہ پڑھنے والوں (بظاہر) مسلمانوں سے متعلق ہے۔ کہ ایک مسلمان کا ایک یہودی کے ساتھ تنازعہ

Marfat.com

ہو گیا۔ دونوں فیصلہ کے لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضورؐ نے دونوں کا بیان سن کر فیصلہ یہودی کے حق میں دے دیا۔ عدالتِ نبوی سے باہر آکر وہ مسلمان یہودی کو کہنے لگا۔ چلو اب حضرت عمرؓ سے فیصلہ لیں۔ اِس مذکورہ آیت اتری۔ کہ اے رسول! منافق تجھ سے پہلو تہی کرتے ہیں۔ یعنی تیری بات، تیرے فیصلے، تیری حدیث سے پرے ہٹتے ہیں۔ قبول نہیں کرتے۔ مطلب واضح ہے۔ کہ مسلمان جو قرآن کو کلام اللہ مانیں۔ اور تیرے فرمان یا حدیث کو ماننے سے پہلو تہی کریں۔ وہ منافق ہیں۔ پرویز صاحب! یہ قرآن ہے۔ قرآن رسولِ خدا سے پیچھے ہٹنے والا، آپ کے فرمان سے رُکنے خطرے میں ہے۔ اور آپ نے اپنی زندگی کا مقصد اولین یہ رکھا۔ کہ حدیثِ رسول کو خارج از دین بتائیں۔ اور مسلمانوں حدیث چھڑائیں۔ حدیث سے پہلو تہی کرائیں۔ بلکہ رسولِ خدا قرآنی تشریح کے مطابق جو مذہب تیرہ سو سال سے دنیا جاری اور مروج ہے۔ اس کے متعلق آپ لکھتے ہیں:

یہی مجمی اسلام ہے سلیم! جو ہزار برس سے ہمارے رگ و پے میں اس طرح سرایت کر چکا ہے کہ ہم یہ محسوس کرتے ہیں۔ کہ اگر یہ نکل گیا تو اس کے ساتھ ہی ہماری جان بھی نکل جائے گی۔

(سلیم کے نام ص ۱۳۳)

ہزار برس سے جو اسلام ہمارے رگ و پے میں

Marfat.com

گا ہے۔ یہ اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شریح قرآن کی عملی صورت ہے۔ حضور کی ذات نے اپنے قول و عمل سے ہم کو یہ اسلام دیا ہے۔ جس سے پرویز صاحب مسلمانوں کو روک رہے ہیں۔ حضور سے پرے ہٹا رہے ہیں۔ "رَاَیْتَ الْمُنٰفِقِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْکَ صُدُوْدًا"

(THOU SEEST THE HYPOCRITES TURN FROM THEE WITH AVERSION.)

سخت منکرِ حدیث

پرویز صاحب یقیناً منکر حدیث ہیں۔ ۹۔ لوگ اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں۔ کہ ویز صاحب منکرِ حدیث نہیں ہیں۔ وہ ان حدیثوں کو نہیں تے ہیں۔ جو قرآن کے مطابق نہیں ہیں۔ یا وضعی ہیں۔ گذارش ۔ کہ حدیث کا صحیح ہونا یا ضعیف ہونا یا وضعی ہونا الگ بات ۔ اور نفس حدیث کا انکار کرنا دوسری بات ہے۔ ہم خود ضعیف وضعی حدیثوں کے قائل نہیں ہیں۔ محدثین نے جو احادیث کے کھنے کے اصول بنائے ہیں۔ جو حدیثیں ان اصولوں کے مطابق ثابت ہوتی ہیں۔ ہم ان ہی کو مانتے اور ان ہی پر عمل تے ہیں۔ ضعیف اور موضوع حدیثیں محدثین نے الگ کر رکھی ۔ تاکہ ان کھوٹے سکوں سے مسلمان بچیں۔ پرویز صاحب نفسِ حدیث کے قائل ہی نہیں۔ دیکھئے وہ صاف لکھتے

ہیں کہ احادیث دین کا جز ہوتیں۔ تو کیا رسول اللہ پر

Marfat.com

یہ فریضہ عائد نہیں ہوتا تھا۔ کہ وہ دین کے اس حصے کو بھی مستند طور پر مرتب[1] کرکے امت کو دے کر جاتے۔ (سلیم کے نام صفحہ)

معلوم ہوا۔ پرویز صاحب حدیث کو دین نہیں مانتے! مزید لکھتے ہیں

جو لوگ اب حدیث کو دین سمجھ رہے ہیں۔ ان سے یہ سوال پوچھئے۔ ان میں سے کوئی شخص اس کا جواب[2] نہیں دے سکے گا۔" (سلیم کے نام صفحہ)

صحابہ سے لیکر آج تک مسلمانوں کا یہ ایمان ہے کہ قرآن بھی وحی ہے۔ وحی متلو۔ کہ اس کی تلاوت کی جاتی ہے۔ حضور کی حدیث بھی وحی ہے۔ وحی غیر متلو۔ کہ اس کی تلاوت نہیں کی جاتی۔ پرویز صاحب اس وحی غیر متلو (حدیث) متعلق گمراہ کن کرتے ہیں۔

البتہ یہودیوں[3] کے ہاں یہ عقیدہ تھا۔ کہ وحی کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ متلو اور غیر متلو! اور وہیں سے مسلمانوں نے یہ عقیدہ مستعار لیا ہے! (سلیم کے نام صفحہ)

قارئین کرام غور کریں۔ کہ پرویز نے حدیث دشمنی میں حد

---

[1] گرہ بیند بروز شپرہ چشم ؛ چشمہ آفتاب راچہ گناہ

[2] وسیاتی الکلام فیہ!

[3] پرویز صاحب! قرآن میں کہاں لکھا ہے۔ کہ یہودیوں کے ہاں یہ عقیدہ وحی کی دو قسمیں ہوتی ہیں!۔

فلک سفلہ بے محابا ہے
اس ستمگر کو الفغان کہاں

Marfat.com

ی۔ حدیثِ نبی رحمت کو جو وحی غیر متلو ہے۔ یہودیت سے تعبیر کرتا ہے۔ کیا اب بھی پرویز کے منکرِ حدیث ہونے میں شک باقی ہے۔ اگر پرویز صاحب کہیں لکھ دیں۔ کہ ہم منکرِ حدیث نہیں ہیں۔ تو یہ ان کی منافقت ہوگی۔ جو وحی غیر متلو کو یہودیوں کا عقیدہ کہتا ہے۔ اور لکھتا ہے کہ مسلمانوں نے ان سے یہ عقیدہ مستعار لیا ہے۔ وہ کس طرح حدیث کا قائل ہو سکتا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ پرویز صاحب یقیناً منکرِ حدیث ہیں۔ اور ان کا سارا زور حدیث کو خارج از دین ثابت کرنے میں صرف ہو رہا ہے۔ کہ حدیثوں سے مسلمان بدظن، متنفر، اور منکر ہو جائیں۔ قرآن کی من مانی تشریح (اماموقت) کرکے مسلمانوں کو گمراہ کرے۔ آخر امام وقت کی اسامی (Post) بھی ساڑھے سو سال سے خالی چلی آرہی ہے۔ خدا خدا کرکے چودھویں صدی آئی ہے۔ پرویز صاحب اسے پُر نہ کرینگے۔ تو اور کس نے کرنی ہے کہ سورج کی آنکھ نے ان سے بہتر امامت کے لائق کسی کو دیکھا ہی نہیں ؎

زمزم ہی پہ چھوڑو مجھے کیا طوفِ حرم سے
آلودہ پہ ہے جامۂ احرام بہت سے

رسولؐ کی فرمانبرداری اللہ کے حکم سے ہے

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ (پ۵ ع۸)

Marfat.com

اور جو رسول ہم نے بھیجا، اس کے بھیجنے سے ہمارا مقصود ہمیشہ یہ رہا۔ کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے:

رسول کا کہنا حجت ہے

اس آیت میں خدا تعالیٰ نے رسول بعثت کی یہ غرض بیان کی ہے لوگ اس کی اطاعت کریں۔ کہا مانیں۔ فرمانبرداری کریں۔ ساتھ ہی یہ بھی فرمایا۔ کہ رسول کی اطاعت اور فرماں بردا باذن اللہ ہے۔ یعنی رسول جو کہتا ہے۔ وہ خدا کے حکم سے کہتا ہے۔ تو گویا اس کا کہنا۔ ماننا خدا کا حکم ماننا ہے۔ ثابت ہوا۔ کہ رسولؐ کا کہنا ــــ (حدیث) دین ہے۔ ماخذ دین ــــ حجت ہے۔ بالکل قرآن کی طرح اس پر عمل کرنا لابدی ــــ کہ رسولؐ، خدا ہی کے الہام (REVELATION) سے دین باتیں کرتا ہے۔ یہی بات خدا نے اور وضاحت سے فرمائی ہے۔

وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ج (پ ۵ ع ۸)

اور جس شخص نے رسولؐ کی اطاعت کی۔ اس نے خدا تعالےٰ کی اطاعت کی"

"WHO SO OBEYETH THE MESSENGER OBEYETH ALLAH.

یعنی رسول کی اطاعت، تابعداری کو خدا نے اپنی اطا کہا ہے۔ رسول کا کہا خدا کا کہا ہے۔ اس لئے کہ خدا کی

الہام اور القا سے رسول بولتا ہے۔ جب رسولؐ خدا کی مرضی، الہام اور القا سے بولتا ہے۔ تو اس کا بولنا دین میں حجت ہوا۔ ماخذ دین ہوا۔ بالکل خدا کا حکم ہوا۔ اور قرآن کی مانند واجب العمل ٹھہرا!

اِتّباعِ رسولؐ حدیث کی پیروی ہی ہے

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ — (پ۳ ع ۱۲)

کہہ (اے پیغمبرؐ)، اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو، تو تم لوگ میرا اتباع کرو۔ خدا تعالیٰ تم سے محبت کرے گا"

قرآن نے اللہ تعالےٰ کی دوستی، محبت، ولایت کا یہ طریقہ بتایا ہے۔ کہ اتباع رسول کیا جائے۔ یعنی خدا نے خود بندوں کو اپنے رسول کی زبانی فرمایا ہے۔ کہ اگر تم خدا تعالیٰ کی دوستی اور محبت چاہتے ہو۔ تو رسولِ اکرمؐ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرو۔ آپ کا اتباع کرو۔ پس اتباعِ رسولؐ کا نام ہی سنت اور حدیث ہے۔ پھر سنیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کن احکام پر عمل کیا ہے۔ خدا نے امت کو اِس عملِ رسول، پیروی کا حکم دیا ہے۔ کہیئے! قرآن مجید سے اتباعِ رسولؐ ثابت ہے۔ سنت پاک سے ثابت نہیں ہوا؟ ضرور ہوا ہے۔ "فَاتَّبِعُوْنِیْ" کی نص سے حضور کے عمل کا اتباع، دین ثابت

Marfat.com

ہوا۔ تو سنت اور حدیث آپ جزو دین ثابت ہوئی۔ پس
شخص بغیر اتباع رسول، یعنی سنت پر چلے بغیر نجات نہیں پا سکتا
احکام خداوندی سے اصلاً عہدہ برآ نہیں ہو سکتا!

اگر پرویز صاحب کہیں کہ قرآن پر عمل کرنا ہی اتباع
رسول ہے۔ ہم کہیں گے یہ غلط ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے قرآ
احکام پر چلنے اور رسول کا اتباع کرنے کو علیحدہ علیحدہ بیان
فرمایا ہے۔ گویا دو چیزیں ہیں۔ خدا نے اپنی اطاعت اور
کی اطاعت کا بار بار ذکر کیا ہے۔ جس سے دو چیزیں ثابت
ہوتی ہیں۔ پھر جو شخص اطاعتِ رسول کا انکار کرتا ہے۔
صرف اللہ یا قرآن کی اطاعت کو اپنی مرضی کے مطابق
ہے۔ وہ ہٹ دھرم سینہ زوری کرتا ہے۔ اس کے پاس
کوئی دلیل نہیں ہے۔ جب رات اور دن کہا جاتا ہے
دو چیزیں مراد ہوتی ہیں۔ نماز اور روزہ، مکہ اور مدینہ، اچھا
اور عمر، تاریخ اور حساب، میٹرک اور بی اے، سب
جدا دو چیزیں ہیں۔ ایک نہیں۔ ایسے ہی اللہ کی
اور رسول کی اطاعت دو چیزیں ہیں۔ اطاعتِ اللہ سے
قرآنی احکام کو ماننا ہے۔ اور اطاعتِ رسول کا مطلب
کے طریق، عبادت، سنتِ اطہر اور اسوۂ پاک
پس مذکورہ آیت میں جو اتباع رسول کا حکم
اس کا مطلب حضور کی پیروی اور سنت
تیرہ سو سال سے ساری امت

Marfat.com

انکارِ حدیث کی سزا

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا - (پ ع ۱۳)

اور جس نے نافرمانی کی اللہ کی اور اسکے رسول کی اور اس کی حدوں سے گذر گیا. داخل کریگا اس کو آگ میں "

اس آیت میں دو نافرمانیوں کا ذکر ہے. اللہ کی نافرمانی اور اس کے رسول کی نافرمانی. ان نافرمانیوں کی سزا آگ ہے۔ ظاہر ہے. کہ خدا کی نافرمانی اس کے قانون یعنی قرآنی احکام کو نہ ماننا ہے. اور رسول کی نافرمانی حضورؐ کے عملی قرآن کو نہ ماننا ہے. جو جزئیات حضورؐ نے قرآنی احکام کی مقرر کی ہیں. کو نہ ماننا ہے. یعنی سنت اور حدیث کا انکار کرنا. یہ انکار موجب جہنم ہے. يُدْخِلْهُ نَارًا - داخل کریگا اللہ تعالیٰ اس کے نافرمان ۔ منکرِ سنت کو آگ میں "

قارئین کرام! غور کریں. کہ اللہ تعالیٰ نے بار بار حضورؐ اکرم کے اتباع سنت، پیروی، آپکے اسوۂ حسنہ (سنت اور حدیث) پر عمل کرنے کیلئے کہا ہے. لیکن افسوس! پرویز صاحب برعکس قرآن بار بار حضورؐ کی حدیث، طریقہ اور اتباع کو خارج از دین بنانے میں ہلکان ہو رہے ہیں

حرص اپنے کو دیکھتا نہیں ذوقِ ستم تو دیکھ!

Marfat.com

اتباعِ رسولؐ سے ہی تنزیل کی تعمیل ہو سکتی ہے

رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ (پ ۳ ع ۱۳)

اے ہمارے پروردگار ایمان لائے ہم ساتھ اس چیز کے، کہ اتاری تو نے اور پیروی کی ہم نے رسولؐ کی۔ پس لکھ ہم کو ساتھ شاہدوں کے "

اس آیت میں دو چیزوں کا ذکر ہے۔ ایک تنزیل اور دوسرا اتباع رسول کا۔ نجات پانے والے، خدا کو راضی کرنے والے، جنت الفردوس کے مکین کہہ رہے ہیں۔ خداوندا! ایمان لائے جو کچھ تو نے اتارا۔ یعنی تیرے قانون، حکم، دستور کو قبول کرتے ہیں۔ اور تیرے رسول کا اتباع کرتے ہیں۔ یعنی جس طرح تیرے کلام، دستور پر تیرے رسول عمل کیا ہے۔ ہم اس کی پیروی کرتے ہیں۔ تیرے رسول نقشِ قدم پر چلتے ہیں — قرآن کی نص سے ثابت ہے تنزیل کی طرح رسول کی پیروی — اس کی سنت اور طریق جزو دین ہے۔ اس کے قبول کئے بغیر آدمی مسلمان بالکل تنزیل کی مانند اتباعِ رسولؐ پر ایمان لانا قارئین کرام غور فرمائیں۔ کہ قرآن آیات سے [illegible] رسول، اطاعتِ رسول، سنتِ [illegible]

Marfat.com

ی ہے۔ یاد رکھیں۔ کہ قبولِ تنزیل کو اقرار سنت مستلزم ہے
حضورؐ کے عمل بالقرآن سے لاپروا ہوکر قرآن دانی کا دعویٰ کرنا
قرآن سے نبرد آزما ہونا ہے۔ حضور انور سے قرآن لے کر
کہنا۔ اب آپ کی ضرورت نہیں۔ میں خود اس سے نپٹ
لونگا۔ گمراہوں کا کام ہے!

سنیئے! مسلمان وہ ہے۔ جو کہے۔ میرے پیارے رسولؐ کی
وب سنتو! حسین مشعلو! انسانیت کے محسنِ اعظم۔ غبارِ راہ
فروغِ وادیٔ سینا ... بخشنے والے۔ خواجہ بدو حنین حضرت محمد
ول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے قرآن مجید دیا ہے۔ احادیث
فروزاں شمعو! تمہارے جگانے والوں پر ربیت کے ذروں،
تاب کی شعاعوں، چاند کی کرنوں اور جھلملاتے ستاروں کی
یار سے کروڑوں گنا زیادہ درود و سلام ہو خدائے بزرگ و
کا — مجھے قرآن کا مطلب اور طریقہ عمل بھی بتا دو۔
صراطِ مستقیم پہ گامزن ہونے کے لئے میں ہر لحہ سرور کائنات
مرورِ حیات کا محتاج ہوں۔ میرے نزدیک اسلام نام ہے
ہ وائے بعطاء صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل کا، کردار و
ار کا۔ آپ کے لیل و نہار کا۔ میں قرآن سمجھ سکتا ہوں۔
انفاس خیرالوریٰ کے چراغوں کی روشنی میں۔ میں عمل
کتا ہوں دانائے سبل کے قدموں کے اجالے میں ؎

بمیارِ مصطفےٰ خود را زند!
تا جہانِ دیگرے پیدا کند! (اقبال)

Marfat.com

اگر تو اسلامی انقلاب سے جہاں تو پیدا کرنا چاہتا ہے
تو پہلے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ
کسوٹی پر اپنے آپ کو پرکھ لے۔

علامہ اقبال نے عیار مصطفیٰ سے حضورؐ کا اسوہ، کردار
سنت اور حدیث کی طرف مسلمانوں کو رغبت دلائی ہے۔
مسلمان جب تک حضورؐ کے رنگ میں عملی طور پر نہ رنگ
جائے گا۔ وہ اسلامی حکومت یا قرآنی نظام نہیں بنا سکتا

اشتراکیت اور مذہب

روس میں کمیونزم یعنی اشتراکیت کے مسئلہ نے زور
جس کی رُو سے تمام ملک کی دولت اس کے باشندوں
دولت ہوتی ہے۔ اور ہر ایک فرد حتی الوسع کام کرنے
بعد اپنی ضروریات کے مطابق تنخواہ پاتا ہے۔ اس روٹی
مسئلے نے ملک پر ایسا تسلط جمایا۔ کہ مذہب وہاں سے رخصت
گیا۔ یا مذہب کو ملک بدر کر دیا گیا۔ اگر وہاں مسلمان ہیں
بہانے نام ہیں۔ گویا اشتراکیت نے لوگوں کو یہ سبق دیا۔ کہ
انسان روٹی کمانے اور کھانے کیلئے آیا ہے۔ اور بس یہ
بات غلط ہے۔ کہ زندگی کھانے کیلئے ہے۔ بعض نے
اشتراکیت کو بن دیکھے اکھاڑ پھینکا ہے۔ خدا کے
خوردن برائے زیستن ذکر کردن است۔

Marfat.com

مسلمان سن! کھانا زندگی (رواں رکھنے) کے لئے ہے۔ اور خدا کا ذکر کرنے کے لئے۔ (تیری عقل کو کیا ہو گیا۔ کہ) تو معتقد ہے۔ کہ زندگی کھانے کے لئے بنی ہے۔

سچ فرمایا خدا نے:۔

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ق (پ ۱ ع ۴)

وہی ہے جس نے پیدا کیا تمہارے لئے جو کچھ زمین میں ہے سارا"

یعنی تمام دنیا و مافیہا انسان کی خدمت (Service) کے لئے ہے۔ ہر چیز اس کی چاکری کیلئے بنائی گئی ہے۔ اور یہ انسان

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ۝ (پ ۲۷ ع ۲)

اور ہم نے جنوں اور انسانوں کو اسی غرض سے پیدا کیا ہے۔ کہ وہ ہماری عبادت کریں"

ثابت ہوا۔ کہ انسان دنیا میں خدا کی عبادت اور یادالٰہی کے لئے آیا ہے۔ نہ کہ روٹی کمانے اور کھانے کیلئے — روٹی کھانا اور کھانا جینے کے لئے ہے۔ تاکہ جئیں۔ اور اللہ کی عبادت کے اس کو راضی کریں۔ اور مرنے کے بعد باعزت وطن — جنت کو لوٹیں۔ نہ اس لئے کہ حیوانوں کی طرح صرف کھائیں مرجائیں۔

لیکن اشتراکیت کی لعنت نے روٹی — روٹی کا نعرہ کر لوگوں کو فنا فی الرزق کرکے خدا سے غافل کر دیا یا کہ اسلام کو ملک ہی سے رخصت کر دیا۔

Marfat.com

پرویز اور کیمونزم

یہی کام منکرِ حدیث بھی پاکستان میں کر رہے ہیں۔ کہ
خدائی نظامِ ربوبیت کہتے ہیں۔ اور اپنی تحریروں میں بھی
کی روٹی کے مسئلہ پر بڑا زور دیتے ہیں۔ بلکہ قرآن مجید
متعدد آیتوں کے غلط سلط ترجمے بھی عوام کے لئے روٹی
رزق فراہم کرنا کرتے ہیں۔ جیسا کہ پیچھے آپ خوب مزہ
بسط کے ساتھ پڑھ آئے ہیں۔ یہاں تک کہ نماز قائم کر
کے معنی قانون ربوبیت کے عین پیچھے چلنا کرتے ہیں۔
جگہ لکھتے ہیں :-

قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ۔ کہا ہم ان کے ساتھ
شامل نہ ہوئے۔ جنہوں نے نظامِ صلوٰۃ کو قائم کیا،
تھا۔ نظامِ صلوٰۃ کیا ہے۔ اس کے متعلق میں بہت
کچھ لکھ چکا ہوں۔ لیکن قرآن نے اس تمام تفصیل
کو سمٹا کر ایک فقرہ میں رکھ دیا ہے۔ یعنی وَلَمْ
نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ۔ ہم مساکین کے رزق کا
انتظام نہیں کیا کرتے تھے۔" (تعلیم کے نام پر
غور کیا آپ نے کہ نماز قائم کرنے کا مطلب
نے مساکین کے رزق کا انتظام کرنا بتایا ہے
فہم بہتان لگایا ہے۔ اور کلا

Marfat.com

اسباب اور ذرائع فراہم کرنا بتاتے ہیں۔ جیسا کہ آپ نے پہلے
ا ہے۔ گویا پرویز صاحب بھی نماز اور زکوٰۃ کے معنی غریب
روٹی ملے ہی کرتے ہیں۔ تو نتیجہ یہ نکلا۔ کہ پاکستان میں دائمی
ام ربوبیت روسی نقطۂ نظر سے روٹی کا مسئلہ حل کرنا چاہتے
ں۔ دین رہے نہ رہے۔ سب کو روٹی ملے۔ اور اگر دین ہو بھی
بلائے نام۔ مرضی کا، ماڈرن، جدید اسلام، جو حال ہی میں
روع ہو رہا ہے۔

اشتراکیت کیلئے سازگار فضا

جب تک کسی ملک میں دین
اسلام موجود ہو۔ اس وقت تک
اں اشتراکیت کی وبا نہیں پھیل سکتی۔ کیونکہ اسلام نے
ادات اور اخلاقیات پر بہت زور دیا ہے۔ اور اس کے
ی السطور میں اللہ تعالیٰ کی ذات کو پوری طرح منوایا ہے
اس کے ساتھ دنیا کی زندگی میں رزق کے مسئلہ کو یہ
کر حل کر دیا ہے۔ کہ سب کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ
۔ جس کو چاہتا ہے۔ بغیر حساب کے دیتا ہے۔ اور جس
چاہے اس کا رزق تنگ کر دیتا ہے۔ ہاں بندوں کا کام
ں رزق کے لئے جدوجہد کرنا ہے۔ اور رزق کی تنگی یا
ی خدا کے ہاتھ میں ہے۔ اور یہ بات قرآن اور حدیث میں
ضاحت آچکی ہے۔ کہ رزق خدا تعالیٰ اپنی مرضی سے جتنا
ے دیتا ہے۔ بیشک اللہ فراخ کر دیتا ہے رزق جس کے
اہتا ہے۔ اور تنگ کر دیتا ہے۔ جس کیلئے چاہتا ہے!

Marfat.com

باغ میں صنوبر پابند بھی ہے اور آزاد بھی ہے
مسلمان بھی مذہبی پابندی کے ساتھ آزاد ہے۔ وہ من مانی
کر سکتا۔ اسے قانون الٰہی (کتاب و سنت) کی اطاعت
وفاداری لازم ہے۔ جب تک مذہب کی یہ گرفت ڈھیلی
ہوتی۔ مسلمان خدا اور رسول کا فرمانبردار رہتا ہے۔ لیکن
مذہب سے روگردانی کی۔ قرآن کے معنی اپنی مرضی سے
شروع کئے۔ آیات کا مطلب خود گھڑ کر سنانے لگے۔ تو
اشتراکیت، کمیونزم، الحاد، لادینی، بدعقیدگی۔ اور ہر قسم
مہلک بیماریاں معاشرے میں بار پانے لگتی ہیں۔

اشتراکیت کی باد سموم مذہب کے لہلہاتے گلستان کو
کر راکھ کر دیتی ہے۔ اور یہ مہلک ہوا اس وقت چلتی ہے
مذہب کی عصبیت جاتی رہتی ہے۔ اسلام کی وہ روح جو
بدر و حنین نے اپنے عمل سے مسلمانوں میں پھونکی رہتی
جاتی ہے۔ اور مسلمان کتاب و سنت کی پابندی سے آزاد
کر الحاد کے سیلاب میں تنکے بن کر بہنے لگتے ہیں۔ روز
نوائے وقت ۲۷ جولائی ۱۹۶۰ء کا اداریہ اس حقیقت کو
بیان کرتا ہے۔

ہوشیار اے مرد مومن ہوشیار

اس مہم (اشتراکیت) نے مسلمان عوام
دلوں سے اسلامی عصبیت کو ختم کرنا ہے
کلچر کے نام پر رقص و سرود کے مظاہروں (ایوب)

Marfat.com

ہے ادبی کا اصل نشانہ عوام کی اسلامی عصبیّت ہے — اور
اس وقت اشتراکیوں اور ان کے ہم سفروں کی سب سے بڑی
کوشش یہ ہے. کہ عام پاکستانی مسلمان میں جو مذہبی عصبیّت
پائی جاتی ہے. کسی نہ کسی طرح یہ جذبہ اس کے دل سے
نکال دو. کیونکہ کمیونسٹ جانتے ہیں. کہ عام پاکستانی کی یہ اسلامی
اور مذہبی عصبیّت ہی کمیونزم کے فروغ کی راہ میں سب سے
بڑی رکاوٹ ہے. اگر یہ عصبیّت ختم کر دی جائے. تو ان
قدروں کا احترام خود بخود ختم ہو جائے گا. جو ایک مسلمان کو
ملک و ملت کے لئے قربانی پر ابھارتی ہیں. مغربی پاکستان
میں کمیونسٹ ایک ایسا تیر چلا رہے ہیں. جس سے بیک
وقت دو شکار مقصود ہیں. ملک اور ملت دونوں — اس
لئے کہ تحریک پاکستان میں کام کرنے والا ایک بنیادی جذبہ
مسلمانوں کی یہ عصبیت تھی. اگر یہ عصبیت ختم کر دی جائے
تو پاکستان کو قائم رکھنے کے لئے ضروری قوت و مدافعت ہی
کہاں باقی رہ جاتی ہے. ؟ یہی وجہ ہے. کہ اس وقت مغربی
پاکستان میں اشتراکی و نیم اشتراکی افراد کی طرف سے ادب
لٹ اور کلچر سامنے تیروں کا ہدف ہمارے عوام کی مذہبی
عصبیت ہی ہے. کیونکہ کمیونسٹ خوب جانتے ہیں. کہ وہ
اس بند کو توڑنے میں کامیاب ہوگئے. تو پھر کوئی چیز
پاکستان میں کمیونسٹ سیلاب کو روک نہ سکے گی.

Marfat.com

محبتِ سیّدِ ولد آدم

اس پُر مغز ادارہ کا لب لباب یہ ہے۔ کہ پاکستان
اشتراکیت کے پھیلنے میں اگر کوئی چیز سدِّ راہ ہے۔ تو وہ مذہبی
ہے۔ اور آپ کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ مذہبی عصبیت نام ہے
محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کا۔ اور محبت کے
ہیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت اور اسوۂ پاک پر عمل
کرنے کو! ساڑھے سات کروڑ اسلامیان پاکستان کے رگ
ریشہ میں حضور سیّد ولد آدم، سید العرب والعجم، سید الکونین
و الثقلین، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت
رچی ہوئی ہے۔ وہ حضورؐ کے نام[1] اور کام[2] پر مال، جان، اولاد
اور ملک و ملت سب کچھ قربان کر دینے والے ہیں۔
باری تعالیٰ امت کو حضورؐ نے بتائی۔ قرآن امت کو حضورؐ
دیا۔ خدا کی مرضی کے مطابق قرآن پر عمل کرنا حضورؐ نے امت
بخشا۔ پس امت کا دین، ایمان، اسلام سب کچھ حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اطاعت ہے۔ کہ حضرت

محمدؐ حامیِ دیں ماحیِ کفر و ضلالت ہے
محمدؐ شارحِ ایماں مشعلِ راہِ ہدایت ہے

---

[1] محمد صلی اللہ علیہ وسلم

[2] کام سے مراد حضورؐ کی سنت، حدیث، قول، فعل اور تقریر

Marfat.com

محمدؐ مصطفیٰ کے واسطے کیا کیا سعادت ہے
نبوت ہے، رسالت ہے، قیادت ہے امامت ہے
محمدؐ خود شناسی و محرمِ رازِ حقیقت ہے
قسیمِ حوضِ کوثر ہے وسیمِ مہر و شفقت ہے
محمدؐ کے سرِ پُر نور پہ تاجِ شفاعت ہے
نہیں ملتی ہے جوہر آدمی کو وہ یہ نعمت ہے
محمدؐ ہی کے دَم سے افتخار آدمیت ہے
محمدؐ جانِ ملت، آنِ ملت، شانِ ملت ہے
اِک اُمّی نے سب ادیان و مِلل منسوخ کر ڈالے
محمدؐ تاجدارِ منصبِ ختمِ رسالت ہے

لیکن پرویز حضورؐ کی محبت (مذہبی عصبیت) مسلمانوں کے دلوں سے اس طرح نکالتا ہے۔ کہ وہ بار بار کہتا ہے۔ کہ سنت، حدیث جزو دین نہیں۔ سوچئے! کہ جب سنت اور حدیث دین سے خارج ہوئی۔ تو محبت رسول، جو نتیجہ ہے عمل بالحدیث کا۔ خود بخود چلی گئی۔ پرویز اس طرح پاکستانی مسلمانوں کے دلوں سے مذہبی عصبیت ختم کرنا چاہتا ہے۔ اور غضب خدا کا کہ وہ چیز پاکستان کے آئین میں لانا چاہتا ہے۔ کہ سنت کو دین کا جزو نہ دیا جائے۔ صرف قرآن کو دین مانا جائے۔ اور قرآن کی تشریح سنت کے تقاضے کے مطابق جو امام وقت بتلائے اس پر عمل کیا جائے۔ گویا پاکستان میں الحاد۔ اشتراکیت اور کمیونزم کیلئے کوئی رکاوٹ نہیں۔ ہر اسلام کے لہو کو پینے اذنِ عام ہے۔

Marfat.com

انکارِ حدیث اور کمیونزم ایک ہی بات ہے

حدیث کے انکار کے بعد مسلمان کے پاس صرف قرآن رہ جاتا ہے۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا تعلق سنت اور حدیث کے انکار کے سبب ختم ہو جاتا اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ جس شخص کا قول اور فعل بھلا جائے۔ اور اسے دین سے خارج کر دیا جائے۔ تو قول اور کا صاحب خود بخود نسیاً منسیاً ہو جاتا ہے۔ جب رسولِ خدا تعلق واسطہ مسلمانوں سے نہ رہا۔ اور حضورؐ کا عمل بالقرآن جاتا رہا۔ تو پھر مذہب کا خاتمہ ہوگیا۔ جب مذہب نہ رہا اس کی جگہ کمیونزم آجائیگا۔ اور غریب کو روٹی ملے گی روٹی ملے گی ــ کی منادی کرکے ملک میں پاؤں جما اور پرویز قرآنی آیات کا ترجمہ ساری امت کے خلاف اِس لادینی تحریک کی حمایت کرے گا۔ اور کہے گا کہ نماز کرنے اور زکوٰۃ دینے کے معنی ربوبیتِ عامہ کے اسباب ذرائع فراہم کرنا ہے۔ کہ ملک میں کوئی بھوکا نہ رہے کو روٹی ملے۔ اطعامِ مساکین، قیام صلوٰۃ اور ایتاء زکوٰۃ ہے۔ اور اِسی طرح کمیونزم کے دوسرے اصولوں کو نظامِ ربوبیت قرآنی آیتیں چسپاں کرکے ایجاد کے کھول دے گا۔ پس حدیث کمیونزم کی راہ میں

Marfat.com

ہٹا دو۔ تو کمیونزم در آمد کر لو۔ انکارِ حدیث اور کمیونزم
ہی بات ہے۔

خُدا اور رسُولؐ کی اطاعت میں تفریق کفر ہے

دو اطاعتوں کا ذکر تو آپ اس کتاب میں بار بار پڑھ
ہیں۔ اور قرآن میں بھی یکرّات و مرّات اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ
لِیْعُوا الرَّسُوْلَ آیا ہے۔ کہ اللہ کی اور رسول کی اطاعت کرو
ں کا مطلب واضح ہے۔ کہ خدا کے احکام مانو اور ان کے
تنے میں رسول کی فرماں برداری کرو۔ پس دونوں اطاعتیں
ض ہیں۔

منکرین حدیث کہتے ہیں۔ کہ اطاعت صرف اللہ ہی کی ہے
کہتے ہیں۔ کہ ایسا عقیدہ کفر ہے۔ کہ خدا تعالےٰ دو اطاعتوں
حکم دیتا ہے۔ اور یہ ایک اطاعت کو مانتے اور اطاعت
ں کا انکار کرتے ہیں۔ تو گویا آیت کا انکار کرتے ہیں۔
س کی مزید وضاحت آیت ذیل سے ہوتی ہے۔ ارشاد
ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَ یُرِیْدُوْنَ
اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ وَ یَقُوْلُوْنَ
نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّ نَکْفُرُ بِبَعْضٍ وَّ یُرِیْدُوْنَ
اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا ۝ اُولٰٓئِکَ ھُمُ
الْکٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَ اَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابًا

مُهِيْنًا ۝ (پ ۵ ع ۱)

جو لوگ اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ کفر کرتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں۔ کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان (اطاعت میں) تفریق ڈالیں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ ایمان لاتے ہیں ہم ساتھ بعض کے اور کفر کرتے ہیں ساتھ بعض کے۔ اور چاہتے ہیں کہ اس کے درمیان راستہ اختیار کریں۔ یہ لوگ کافر ہیں یقیناً اور ہم نے کافروں کے لئے رسوا کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

یاد رکھیں۔ کہ عبادت صرف خدا تعالیٰ ہی کے لئے رسول کیلئے عبادت نہیں۔ ہاں اطاعتِ خدا اور رسول دونوں کے لئے ہے۔ اطاعت کے لحاظ سے خدا اور رسول میں تفریق کفر ہے۔ یعنی یہ کہنا۔ کہ اطاعت اللہ کی ہے۔ رسول کی ایسی تفریق کو خدا نے کفر کہا ہے۔ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا — یہ خدا اور رسولؐ کی اطاعت میں تفریق کرنے یقیناً کافر ہیں۔ رسولؐ کی اطاعت کے منکر کو کافر اس کہا گیا ہے۔ کہ رسول کا کلام اور فرمان وحی ہے۔ پس قرآنی وحی کا منکر کافر ہے۔ ایسے ہی حدیثی وحی کا منکر کا پس خدا اور رسول دونوں کی اطاعت فرض ہے۔ اور میں سے کسی ایک کی اطاعت کا منکر کافر ہے۔ اور جو لوگ دونوں اطاعتوں کو تسلیم کرتے

Marfat.com

بشارت دی گئی ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ط وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ (پ ۶ ع ۱)

اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں کے ساتھ ایمان لائے۔ اور ان میں سے (اطاعت کے لئے) کسی میں فرق نہیں کرتے۔ ان لوگوں کو اللہ ضرور اُن کے ثواب دے گا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے"

یعنی جو لوگ اللہ اور رسول کی اطاعت میں تفریق نہیں ڈالتے۔ بلکہ دونوں کی اطاعت وحی جلی اور وحی خفی کیوجہ سے میں بجا لاتے ہیں۔ خدا ان کو اجر دے گا۔ قارئین کرام اس قرآنی آیت کی دلیل سے یاد رکھیں۔ کہ خدا کی اطاعت کی مانند اطاعتِ رسولؐ بھی فرض ہے۔ قرآن کو بھی مانیں اور حدیث کو بھی جزو دین جانیں۔

کسی مرکزِ ملت کو بیان قرآن کا استحقاق حاصل نہیں

قرآن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ اس لئے نازل ہوا۔ کہ حضور اسے لوگوں کے سامنے بیان کریں اللہ کی مرضی کے مطابق اس کی تشریح کریں۔ چنانچہ فرمایا:

Marfat.com

وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝ (پ ۱۴ ع ۳)

اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا ہے۔ تاکہ جو احکام لوگوں (کی ہدایت) کے لئے ان کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ تم ان کو اچھی طرح سمجھا دو اور تاکہ وہ سوچیں۔

اس آیت میں لِتُبَيِّنَ کی دلیل سے نزولِ قرآن کی علت (وجہ) یہ بتائی گئی ہے۔ کہ رسول قرآن کو لوگوں کے سامنے بیان کرے۔ اِس کا مطلب سمجھائے۔ ثابت ہوا کہ بیان قرآن کا استحقاق (PRIVILEGE) صرف حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی کو ہے۔ آپ کے سوا یہ حق کسی کو نہیں پہنچتا۔ اور کسی غیر نبی (امام وقت مرکز ملت) کو بیانِ قرآن یا تشریح قرآن کا حق حاصل ہو جائے۔ تو خدا کا حضور کو اس مقام کے لئے منتخب کرنا عبث اور بے سود ٹھہرے گا۔ لِتُبَيِّنَ کے معنوں پر ایک بار پھر غور کریں۔ قرآن تیری طرف اے رسول اتارا ہے اس لئے کہ تو بیان کرے۔" اب اگر امام بھی بیان کرے انتخاب رسول عبث ہوا۔ اور امام مقامِ رسول میں شریک ہوا۔ فافہم وتدبر

سرورِ عالم کا ہر قول و فعل حجت فی الدین ہے

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ

يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِى التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِىْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِىْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (پ ۹ ع ۹)

جو لوگ اتباع کرتے ہیں، رسول نبی امی کا جس کو وہ لوگ اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ (وہ رسول نبی اُمی، حکم دیتا ہے۔ ان کو نیک باتوں کا اور منع کرتا ہے ان کو بُری باتوں سے اور حلال کرتا ہے ان کے لیئے پاکیزہ، چیزوں کو، اور حرام کرتا ہے ان پر ناپاک چیزیں، اور اتارتا ہے ان سے بوجھ ان کے، اور طوق جو ان پر (پڑے ہوئے) تھے۔ پس جو لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں۔ اور اس کی حمایت کرتے ہیں۔ اور اس کی مدد کرتے ہیں۔ اور اتباع کرتے ہیں نور کا۔ جو اس نبی امی کے ساتھ اتارا گیا ہے۔ ایسے لوگ پوری طرح فلاح پانے والے ہیں"

Marfat.com

حدیث کے وحی ہونے پر گیارہ دلائل

مذکورہ آیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل، فرمان، سنت اور حدیث کو حجت اور جزو دین ثابت کرتی ہے۔ مندرجہ ذیل امور پر غور فرمائیں:

(۱) یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ۔ رسول، نبی، اُمّی اتباع کرتے ہیں۔ قرآن کی آیت سے اتباعِ رسول ثابت ہے یہ اتباع قرآنی اتباع نہیں ہے۔ کیونکہ اتباعِ قرآن کا حکم اسی آیت کے اخیر میں علیحدہ بیان کیا گیا ہے۔ پس اتباع رسول بالکل قرآن کی مانند اپنی جگہ ہے۔ یہ اتباع حضورؐ کے قول اور فعل کے متعلق ہی تو ہے۔ پس سنت اور حدیث کا حجت (ARGUMENT) ہونا ثابت ہو گیا۔

(۲) اَلرَّسُوْل۔ حضور انورؐ واقعی اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں۔ رسول اللہ (MESSENGER OF ALLAH) ہیں۔

(۳) اَلنَّبِیّ۔ خدا کی وحی سے خبر دینے والا۔ پس حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے تیئس برس کے زمانہ نبوت میں جو فرمایا۔ یا کرکے دکھایا — سب کا سب (حدیث اور سنت) (DIVINE REVELATION) ہے۔

(۴) اَلْاُمِّیّ۔ ناخواندہ (ILLITERATE) خدا تعالیٰ چاہا۔ کہ حضور کا کوئی استاد نہ ہو۔ اسلئے آپؐ نے کسی سے نہ پڑھا اور نہ لکھنا سیکھا۔ ہر ایک کیلئے ناخواندہ ہونا

Marfat.com

اور خفت کا باعث ہوتا ہے۔ لیکن حضرتِ انورؐ کے لئے امّی ہونا دلیلِ نبوت ہے۔ کہ آپ نے اَن پڑھ ہوکر ایسا قرآن پیش کیا۔ جس نے تمام دنیا کو قیامت تک کیلئے گونگا بنا دیا۔ثابت ہوُا۔ کہ یہ آپ کا کلام نہیں ہے۔ بلکہ اللہ کا کلام ہے۔ پھر جس پہ اللہ کا کلام اترے۔ وہ یقیناً نبی ہے۔ پھر حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کا امّی ہونا ایک معجزہ ہے۔ کہ باوجود کسی سے لکھنا پڑھنا نہ سیکھنے کے ساری دنیا کو علم کے نور سے بھر دیا جو صحابہؓ حضورؐ کے پاس بیٹھے۔ وہ سارے جہان کے استاد، اور معلّم بن گئے۔ حافظ شیرازیؒ فرماتے ہیں ؎

نگارے من کہ بہ مکتب نہ رفت و خط ننوشت
بغمزہ مسئلہ آموزِ صد مدرس شُد

میرا محبوب نہ مدرسے گیا۔ اور نہ لکھنا سیکھا۔ لیکن اس نے آنکھ کے ایک اشارے سے سَو سَو مدرس بنا ڈالے صلی اللہ علیہ وسلم! شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں ؎

یتیمے کہ ناکردہ قرآں درست
کتب خانہ چند ملت بشست

حضورؐ کی بعثت کے وقت تورات اور انجیل کے بڑے بڑے فاضل اور اجل عالم موجود تھے۔ لیکن حضرت انورؐ کے سراجا منیراً تھے۔ کہ ان کے سامنے کسی کا دیا نہ جل سکا حضور انورؐ سے بہ ہزار جتن بات نہ کر سکا۔ منطقی، فلسفی، ادیب، شاعر، عالم، فاضل، راہب، حبر، فصیح، بلیغ، مقرر

Marfat.com

خطیب، جو بھی اپنے علم و فضل کے بل بوتے پہ
آیا. عاجز ہوکر واپس گیا۔ حتیٰ کہ بخان کے امّی لارڈ بشپ
علوم و فنون کا سمندر پیئے ہوئے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو
اور مناظرہ کرنا چاہا. لیکن گفتگو کے آغاز میں ہی عاجز اور
لرزہ براندام ہوگئے۔ اور ذمیوں میں داخل ہوکر سالانہ جزیہ
دینے کا عہد کر لیا. غرض الرسول، النبی، الامی کے الہامی
و فضل اور وحی کی بارانِ اعجاز کے آگے روئے زمین کے ادیان
اور حاملینِ ادیان نے سرِ تسلیم خم کر دیا۔ سچ ہے ؎

اِک اُمّی نے سب ادیان و مِلَل منسوخ کر ڈالے
مُحَمَّدؐ تاجدار منصبِ ختمِ رسالت ہے

لیکن منکرینِ حدیث کی جہالت کا یہ بھی ایک شاہکار ہے
کہ انہوں نے ساڑھے تیرہ سَو سال کے بعد اب یہ انکشاف کیا
ہے. کہ حضورؐ دوسرے لوگوں کی طرح پڑھے لکھے تھے. النبیؐ
کی قرآنی شہادت کے خلاف بات کرنا جہالت نہیں تو اور کیا
ہے۔ اور نہ معلوم وہ قرآن کے خلاف ایسے شوشے کیوں چھوڑتے
ہیں — ؟

(۵) یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ — رسولؐ حکم کرتا ہے ان کو نیک
باتوں کا۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ رسول جس کام کے کرنے
کا حکم دیتا ہے۔ وہ نیکی ہے۔ اور نیکی اُسے کہتے ہیں۔
سے خدا راضی ہو۔ پس خدا کو راضی کرنے کے کام کا
ہی پتہ ہو سکتا ہے۔ جس کو خدا ہی بتائے کہ میں فلاں

Marfat.com

سے راضی ہوتا ہوں۔ پس رسولِ خدا کا خدا کے پسندیدہ کاموں کا حکم کرنا خدا کے الہام اور وحی سے ہوا۔ پس قولِ رسول خدا کی وحی اور حجت ہوا۔

(۶) وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ اور رسول منع کرتا ہے۔ اُن کو بُری باتوں سے:" اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ رسول جس کام سے منع کرتا ہے۔ وہ برائی ہے اور برائی سے خدا ناراض ہوتا ہے۔ پس خدا کو ناراض کرنے والے کاموں کا اُسے ہی پتہ ہو سکتا ہے۔ جس کو خدا ہی بتائے۔ کہ میں فلاں کام سے ناراض ہوتا ہے۔ پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خدا کے ناپسندیدہ کاموں سے منع کرنا خدا کی وحی سے ہوا۔ پس قولِ رسول ضرور خدا کی وحی ہوکر حجت فی الدین ہوا۔

(۷) وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ۔ اور رسول حلال کرتا ہے ان کے لیے پاکیزہ چیزوں کو:" مطلب یہ ہے۔ کہ رسول جو پاکیزہ چیزوں کو حلال کرتا ہے۔ تو اپنی مرضی سے نہیں کرتا۔ خدا ہی اپنے رسول کو بتاتا ہے۔ کہ یہ پاکیزہ چیزیں ہیں۔ ان کی حلّت لوگوں کو سنا دو۔ پس رسول خدا کی وحی سے ہی جانتا ہے۔ کہ کیا کیا چیزیں پاک ہیں اور حلال ہیں۔ ثابت ہوا۔ کہ قرآن کے سوا ایک اور وحی بھی ہے۔ جو رسول پر ہوتی ہے۔ جس کے ماتحت رسول چیزوں کو حلال کرتا ہے۔ یہ وحی حدیث شریف ہے۔ یاد رکھیں۔

(۸) وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ۔ اور رسولؐ حرام کرتا ہے۔

ان پر ناپاک چیزیں "

کون کون سی چیزیں ناپاک ہیں ؟ یہ خدا جانتا ہے! پھر خدا ان چیزوں کی خبر اپنے رسول کو دیتا ہے. پھر رسول خدا کے حکم سے ان چیزوں کی حرمت سناتا ہے. تو گویا رسولؐ کا ناپاک چیزوں کو حرامؐ کرنا بھی خدا کی وحی سے ہوا. پس قرآن کے سوا ایک اور وحی بھی رسول پر ہوتی ہے جس کی رُو سے رسول چیزوں کو حرام کرتا ہے. اور وہ وحی حدیث ہے!

قارئین کرام! ان الفاظ پر غور کریں کہ "رسول حلال کرتا ہے اور رسول حرام کرتا ہے. کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا. کہ رسول کا حلال کرنا اور حرام کرنا خدا کے حکم (وحی) سے ہے جب ہے. تو حدیث کا دین ہونا ثابت ہوگیا. اور پرویز کا حدیث کو خارج از دین بتانا مردود ٹھہرا!

اگر پرویز صاحب رسولؐ کو بوحی خفی حلال کرنیوالا اور حرام کرنے والا نہ مانیں. تو پھر ان کا قرآن پر بھی کچھ ایمان نہ ہوا اور معلوم ہوا. کہ وہ اشتراکیت کا جال پھیلانے کے لئے قرآن کو استعمال کر رہے ہیں.

کیا پرویز صاحب بتائیں گے. کہ قرآن میں یہ چیزیں حرام ہیں؛ شیر، ریچھ، گیدڑ، کتا، لومڑی، خرگوش، ہاتھی، گھوڑا، گدھا، سانپ، بچھو، چھپکلی، بھڑ، مینڈک، کینچوا، زلو، بلی، باز، طوطا، کوا، چیل، گدھ، افیون، بھنگ، چرس

ں ، گائے ، وغیرہ جب قرآن میں ان کی حرمت نہیں آئی۔
ہے۔ تو ان کے کھانے میں کیا حرج ہے ؟ قرآن کہتا ہے۔

اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ ۔ (پ ۶ ع ۳)

حلال کیا گیا ہے تمہارے لئے دریا کا شکار اور کھانا
اس کا "

پرویز صاحب ! دریا اور سمندر کی تمام چیزیں حلال ہیں ۔ کیا
پ سمندر کی ہر چیز کھائیں گے ؟

(۹) وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ
عَلَيْهِمْ ـــ اور رسول اتارتا ہے بوجھ ان کے اور
طوق جو ان پر (پڑے) تھے ۔"

موسیٰ شریعت کے احکام بڑے سخت تھے ۔ نماز ، روزہ ،
ہارت اور ذبیحہ پر عمل کرنا بڑی ہمت کا کام تھا۔ کپڑے پر
ست لگ جاتی تو کاٹ کر پھینک دیتے ۔ بدن پر نجاست
ق تو چھیلتے تھے۔ حضرت موسیٰ تورات لینے کوہ طور پر گئے۔
ان کے پیچھے قوم نے بچھڑا پوجنا شروع کر دیا۔ حضرت موسیٰ
پس آئے۔ تو حکم ہوا۔ کہ اب ان کی توبہ قتل کے ساتھ
ل ہوگی۔ چنانچہ ارشاد ہوا۔ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۔ (پ ۱) اپنی
وں کو قتل کرو" پھر ان کی توبہ قتل سے منظور ہوئی ۔ یہ
باتیں اور اس قسم کے اور بہت سے شدید اور سخت کام تھے
کو خدا نے بوجھ اور طوق سے تعبیر فرمایا ہے۔ حضرت محمد
ل اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کی تمام تکالیف

Marfat.com

اور سخت احکام کے بوجھ اور طوق ان لوگوں سے دور کر دے
اور بڑی آسان شریعت ان کے آگے پیش کی۔

یہ جو حضورؐ نے ان لوگوں کے بوجھ اور طوق دور کئے
آخر خدا کے حکم سے ہی کئے۔ وہ خدا کا حکم حضورؐ پر قرآن
کے سوا حدیث کی وحی سے اترا۔ پس حدیث ماخذ دین ہوئی
(۱۰) فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ۔ پس
جو لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں۔ اور اسکی حمایت
کرتے ہیں۔ اور اس کی مدد کرتے ہیں"

اس آیت سے ثابت ہوا۔ کہ ایمان لانے والوں کا کام
ہونا چاہیئے۔ کہ وہ رسولؐ کی یعنی اس کے لائے ہوئے دین
حمایت اور مدد کریں۔ یعنی کتاب و سنت کی پوری پوری حفاظت
کریں۔ اس میں تحریف و تبدیل نہ ہونے دیں۔ جو بات آپ
اور صحیح حدیث سے ثابت ہو جائے اس کی حمایت (SUPPORT)
میں جان تک لڑا دیں۔ اور اس پر آنچ نہ آنے دیں۔ قال
اور قال الرسول کی نگہبانی، محافظت اور طرف داری کے
مال، جان، اولاد قربان کر دیں۔ اور نَصَرُوْهُ کی تعمیل
کتاب و سنت کی تائید اور مدد کریں۔ اس کی اشاعت
تبلیغ کریں۔ قرآن اور حدیث کے نور سے جہان کو روشن
دیں ــ!

اور اگر کوئی بجائے حضور کے دین ــ کتاب و سنت
حمایت اور مدد کرنے کے خود ہی قرآن کے خانہ ساز معنی

Marfat.com

اور من گھڑت تفسیر کرنی شروع کر دے۔ اور حضور کی حدیث کو خارج از دین بتلانے لگے۔ اور رات دن نئے اسلام کی تخلیق میں کوشاں رہے۔ تو وہ شخص کس طرح صحیح اسلام کی ترجمانی کر سکتا ہے؛ پرویز صاحب آجکل یہی کر رہے ہیں کہ قرآن کا مطلب گھر سے گھڑتے ہیں۔ اور حدیث کو خارج از دین کہتے ہیں۔ اور اس طرح عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ کی مخالفت پر تلے ہوئے ہیں۔

(۱۱) وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْ اُنْزِلَ مَعَهٗ۔

اور اتباع کرتے ہیں نور کا۔ جو اس (امتی نبی) کیساتھ اتارا گیا ہے"

یہاں اتباعِ قرآن کا ذکر آیا ہے۔ اور شروع آیت میں اتباعِ رسول کا ذکر ہے۔ گویا حضورؐ کا اتباع بھی فرض ہے۔ اور قرآن کا اتباع بھی فرض ہے۔ وہی اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ کا مضمون ہے۔ جس سے پرویزی "آورد" کا قلع قمع ہوگیا ہے۔ جو صرف اللہ کی اطاعت کا قائل ہے۔ (اور وہ بھی اپنی پسند کی اطاعت) اور اطاعتِ رسولؐ کا منکر ہے۔ حالانکہ قرآن بار بار دو اطاعتوں کا حکم دیتا ہے۔ اور دو اتباع فرض کرتا ہے۔

آیت مذکور میں قرآن کو نور کہا گیا ہے۔ اسی طرح رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی نور فرمایا ہے۔

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ۝ (پ ۶ ع ۷)

تحقیق آیا ہے تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور
کتاب واضح!

پس حضورؐ بھی قرآن کی طرح وصفی نور ہیں. قرآن بھی نور ہدایت اور رسول بھی نور ہدایت۔ پھر جس امت کو خدا نے ہدایت کے لئے دو وصفی نور عطا کئے ہوں۔ وہ اگر اب بھی اندھیرے میں رہے. تو اس جیسا بدبخت ساری اولاد آدم میں کوئی نہیں ہو سکتا. قارئین کرام! فرقہ بندی سے بچیں اور سیدھے خدا اور رسول کی اطاعت کریں۔ قرآن اور حدیث پر عمل کرکے
اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ میں شامل ہو جائیں!

احادیث سے سرتابی نہ کرو

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ وَ لَا تَوَلَّوْا عَنْہُ وَ اَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ۝ (پ۹ ع ۱۷)

مسلمانو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اور اس (رسول کے حکم) سے سرتابی نہ کرو۔ اور (ہمارا ارشاد) تم سن ہی رہے ہو"

اس آیت میں وہی حکم آیا ہے. جو بار بار آپ پیچھے پڑھ آئے ہیں۔ کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرو۔ یہاں — دو اطاعتیں ہیں۔ ایک اللہ کی کہ قرآن کے اصول اور دستور مانو۔ اور دوسری اطاعت رسولؐ کی کہ ان کی جزئیات تشریح قرآن پر عمل کرو۔ آگے فرمایا۔ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْہُ

(خبردار!) رسول کے احکام، فرامین اور احادیث سے سرتابی نہ کرنا وَ اَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ - اور تم (ہمارا ارشاد اور حکم) سن رہے ہو۔ کہ رسول کی اطاعت اور فرمانبرداری کرو۔

کتنی وضاحت کے ساتھ حضورؐ کی اطاعت پر زور دیا گیا ہے۔ اور پھر آگاہ کیا ہے۔ کہ خبردار — رسول سے منہ پھر جانا۔ منہ موڑنا اور سرتابی کرنا۔ پس حضورؐ کی باتوں اور حدیثوں کو ماننا اور ان پر عمل کرنا عین دینِ اسلام ہے۔

خود فرمایئے۔ خدا نے کان کھول دیئے ہیں۔ وَ اَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ اور تم ہمارا حکم سن رہے ہو۔ کہ رسول سے نہ پھرنا۔ پھر جو حضورؐ کی احادیث کو دین نہیں مانتا۔ وہ حضور سے پھرنا اور سرتابی کرتا ہے۔

استجابتِ رسولؐ فرض ہے

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ ج وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِہٖ وَ اَنَّہٗ اِلَیْہِ تُحْشَرُوْنَ ۝ (پ۹ ع۱۰)

مسلمانو! قبول کرو اللہ اور رسول کے کہنے کو جب کہ رسول تم کو ایسی چیز کی طرف بلائے جو زندگی بخشتی ہے تم کو۔ اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ آدمی اور اس کے دل میں آڑے آجاتا ہے۔ اور بلاشبہ

Marfat.com

تم سب کو خدا ہی کے پاس جمع ہونا ہے"

اِس آیت میں اللہ کے سوا استجابتِ رسول کا بھی حکم ہے۔ کہ خدا اور رسولؐ کے کہنے کو قبول کرو۔ آگے فرمایا۔ دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیکُمْ ۔ رسولؐ بلاتا ہے تم کو اس چیز کی طرف جو زندگی بخشتی ہے تم کو۔ ہمارے ماں باپ قربان حضور انورؐ پر کہ آپ کی دعوت، فرمان، ارشاد اور حدیث کے ماننے میں زندگی پائی جاتی ہے۔ اور یہ بات خدا کہتا ہے۔ کہ رسول کا کہا ماننے میں زندگی ملتی ہے۔ وہی روح کی زندگی، دل کی زندگی جو آخرت میں کام آنے والی ہے۔ گویا اتباعِ رسولؐ، اطاعتِ رسول، استجابتِ رسولؐ، عمل بالحدیث سے حیاتِ جاوداں ملتی ہے۔ وہ ہمیشہ کی زندگی کہ جس کو موت بھی نہیں مار سکتی۔ خداوندا! جس پیارے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی بات ماننے پر زندگی (بہشت کی جاوداں زندگی) ملتی ہے۔ ہماری طرف سے اس صبحِ کائنات کے شمس الضحیٰ اور شامِ کائنات کے بدر الدجیٰ پر کروڑوں درود وسلام پہنچا۔

قارئین کرام! غور کریں۔ کہ خدا تو فرماتا ہے۔ کہ رسولؐ تم کو زندگی بخش چیز کی طرف بلاتا ہے۔ یعنی حضور کے تعمیل ارشاد سے زندگی ملتی ہے۔ لیکن پرویز کہتا ہے۔ کہ رسول کی حدیث (بات) دین ہی نہیں ہے۔ اب آپ ہی سمجھ لیں۔ کیا یہ شخص مسلمانوں کو بے راہ نہیں کر رہا ہے۔

پھر خدا نے فرمایا۔ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ یَحُوْلُ بَیْنَ

الْمَرْءِ وَ قَلْبِهٖ ۔ اور جان رکھو ۔ کہ اللہ تعالےٰ آدمی
اور اس کے دل میں اڑے آجاتا ہے۔
اس کا مطلب یہ ہے ۔ کہ استجابتِ رسولؐ ، اتباعِ رسولؐ
کی برکت سے دل میں شرک ، کفر ، معصیت اور اخلاقی گندگی
نہیں آنے دیتا۔ اور جہاں اطاعتِ رسولؐ ، اتباعِ رسول
استجابتِ رسول نہ ہو۔ بلکہ اس کی جگہ شقاقِ رسول ، مخالفتِ
رسول ہو۔ تو خدا تعالےٰ اس دل میں ایمان اور اطاعت آنے
نہیں دیتا۔ رسول کے قول و فعل کی مخالفت کے سبب اس
قلب کے کواڑ بند کر دیتا ہے۔ یعنی خود روک بن جاتا ہے
پھر اس کے دل میں ایمان داخل نہیں ہوتا۔ وہ سنت
حدیث کا مخالف ۔ بدنصیب بے ایمان مرجاتا ہے۔ پھر
نہیں۔ کہ پکارِ رسولؐ ، دعوتِ رسولؐ ، حدیثِ رسولؐ کے
قول و عمل پر بقولِ قرآن زندگی ملتی ہے۔ اور اسکے برعکس
حدیث ، انکارِ حدیث پر " دل کی موت " واقع ہوتی ہے۔
منکرینِ حدیث اور اُن کے دلوں کے درمیان خدا آڑے
آتا ہے۔ اور انکارِ حدیث کے سبب ناراض ہوکر ان کو
پھر بھی صحیح سمجھ کی توفیق نہیں دیتا۔ یہ ظالم لوگ ۔
کے معنی ، مطلب اور تشریح بھی اپنی خواہش کے مطابق
بھاڑہ حق سے بھٹک گئے ہیں۔ اور یہ آفت (
محض انکارِ حدیث کے سبب آئی ہے۔ خدا سب مسلمانوں
کو حدیث کی آفت سے محفوظ رکھے۔ اور قرآن پر

حضور انورؐ کے طریق کے مطابق عمل کرنے کی توفیق
وہ دانائے سُبل، ختم الرسلؐ مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا

اُسوۂ رسولؐ یا حدیثِ خیر الوریٰ

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ۝ (پ ۲۱ ع ۱۹)

البتہ تحقیق تمہارے لئے رسول اللہ (کی ذات) میں عمدہ نمونہ ہے۔ اس شخص کے لئے جو امید رکھتا ہے خدا کی اور روزِ آخرت کی اور یاد کرتا ہے اللہ کو بہت۔"

اُسوہ کے معنی ہیں اقتداء، نمونہ، وہ چیز جس سے (المنجد) کی جائے۔

اس آیت میں خدا نے اپنے رسول کو اسوۂ حسنہ ہے۔ کہ حضورؐ امت کے لئے برائے عمل عمدہ نمونہ ہیں کی ذات میں اچھی پیروی ہے۔ یعنی امت کو جو کام کرنا ہو۔ خدا کا جو حکم بھی بجا لانا ہو۔ وہ حضورؐ پیروی میں بجا لائے۔ آپ کے نمونہ کے مطابق آپ کی پیروی اور نمونہ کا پتہ کہاں سے مل سکے

Marfat.com

حدیث شریف ہے ! پس حدیث بروئے قرآن جزو دین ہوئی ۔ حدیث پر عمل کرنا قرآن کے حکم سے لازم ہے.

منکرِ حدیث منکرِ معاد کے برابر ہے

پھر خدا نے فرمایا۔ کہ اسوۂ رسولؐ پہ وہی عمل پیرا ہوتا ہے۔ حضورؐ کی پیروی وہی کرتا ہے۔ جو آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔ اور خدا کی ملاقات کا امیدوار ہے۔ اور ذکرِ الٰہی بہت کرتا ہے۔ یَرْجُوا اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ میں قیامت اور معاد کا اعتقاد آگیا۔ اور ذَکَرَ اللّٰہَ میں سب اطاعتیں آ گئیں۔ حاصل کلام آخرت کا اعتقاد رکھنے والا اور عبادات بجا لانیوالا حضورؐ کی پیروی کرتا ہے۔ اسوۂ حسنہ پر چلتا ہے۔ حدیث پر عمل کرتا ہے۔ اور منکرِ معاد اور تارکِ ذکر حضورؐ کے نمونہ کی پروا نہیں کرتا۔ آپ کی پیروی کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ اِس پہچان کے مطابق منکرِ حدیث ، نہ امیدوار آخرت ہوئے۔ اور نہ ذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا کے عامل خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃَ !!

حدیث کیخلاف اعمال باطل ہیں

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَکُمْ ۝ (پ ۲۶ ع ۸)

مسلمانو! اطاعت کرو اللہ کی ، اور اطاعت کرو رسول کی۔ اور (سنت اور حدیث کا خلاف کرکے) اپنے

Marfat.com

عملوں کو باطل نہ کرو"
خدا نے فرمایا ہے۔ کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرو۔ اور
عملوں کو باطل نہ کرلو۔ مطلب صاف ہے۔ کہ اگر اتباعِ رسول
یا سنت کے مطابق عمل نہ ہوئے۔ تو باطل اور اکارت
جائیں گے۔ اس سے سنت، حدیث اور اتباعِ رسول کی قدر
و قیمت معلوم ہوگئی۔ قارئین کرام! ان لوگوں کو اپنے خیرخواہ
نہ سمجھیں۔ جو حضور کے اتباع، اطاعت، سنت اور حدیث کو
ضروری نہیں جانتے۔ اور کہتے ہیں۔ کہ امام وقت یا مرکز ملت
کی تشریح کے مطابق عمل کرنا چاہیئے۔ حالانکہ قرآن کہتا ہے
کہ رسول کی اطاعت کرو۔ یعنی رسول کے عملوں کی طرح تم
بھی عمل کرو۔ اور خلاف سنت اعمال بجا لاکر انہیں ضائع
نہ کرلو!

اتباعِ رسولؐ کی حسرت

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي
اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ۝ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ۝ (۲۵)
اور جس روز ظالم اپنے دونوں ہاتھ کاٹ کاٹ کر
کھائے گا۔ کہے گا۔ اے کاش پکڑتا میں ساتھ
رسولؐ کے راستہ، ہائے میری شامت کاش
پکڑتا میں فلاں شخص کو دوست"

Marfat.com

قارئین کرام :- غور کریں. اِس آیت میں خدا نے حشر کے روز اس شخص کا حال بیان کیا ہے. جس نے دنیا میں حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا راستہ (سنت اور حدیث) اختیار نہیں کیا. فرمایا. کہ ایسا شخص ظالم ہے یہ ظالم قیامت کے روز مارے حسرت کے اپنے دونوں ہاتھ کاٹ کاٹ کر کھائے گا اور کہے گا. کہ کیا اچھا ہوتا. میں نے دنیا میں راہِ رسولؐ پکڑی ہوتی. رسول کے رستے پر چلا ہوتا. اسوۂ رسولؐ کے مطابق عمل کئے ہوتے. پیروی رسولؐ کی ہوتی. آپ کی چال اور سنت کے مطابق زندگی گزاری ہوتی. حدیث کی روشنی میں اعمالِ خداوندی بجا لائے ہوتے. اب حشر کے دن حسرت اور افسوس کی آگ میں جلتا ہے روتا ہے. چیختا ہے. چلاتا ہے. آہ و زاری کرتا ہے. اور ہاتھ کاٹتا ہے. اور یہ سب کچھ اس لئے کرتا ہے. کہ دنیا میں سنت اور حدیث پر عمل نہیں کیا. راہِ رسول اختیار نہیں کی. سبیلِ رسول پر نہیں چلا. اب انکارِ حدیث. اباء سنت اور معصیتِ رسول کے سبب سامنے جہنم ہے. آگ کے شعلے ہیں. ظالم دیوانہ - رسول کا نافرمان اور باغی ماتھے پر مارتا اور کہتا ہے.

یٰوَیْلَتٰی. ہائے میری شامت ، میری کم بختی ، بدبختی ،
لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِیْلًا. نہ پکڑتا میں فلاں شخص کو دوست
اب حشر میں آنکھیں کھلی ہیں اور ہر ظالم کو اپنا اپنا

Marfat.com

گمراہ کرنے والا، دوست، یار، پیر، مرشد نظر آیا ہے۔ اس
اس دوئی پسند یا مُحدِث، یا منکرِ سنت، یا کوئی بدعتی
لے کر کہتا ہے۔ ہائے میری بدبختی، نہ بناتا میں اس کو دوست
نام لے کر کہتا ہے۔ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ۔ ! فرض جس نے
نے کسی کو جس طریق سے حدیث سے ہٹایا اور سنت سے
بے راہ کیا ہوگا۔ اتباعِ رسولؐ اور اطاعت مصطفےٰ کے راستے
میں روڑے اٹکائے ہوں گے۔ ایسے ظالموں اور بے خبروں
نام لے لے کر ان کے حواری اور اَتباع کہیں گے۔ کاش
ان کے پیچھے نہ لگے ہوتے۔ ان کی نہ مانی ہوتی۔ پھر وہ
سبیلِ رسولؐ سے برگشتہ ظالم کہے گا۔

لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ ۭ وَكَانَ
الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ۝ (پ ۱۹ ع ۵)

البتہ تحقیق گمراہ کیا مجھ کو قرآن سے پیچھے اس کے
کہ آیا میرے پاس۔ اور شیطان آدمی کو بالکل بے
سوچنے والا ہے۔

میدان حشر میں راہِ رسولؐ کا تارک و محروم کہتا ہے
جس کو میں نے دنیا میں مذہبی یار بنایا تھا۔ دین کا پیشوا
تھا۔ اس نے مجھ کو گمراہ کر دیا تھا۔ اور گمراہی اس طرح سے
مجھے قرآن سے بہکایا تھا۔
قرآن سے بہکانا اور گمراہ کرنا اس طرح سے کہ
من مانے معنی کئے جائیں۔ سابق امتیں اسی

Marfat.com

کی تشریح کی جائے۔ اور اس تشریح کے پیش نظر یہ کہا جائے۔ کہ جو مذہب ہزار سال سے دنیا میں رائج ہے۔ یہ عجمی اسلام ہے۔ یعنی اپنی ذاتی رائے سے مطلب اور مفہوم بناکر لوگوں کو اس پر عمل کرنے کی دعوت دینا — وغیرہ — یہ ہے لوگوں کو قرآن سے بہکانا اور گمراہ کرنا :

پھر جو شخص رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریح قرآن کو بالائے طاق رکھ کر کسی شخص کی ذاتی — خانہ ساز — من گھڑت تشریح قرآن پر عمل کرے گا۔ وہ گمراہ ہو جائے گا۔ اور میدانِ محشر میں اپنے گمراہ کرنے والے کا نام لے لے کر روئے گا۔ اور کہے گا۔ کہ فلاں نے مجھ کو قرآن سے بہکایا اور گمراہ کیا تھا۔

اوپر کی آیت میں ذکر کے معنی قرآن کے کیے گئے ہیں ٹھیک ہیں۔ اور ذکر کے معنی نصیحت کے بھی ہیں۔ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے ذکر کے معنی نصیحت ہی لکھے ہیں۔ بیشک ذکر کے معنی نصیحت حق ہیں۔ یاد رکھیں — کہ قرآن بھی نصیحت ہے۔ اور حدیث بھی ذکر یعنی نصیحت ہے جیسا فرماتا ہے۔

فَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللّٰهِ ۔ (پ ۱۳ ع ۳)

اور (اے پیغمبر) نصیحت کر ان کو اللہ کے دنوں کے ساتھ۔

معلوم ہوا۔ کہ حضورؐ کا فرمان اور حدیث بھی ذکر ہے۔

نصیحت ہے۔ اس لحاظ سے حضورؐ کی حدیث کے متعلق ذرہ
پیدا کرنا اور اُسے جزو دین نہ کہنا، اور لوگوں کو حدیث سے
بدظن کرنا بھی ذکر سے بہکانا ہے۔ الحاصل قرآن اور حدیث
خلاف راستے پر لوگوں کو چلانے والے گمراہ کرنے والے ہیں
اور گمراہ لوگ قیامت کو اپنے گمراہ کنندوں کے خلاف حسر
اور افسوس سے واویلا کریں گے اور روئیں گے۔ پھر خدا نے فر
وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا — اور شیطان آدمی کو
ہلاکت میں سونپنے والا ہے؟ مطلب یہ کہ جو شخص مسلمان
کو قرآن اور حدیث سے گمراہ (ASTRAY) کرے۔ اس نے
مسلمانوں کو ہلاکت، تباہی اور بربادی کے حوالے کر دیا۔ کہ
انجام اس گمراہ کا قیامت کے دن واقعی بربادی ہے

حدیث برہان ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ
وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ۝ (پ ۶ ع ۲)
لوگو! تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے حجت
آچکی، اور ہم تمہاری طرف جگمگاتا ہوا نور بھیج چکے!

اس آیت میں خدا تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کو برہان فرمایا ہے۔ اور برہان کے معنی دلیل
اور حجت کے ہیں۔ ثابت ہوا کہ حضورؐ اللہ کے لئے

Marfat.com

ہیں. دلیل. یعنی آپ کا قول و فعل امت کے لئے برہان، حجت اور دلیل ہے. حضور کو برہان کہنے کا مطلب آپ کے قول و فعل ــ سنت اور حدیث کو برہان کہنا ہے. پیغمبر اگر بھلے ہی نہ. تو دعویٰ نبوت کیسے ثابت ہو. پیغمبر اگر خدا کے احکام پر عمل کرکے نہ دکھائے. تو لوگ کس طرح احکام الہٰی کو عملی جامہ پہنائیں. معلوم ہوا. کہ پیغمبر کا قول اور فعل برہان ہے.

جناب محمد مارما ڈیوک پکتھال اس آیت کا ترجمہ یوں کرتے ہیں.

(O, MANKIND! NOW HATH A PROOF FROM YOUR LORD COME UNTO YOU AND WE HAVE SENT DOWN UNTO YOU A CLEAR LIGHT.)

اے لوگو! تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس (حضرت محمد رسول اللہ صلی علیہ وسلم) پروف (حجت دلیل، برہان) آئے ہیں. اور ہم نے تم پر (قرآن) صریح روشنی اتاری ہے"

ثابت ہوا. کہ حضور انور دلیل، حجت اور برہان (PROOF) ہیں. اور قرآن روشنی اور نور ہے. یعنی جس طرح قرآن کی بات حجت ہے. اسی طرح حضورؐ کی بات (حدیث) حجت ہے.

مسلمان بھائیو! ــ دنیا کے معزز مسلمانو! حکومت

کے واجب العزت ملازمو! فوج ، پولیس اور گرای قدر تاجرو! مال و دولت کی نعمتیں پانے والو۔ خدا انصاف کرو۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول حضرت محمد رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو ۔ یعنی ان کے قول و فعل و برہان حجت کہتا ہے۔ اور پرویز کہتا ہے۔ کہ حدیث دین میں حجت (برہان) نہیں۔ اب آپ کسکا حکم مانیں گے۔ یا پرویز کی ذاتی رائے کو دین بنائیں گے؟ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ یہ پرویز صاحب کون ہیں۔ جو قرآن کے بھی مخالف ہیں۔ اس طرح کہ سلف امت کے خلاف قرآن کے معنی اور مطلب گھڑتے ہیں۔ ان کا یہ کہنا۔ کہ اطاعتِ رسول سے مراد ہر زمانے کے امام وقت اطاعت ہے۔ کس دلیل سے ہے؟ بس جو منہ میں آیا کہہ آگے ماننے والوں، عقل و بصیرت رکھنے والوں کا کام ہے۔ وہ سوچیں۔ کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ جس ذاتِ اقدس پہ قرآن نازل ہوا۔ اس ذاتِ اطہر نے جو مطلب اور مفہوم، اور طریقہ عمل قرآن کے متعلق بتایا۔ وہ سب حرفِ غلط کیطرح مٹا دیا جائے۔ اسے "نسیاً منسیاً" کر دیا جائے۔ اس سے لوگ کو نفرت دلائی جائے۔ اس میں کیڑے نکالے جائیں۔ ایک ماڈرن اسلام کی بنیاد رکھ کر کہا جائے۔ کہ ہر زمانے امام وقت جو مطلب اور مفہوم اور طریقہ عمل قرآن کا وہ شریعت ہے۔ مسلمانوں کے لئے وہی واجب العمل آپ کا دل یہ مانتا ہے۔ کہ اسوۂ رسول" مٹ گئے

Marfat.com

بر دفن ہو چکا ہے؟ کردار مصطفےٰ کی شمع بجھ گئی؟ سیرت کا
غ گل ہو گیا؟ آپ کے لیل و نہار وفات پاگئے۔ اور شب
روز ناپید ہو گئے ہیں؟ نہیں! ہرگز نہیں! حضور اپنے تئیس
ل تک کے قول و فعل اور سیرت و کردار کی شمعیں فروزاں
ڑ گئے ہیں۔ اور آج تک جوں کی توں جل رہی ہیں۔ کئی
م کے فتنوں کی آندھیاں چلیں۔ قرامطیوں کے الحاد کے جھکڑ
باطنیوں کی لادینی کے طوفان آئے۔ صدہا ائمہ ضلالت نے
ہب، ابوجہل، عتبہ اور شیبہ کی گدیاں سنبھالیں۔ اور دجل
تلبیس کی پھونکوں سے سنن ہدیٰ کی شمعیں بجھایا کئے۔ لیکن
ک ایک کرکے سب ذلت و ہزیمت کی موت مرگئے۔ اور
صطفویؐ شمعیں اسی طرح جگ مگ جگ مگ کر رہی ہیں
فرمایا اللہ تعالےٰ نے:۔

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ۔ (پ ۳۰ ع ۱۹)

اور بلند کیا ہم نے تیرے لئے ذکر تیرا:

AND EXALTED THY FAME

یعنی تمہارے ذکر (خیر) کا آوازہ بلند کیا۔" جب خدا تعالےٰ
آپ کے نام اور کام کو دوام بخش دیا۔ اور آج تک دوام
اور قیامت تک دوام رہے گا۔ تو کوئی کس طرح آپ
کا ذکر (سنت اور حدیث) کو مٹا سکتا ہے۔ گو چراغ
دلوں کے شرار بوالہبی کی ستمزہ کاری جاری ہے۔ لیکن
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کام اور پیغام کا چراغ

(بقیہ صفحہ ۲۸۲ پر)

Marfat.com

خدا نے جلایا ہوا ہے۔ اسے کوئی حمام نہیں بجھا سکتا۔
پڑھے لکھے بھائیو! دامنِ رسالت مآب مقام بو حنیفہ
اتباع اور اطاعت میں زندگی گزارو۔ قرآن کی جو تشریح
جزئیات رحمت عالمؐ نے مرتب کی ہیں — وہ شریعت ہے
قیامت تک کے لئے اٹل شریعت ہے۔ اس پر عمل کرنا
اسی کا نام اسلام ہے۔ ؎

گو شمع میارید دریں بزم کہ امشب
در مجلسِ ماہِ رخ دوست تمام است

مسلمان پر قرآن اور حدیث کا ماننا فرض ہے

اِنَّمَا قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ
لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ؕ وَ
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ

(۱ حاشیہ صفحہ ۲۸۱) پرویز صاحب کہتے ہیں۔ کہ حضورؐ کا پیغام صرف قرآن ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ غلط ہے۔ ساری دنیا جانتی ہے۔ کہ خدا کا پیغام قرآن ہے۔ سب اسے کلام کہتے ہیں۔ یعنی خدا کا کلام، پیغام، علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں۔

نوعِ انساں را پیامِ آخریں ؛ حامل اُو رحمت العالمینؐ

یعنی قرآن خدا کا پیامِ آخریں ہے۔ اور حضورؐ اس کے حامل ہیں۔ ا
والے ہیں۔ پس خوب یاد رکھیں۔ کہ قرآن خدا کا پیغام ہے۔ حضورؐ کا نہیں
پیغام قرآن کے سوا ہے۔ اسے حدیث اور سنت کہتے ہیں۔ منکرِ حدیث اسے
چاہتا ہے۔ اسی شمع کو گل کرنے کے لئے پھونکیں مار رہا ہے۔ حدیث دین

وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ (پ ۱۸ ع ۱۲)

سوائے اس کے نہیں کہ قول مسلمانوں کا یہ ہے جب بلائے جاتے ہیں اللہ کی طرف اور اس کے رسول کی طرف تو کہ حکم کرے (رسول) درمیان ان کے، تو بس کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے سنا، اور فرمانبرداری کی ہم نے، اور یہی لوگ فلاح پانیوالے ہیں۔ اور جو کوئی اطاعت کرے اللہ کی، اور اس کے رسول کی اور ڈرے اللہ سے، اور (اس کی ناراضمندی سے) بچتا رہے۔ تو ایسے ہی لوگ مراد کو پہنچیں گے۔"

اس آیت میں خدا نے مسلمانوں کی پہچان بتائی ہے — کہ جب ان کو خدا اور رسول کے ارشادات کی طرف بلایا جاتا ہے۔ جب ان کے آگے خدا کی آیت پیش کی جاتی ہے۔ یا اس کے رسول کی حدیث پڑھی جاتی ہے۔ خدا اور رسول کا ارشاد سن کر ان کا قول یہ ہوتا ہے سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا — ہم نے سن لیا قرآن اور حدیث اور مان لیا ہم نے۔ اس آیت سے قرآن کی طرح حدیث کا سننا اور ماننا بھی فرض ثابت ہوا اور دونوں فی الدین ہوئیں۔ پس جو شخص رسول کی بات (حدیث) کو کہے کہ میں نہیں مانتا۔ حدیث دین نہیں ہے۔ وہ

Marfat.com

مسلمان نہ ہوا۔

پھر فرمایا خدا تعالیٰ نے لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ۔ تو کہ (مسلمانوں کو بلا کر) رسول ان میں حکم کرے ۔ فیصلہ کرے ۔ رسول یہ حکم کرنا کسی خاص امر کے متعلق نہیں ہے۔ بلکہ عام جو بات بھی مسلمانوں کو درپیش ہو۔ جو جھگڑا ان میں ہو۔ کوئی بات بھی ان میں باعث نزاع ہو۔ ایک دو۔ سو، دو سو، ہزار۔ جس قدر مسائل ان میں رونما ہوں رسول ان میں حکم کرے ۔ فیصلہ کرے ، اور مسلمانوں بات رسول کا حکم سن کر صرف یہ ہونی چاہیئے ۔ کہ ہم سن لیا حکم رسولؐ کا، اور دل و جان سے مان لیا۔

اِس آیت سے ثابت ہوا۔ کہ رسولِ خدا نے زمانہ میں جو کچھ بھی زبان اطہر سے فرمایا۔ وہ سب دین ہے دین ہے۔ اور وہ حدیث ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا۔ زبان پاک سے جو کچھ نکلا ۔ اس کا مان لینا فرض مسلمان کی شان اور پہچان سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا (HEAR AND WE OBEY.) ہے۔

پھر جو لوگ خدا اور رسول کے ارشاد کو سن کر اور عمل میں لاتے ہیں۔ ان کے لیے بشارت ہے۔ لوگ قیامت کو بامراد ہوں گے۔ یہاں بھی ملے گی یہ بشارت رہے قرآن کی تعمیل پر نہیں ہے بلکہ رسول کی اطاعت بھی ساتھ لازم ہے!

Marfat.com

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَ
يَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ (پ۱۸ ع۱۳)

اور جو کوئی اطاعت کرے اللہ کی اور اسکے رسول
کی اور ڈرے اللہ سے اور (اس کی نارضامندی
سے) بچتا رہے۔ تو ایسے ہی لوگ مراد کو پہنچیں
گے ؛

یاد رہے کہ دو اطاعتیں فرض ہیں۔ اللہ کی، اور
اس کے رسول کی۔ وہی مطلب ہوا نا۔ کہ قرآن اور حدیث!
گے فرمایا۔ اللہ سے ڈرے۔ یعنی اس کے قانون — قرآنی
صولوں پر چلے۔ یہ اللہ کی اطاعت ہے۔ پھر فرمایا۔ وَيَتَّقْهِ۔
(خدا کی نارضامندی سے) بچے اور پرہیز کرے۔ اور وہ یہ
کہ دوسری اطاعت کو نگاہ رکھے۔ قرآنی اصولوں کو نبویؐ
ریات سے ملنے۔ اور محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم سے
ہوا عملی اسلام سیکھے۔ اور ان کی کسی امر میں نافرمانی نہ
ے۔ پھر وہ شخص خدا کی نارضامندی سے بچ سکتا ہے۔
یہ بات قرآن میں واضح طور پر آچکی ہے۔ کہ خدا تعالےٰ
ل کی نافرمانی سے ناراض ہوتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے :۔

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا
مُّبِيْنًا ۝ (پ۲۲ ع۲)

اور جو کوئی نافرمانی کرے اللہ کی اور اسکے رسول کی
تو وہ صریح گمراہی میں پڑ چکا ؛

Marfat.com

یعنی خدا نے صاف فرما دیا۔ کہ رسول کی نافرمانی کر
آپ کی بات نہ ماننے والا (منکر حدیث) صریح گمراہ ہے۔
گمراہ ہے تو خدا اس پر ضرور ناراض ہوگا۔ ثابت ہوا کہ
حدیث موجب ضلالت اور سبب غضب خدا ہے۔

قارئین کرام! آپ جانتے ہیں۔ کہ قرآن مجید میں خ
کے احکام ہمیشہ کیلئے ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ سارے
بدستور قائم اور واجب الاطاعت رہیں۔ لیکن حضرت محم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت، اتباع، فرمانبرداری
اسوۂ حسنہ بقول پرویز حضورؐ کی وفات کے بعد واجب الاطاع
نہ رہے۔ بانی پاکستان جناب قائداعظم مرحوم کے پیغامات اور نصیح
گئے دن اخباروں میں چھپتی رہیں۔ اور قوم کو ان پر عمل ک
کے لئے ابھارا جائے۔ اور اسی طرح امت کے تمام بزرگوں
ارشادات قوم کی رہبری کے لیے کتابوں کی شکل میں م
ہوں۔ ان کو پڑھا جائے اور لوگوں کو سنایا جائے۔ لیک
صد حیف پرویز پر کہ وہ ساری کائنات کے ابدی رس
(خدا کا ان پر درود و سلام ہو) کے ارشادات کو واج
الاطاعت نہیں مانتا۔ اور انہیں غیر دین کہہ کہہ کر مسل
کو ان سے متنفر کرتا ہے۔ اور یہ غلط بیانی کرتا ہے
کہ حضورؐ کے ارشادات دنیا میں رہے ہی نہیں ہیں

پری نہفتہ رخ و دیو در کرشمہ و ناز
بسوخت دیدہ ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

Marfat.com

خدا نے اپنے رسول کو ذکر بنا کر بھیجا ہے

قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۝ رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ط (پ۲۸ ع ۱۸)

تحقیق اتارا ہے اللہ نے تمہاری طرف ذکر کہ رسول ہے۔ جو پڑھتا ہے تم پر آیتیں اللہ کی کھلی کھلی، تو کہ نکالے اندھیروں سے روشنی کی طرف، اُن لوگوں کو کہ ایمان لائیں اور نیک عمل کریں"

اس آیت میں خدا نے حضرت محمدؐ کو ذکر کہا ہے۔ کہ حضورؐ انسانوں کیلئے ذکر ہیں۔ اور ذکر کے معنی ہیں نصیحت، یاد دہانی، تنبیہ، اس کا ترجمہ انگریزی میں یوں ہوگا۔

GOD HATH SURELY SENT DOWN UNTO YOU A MONITION.

کہ خدا تعالےٰ نے تمہاری طرف ذکر (MONITION) بھیجا۔ یعنی آگاہی، تنبیہ، اور ذکر کے معنی (REMINDER) ریمائنڈر بھی ہیں۔ یعنی یاد دہانی، خبرداری۔ تو ثابت ہوا۔ کہ حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا سراپائے اقدس سارے جہان کیلئے عمل، نصیحت، تنبیہ ہے۔ سرور کائنات کی تیئس سالہ مسلمانوں کے لئے سراسر ذکر ہے۔ نصیحت ہے۔ یاد دہانی،

اور آگاہی ہے۔ کہ ہوش کرو۔ خبردار ہو جاؤ۔ قرآن کی مثل
کی طرح اپنی زندگیاں بنالو۔ سنت کے مطابق عمل کرو۔ آگے
جاؤ۔ کہ رسول کا وجود چلتا پھرتا قرآن ہے۔ بڑھتا جاتا قرآن
ہے۔ حیاتِ اطہر کا ہر قول آیات کا ترجمہ اور ہر فعل خدا
مرضی کی تفسیر ہے۔ خوب یاد رہے۔ کہ خدا حضورؐ کی ہستی
پاک کو امت کے لئے، قیامت تک کے مسلمانوں کے
نصیحت فرما رہا ہے۔ اب بھی جو حضورؐ کے کاموں، فعلوں
اور قولوں کو دین نہ مانے۔ تو اس کا خدا کے ساتھ، قرآن
ساتھ، رسول پاک کے ساتھ، اور مسلمانوں کے ساتھ کوئی
واسطہ نہ رہا۔

یہ ارشاد فرما کر کہ ہم نے تمہاری طرف ذکر اتارا
آگے فرمایا رَسُوْلًا یَّتْلُوْا عَلَیْکُمْ اٰیٰتِ اللّٰهِ مُبَیِّنٰتٍ۔
وہ ذکر، رسولؐ (کی ذات) ہے۔ کہ پڑھتا ہے تم پر
اللہ کی آیتیں کھلی کھلی۔
لِیُخْرِجَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ
اِلَی النُّوْرِ ط۔ تاکہ نکالے رسول، ایمان لانے
والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو اندھیروں سے
روشنی کی طرف۔
رسولِ خدا آیتیں پڑھتے تھے، اور ساتھ ہی عمل
تھے۔ پھر جو لوگ حضورؐ کا اتباع کرتے تھے، وہ روشنی
چلتے تھے۔ ثابت ہوا۔ کہ جو [illegible]

Marfat.com

قرآن پر عمل کرے. وہی روشنی میں آتا ہے. بغیر اتباعِ رسولؐ کے اپنی مرضی سے قرآن پر عمل کرنیوالے گمراہ ہو جاتے ہیں اور اس چیز کو ہم کتاب کے گذشتہ صفحات میں بوضاحت بیان کر آئے ہیں.

قرآن بھی ذکر ہے اور صاحبِ قرآن بھی ذکر ہیں
دونوں کی حفاظت خدا کے ذمہ ہے

مذکورہ آیت تو آپ پڑھ چکے. کہ خدا نے فرمایا ہے. ہم نے تمہاری طرف ذکر اتارا ہے. جو رسول ہے. اسی طرح خدا نے قرآن کو بھی ذکر فرمایا ہے.

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ (پ ۱۴ ع ۱)

تحقیق ہم نے اتارا ہے ذکر، اور ہم ہیں اس کی حفاظت کرنے والے۔

قرآن کی طرح حدیث کی حفاظت

اب یہ بات توجہ کے لائق ہے. کہ رسول کی ذات کو بھی خدا ذکر فرمایا۔ اور اس ذکر کے لئے 'اتارا' کا لفظ فرمایا۔ قرآن کو بھی ذکر فرمایا۔ اور اس کے لئے بھی اتارا ہے۔ حضورؐ بھی ذکر (Reminder, Monition) ہیں۔ قرآن بھی ذکر (Reminder, Monition) ہے۔

Marfat.com

پھر ذکر کی حفاظت کے متعلق اعلان فرمایا۔
اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ۔ اور ہم ہیں ذکر کی حفاظت
کرنے والے۔"

مطلب یہ کہ قرآن جو ذکر ہے، اس کی بھی اور رسول جو ذکر
ہے۔ اس کی بھی ہم حفاظت کرنے والے ہیں۔ ثابت ہو گیا۔ کہ
قرآن کی طرح خدا نے حدیث کی حفاظت کا بھی ذمہ لیا ہوا
ہے۔ قرآن بھی قیامت تک رہے گا۔ اور قرآن پر حضرت انور
کا عمل بھی قیامت تک رہے گا۔ غور فرمائیں کہ قرآن کی
تو خدا حفاظت کرے۔ اور رسول کی رسالت اور ثبوت کو
قیامت تک رکھے۔ لیکن رسول کے قول و فعل کو جس پر ملار
نجات ہے۔ اُسے ماضی کی تاریکیوں میں کھوئے۔ مٹائے۔ ہرگز
ایسا نہیں ہوسکتا۔ اور نہ ایسا ہوا ہے۔ سرورِ کائنات کے ارشادات
اقوال و افعال کی قندیلیں بدستور جل رہی ہیں اور تا صورِ اسرافیل
فروزاں رہیں گی ؎

بحسنِ عارض و قدِ تو بردہ اند پناہ
بہشت و طوبیٰ طوبیٰ لہم وحسن مآب (حافظ)

ارمِ سُنن میں خرامِ زندگی

شعر مذکور کا مطلب بھی سمجھ لیں۔ کہ ایمان تازہ
حافظ شیرازیؒ فرماتے ہیں۔
حضورِ انور کے حسنِ عارض اور قدِ پاک جنت

نے پناہ لی ہے۔ ان کے لئے ایسا اچھا ہے ۔ اور اچھی ہے پناہ گاہ !

بہشت تو آپ جانتے ہیں۔ خُلد، باغ ، جنت ، فردوس، جناں، نہایت پاک ، صاف ، خوبصورت ، آرام کا گھر جو آخرت میں نیک لوگوں کو ملے گا۔ جس کا ذکر قرآن پاک میں بارہا آیا ہے۔

طُوبیٰ — بہشت کا بہت بڑا درخت جس کی شاخیں ہر جنتی کے مکان پر چھائی ہوئی ہوں گی۔ اور اس میں سے طرح طرح کے میوے اتریں گے۔

اس بہشت نے حضورؐ کے حسنِ عارض یا جمالِ رُخ میں پناہ لی ہے۔ طوبیٰ (درخت) نے قدِ مبارک میں — سبحان اللہ کیا مرتبہ ہے سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ کہ بہشت جیسی پاک اور خوبصورت چیز نے حسنِ عارض میں آرام پایا اور طوبیٰ جیسے عظیم درخت کو قدِ اقدس میں سکون ملا۔

پھر حسنِ عارض سے مراد حضورؐ کی باتیں ہیں۔ نورانی حدیثیں — اور قدِ پاک سے عمل — کہ عارض — رُخ اور عارضے پتوں کے عطر ریز پھول جھڑتے ہیں۔ اور قدِ اطہر سے حرکتیں، اور ادائیں ظہور میں آتی ہیں۔ پس سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال کے حسن پہ بہشت اور طوبیٰ دونوں نے پناہ لی۔ پھر جو شخص احادیث و سنن کے ارم میں خراماں خراماں زندگی گزاریگا۔ وہ یقیناً بہشت میں طوبیٰ کے سایہ میں جگہ

Marfat.com

پائے گا۔ خوب سمجھ لیں اور جان لیں۔ کہ:

ذرّے کو آفتاب کرنیوالے، خاک کو اکسیر بنانیوالے، میر کاروانِ حیات، سرور کائنات، خلاصۂ موجودات، مشعلِ راہِ ہدایت، رہبرِ راہِ طریقت، زینتِ بزمِ رسالت، چارہ سازِ دردِ ملت، منبعِ بحرِ شریعت، شافعِ روزِ قیامت، قاسمِ انوارِ سنت، ساقیٔ حوضِ کوثر، معنیٔ آیاتِ قرآں، فاتحِ ابوابِ جناں، حاملِ وحیِ جلی، مصدرِ وحیِ خفی، گوہرِ درجِ حیات، پیکرِ تسبیح و طواف، سراپائے خیر و دیں، بانیٔ شرعِ مبیں، مبیّنِ جزئیاتِ قرآں، مرآۃِ شرحِ فرقاں، معیارِ تعمیرِ کتب، روحِ روانِ یومِ حساب، مظہرِ رضائے کبریا، پیمائۂ برّ و ہدیٰ، نشانِ تکمیلِ ایماں، آیۂ رحمتِ یزداں، واضعِ طرقِ عبادات، تفسیرِ تشریحِ آیات، تقدیرِ گلستانِ اسلام، پیغمبرِ نبوتِ دوام، ماحیِ شرک و ضلالت، حامیٔ توحید و صداقت، انتخابِ کون و مکاں، وجہِ شرفِ انساں، حضورؐ سید البشر، سیّد ولدِ آدم، سیدِ العرب و العجم، سید المرسلین، سید الکونین و الثقلین، اکرم الاولین، اکرم الآخرین، رحمت للعالمین، خاتم النبیین، المذنبین، شمس الضحیٰ، بدر الدجیٰ، والیٔ بطحاء، حبیبِ خدا، صفیِ اشرفِ انبیاء، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں تعمیرِ قرآنِ حکیم سے امتثالِ ربِّ عرشِ عظیم ہے۔

پھر جو شخص ان نبی خیر الانام صلے اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

اطاعت سے روکتا ہے. اور ایک افسانوی اور لڑیری اسلام۔
ماڈرن اسلام پیش کرتا ہے۔ دراصل وہ ماڈرن ایجوکیٹڈ طبقہ کو
(جو اسلام کی اصل تعلیم سے ہنوز ناواقف ہے) افیون کا گولا
(Opium Drink) دے رہا ہے. تاکہ ان کے روح
و ایمان کو آرٹی فیشل اسلام کے ہپناٹزم سے مسحور کرکے
انہیں دانائے سُبل کی راہ سے ہٹائے. لیکن مسلمان کی پہچان
یہ ہے کہ اس کی ہڈیوں میں توحید رچی ہو. اور اس کے
گوشت، پوست اور لہو میں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ صلے اللہ علیہ
وسلم کی محبت اور اطاعت سمائی ہو۔ ؎

وہ دانائے سُبل ختم الرُّسل مولائے کُل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا

رسولِ خدا ہماری اُمت کیلئے اسوۂ حسنہ ہیں

آپ پیچھے پڑھ چکے ہیں. کہ خدا نے فرمایا ہے.
لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ
لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ
اللّٰهَ كَثِيْرًا ۝ (پ۲۱ ع ۱۹)

البتہ تحقیق ہے تمہارے لئے اللہ کے رسول (کی ذات)
میں عمدہ نمونہ (پیروی کے لئے) اس شخص کے لئے
جو امید رکھتا ہے اللہ کی، اور روز آخرت کی، اور
یاد کرتا ہے اللہ کو بہت۔"

Marfat.com

اس آیت میں ایک خاص بات قابلِ غور ہے کہ خدا
ساری امتِ رسول کو جو قیامت تک آنے والی ہے۔
ہے۔ کہ تمہارے لئے رسولِ خدا پیروی کے لئے عمدہ نمونہ ہیں
یعنی رسول کی چال چلے جاؤ۔ جو وہ کریں یا فرمائیں۔ وہی
کرو۔ گویا رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم ساری امت کے لئے
اسوۂ حسنہ (GOOD . EXAMPLE) ہیں۔

لیکن پرویز صاحب کا وعظ یہ ہے۔ کہ رسولِ خدا کی
اطاعت ان کی زندگی تک کے لئے تھی۔ ان کے بعد اُنکے
جانشینوں کی اطاعت واجب العمل ہے۔ سوال یہ ہے۔ کہ
جب حضورؐ کی اطاعت، تابعداری، چال، طریقہ ان کی زندگی
کے بعد قابلِ اطاعت نہیں ہے۔ تو حضورؐ ساری امت کے
لئے اسوۂ حسنہ نہ ہوئے۔ اگر ہوئے تو صرف صحابہ کے
لئے۔ صرف تیئس سال تک! اس کے بعد ساڑھے تیرہ سو
سال ہوگئے ہیں۔ اس زمانہ کے مسلمانوں کے لئے اسوہ نہ
ہوئے۔ اور نہ آنے والے زمانوں کے لئے نمونہ بنے۔ تو پھر
قرآن کا یہ ارشاد کہ اے مسلمانو! رسولِ خدا تمہارے لئے
عمدہ نمونہ ہیں۔ — معاذ اللہ بے معنی اور لغو ہوا! کیسا
بھرپور وار ہے قرآن پر!

اور اگر پرویز صاحب کے ماڈرن اسلام کے مطابق
حضورؐ کو صرف صحابہ کیلئے اسوۂ حسنہ مانیں۔ بعد کے لوگوں
لئے نہ مانیں۔ تو پھر پچھلے مسلمانوں پر یہ ظلم ہوگا کہ

اُسوۂ رسولؐ سے کیوں محروم کیا؟ ان سے سنتِ خیرالانام کیوں چھینی؟ طریقۂ نبوی کا شرف انہیں کیوں نہ بخشا گیا؟ صحابہ تو قرآن پر طریقۂ رسول کے مطابق عمل کریں۔ اور صحابہ کے بعد کے مسلمان طریقہ رسول سے بے نصیب ہوکر امام وقت کے اسوہ پر چلیں، یہ ہے گمراہی جس کا ماہی کبھی ایمان سلامت نہ لے جائے گا۔

قربان جاؤ قرآن کے کمال اور بلاغت پر۔ کہ اسوۂ حسنہ اس شخص کے لئے ہے۔ جو امیدوار ہے خدا تعالےٰ کا اور روزِ آخرت کا اور یاد کرتا ہے اللہ کو بہت۔

اس آیت سے ثابت ہوا۔ کہ جو شخص خدا کی ملاقات کا امیدوار ہے۔ جس کا روزِ آخرت پر ایمان ہے کہ خدا کے سامنے پیش ہوکر حساب دینا ہے۔ ایسا شخص اُسوۂ رسولؐ پر چلتا ہے۔ پیروی رسول کرتا ہے۔ اور جو شخص اسوہ رسولؐ کو واجب العمل نہیں سمجھتا۔ سنن ہدیٰ سے گریز کرتا اور احادیث کو خارج از دین قرار دیتا ہے۔ رسولِ رحمتؐ کی چال نہیں چلتا۔ بقولِ قرآن وہ خدا تعالےٰ کا اور روزِ آخرت کا امیدوار نہیں ہے اس کے دل میں خوفِ خدا نہیں ہے۔ قارئین کرام! اس آیت کے آئینہ میں منکرین حدیث کی شکل دیکھ لیں کہ وہ کون ہیں!

حدیث کی مخالفت سے ڈرنا چاہیئے

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ

Marfat.com

فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ (پ ۱۸ ع ۱۵)
پھر جو لوگ رسول کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں
اُن کو اِس (بات) سے ڈرنا چاہیئے کہ (کہیں) اُن پر
کوئی آفت (نہ) آن پڑے۔ یا اُن پر (کوئی اور)
عذابِ دردناک (نہ) نازل ہو۔

مطلب واضح ہے۔ کہ جو لوگ رسول کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں۔ ان کو کسی نہ کسی آفت یا دردناک عذاب سے ڈرایا گیا ہے۔ اب رسولؐ کا حکم خود سمجھ لیجئے۔ کہ کیا ہے؟ حدیث ہی تو ہے۔ ارشاد رسول ہی ہے۔ تو خدا نے صاف طور پر رسول کے حکم، ارشاد، فرمان کے مخالف کو دردناک عذاب کی دھمکی دی ہے۔ حدیث کا انکار کرنیوالوں — حدیث کو خارج از دین بتانے والوں کو لرز جانا چاہیئے۔ خدائے جبار کے عذاب سے خوف کھانا چاہیئے۔

اِس آیت سے حکم رسول یعنی حدیث کی حجیت ثابت ہوئی کہ انکارِ حدیث مستلزم عذاب ہے۔ اور بھی بہت سی آیتیں آپ پیچھے پڑھ آئے ہیں۔ جن سے اطاعتِ رسول، اتباعِ رسول، ارشادِ مصطفیٰ، فرمانِ مجتبیٰ، حدیثِ مرتضیٰ، اور سنتِ حیدری خیبر شکنی کی فرضیت اور حجیت واضح ہو چکی ہے۔ قارئین کرام کو اِس قرآنی حکم کے رو سے حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و اتباع کرنی چاہیئے۔ اور احادیث کی روشنی میں عبادات اور دوسرے احکامِ الٰہی بجا لانے چاہئیں۔

اتباعِ صحابہؓ پر بہشت کی بشارت

رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے خدا کی مرضی کے مطابق قرآن پر عمل کیا۔ یہ عملِ رسولؐ صحابہؓ نے اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اپنایا۔ اور وہ حضورؐ کی چال چلے۔ گویا عملِ صحابہ اتباعِ رسول ہے۔ اِسی لئے حضورؐ نے فرمایا۔ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ میں راستے پر میں ہوں اور میرے صحابہؓ — وہ راستہ سیدھا راہِ نجات کا ہے۔ قرآن مجید نے بھی حضورؐ کی اطاعت اور اتباعِ صحابہؓ پر بہشت کی بشارت دی ہے۔ ارشادِ خداوندی ہوتا ہے۔

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ع (پ ۱۱ ع ۳)

اور سبقت کرنے والے پہلے ہجرت کرنیوالوں سے اور مدد دینے والوں سے، اور جن لوگوں نے پیروی کی ان کی خلوصِ دل سے۔ خدا ان سے خوش اور وہ خدا سے خوش، اور خدا نے ان کے لئے بہشتیں تیار کی ہیں۔ جن کے تلے نہریں چلتی ہیں (اور وہ) ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ (اور) یہی بڑی

Marfat.com

کامیابی ہے ؛

اس آیت سے چند باتیں ثابت ہوئیں۔

(۱) مہاجرین اور انصار (صحابہؓ) سے خدا تعالےٰ راضی خوش ہو گیا۔

(۲) ان کے ایمان اور عمل کو قبول کر لیا۔

(۳) اور وہ (صحابہؓ) بہشتی ہیں۔

(۴) اور صحابہؓ کی پیروی کرنے والوں سے بھی خدا خوش ہے۔ اور وہ نجات پائیں گے۔

وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ۔ جن لوگوں نے صحابہؓ کی پیروی کی یہ پیروی عام ہے۔ جو قیامت تک کے لوگوں کے لیے ہے۔ جو لوگ صحابہؓ کے بعد آنے والے ہیں۔ اگر وہ صحابہؓ کی پیروی کریں گے تو نجات پائیں گے۔ اور صحابہؓ کی پیروی پر نجات اس لئے کہ صحابہ کا عمل اطاعتِ رسول پر ہے۔ تو ثابت یہ ہوا کہ نجات اور بہشت موقوف ہے اطاعتِ رسول پر تعامل صحابہ پر۔ اور یہ کہ کسی امامِ وقت یا مرکزِ ملت کو ہرگز یہ حق حاصل نہیں۔ کہ وہ قرآنی اصولوں کی جزئیات وقت کے تقاضوں مطابق مرتب کرکے اسلام میں وفاداری (WRANGLING) کی حکومت کرے

وحی تین قسم کی ہے

قرآن مجید کا وحی ہونا قومِ مسلم ہے اور حدیث کی

Marfat.com

اس کے دین ہونے کے متعلق ۔ آپ بہت سی آیات پیچھے
چکے ہیں۔ اب ہم حدیثِ خیرالوریٰ کو قرآن کے سوا وحی
ت کرتے ہیں۔ ارشادِ خداوندی ہوتا ہے۔

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ
وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ
مَا يَشَآءُ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝ (پ۲۵ ع۶)

اور کسی آدمی کی طاقت نہیں۔ کہ خدا اس سے (روبرو
ہوکر) کلام کرے۔ مگر (۱) جی میں ڈال کر۔ یا (۲) پردے کے
پیچھے سے، یا (۳) بھیجے فرشتہ پیغام لانے والا، پس جی
میں ڈال دیتا ہے۔ خدا کے حکم سے جو اس کو
منظور ہوتا ہے۔ اور وہ عالیشان حکمت والا ہے۔"
اس آیت سے وحی کی تین قسمیں ثابت ہوئیں۔

(۱) اِلَّا وَحْيًا۔ یعنی وحی (BY REVELATION.)

(۲) مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ۔ پس پردہ BEHIND A VEIL

(۳) يُرْسِلَ رَسُوْلًا۔ فرشتہ بھیجتا ہے (SENDETH A MESSENGER)

معلوم ہوا۔ کہ خدا تعالےٰ آدمی سے تین طریقوں سے کلام
ہے۔ اور ان طریقوں کو وحی کہتے ہیں۔ ان میں سے
طریقہ تو نزولِ کتاب کا ہے۔ جیسا کہ فرمایا اَوْ يُرْسِلَ
رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ۔ بھیجتا ہے فرشتہ جو وحی
ہے خدا کے حکم سے جو کچھ (خدا) چاہتا ہے۔" اس سے

مراد جبریل علیہ السلام ہیں۔ جو قرآن لے کر حضور پر نازل کرتے۔ جیسا کہ ایک اور جگہ فرمایا۔

فَاِنَّہٗ نَزَّلَہٗ عَلٰی قَلْبِکَ۔ پس جبریل نے تمہارا قرآن تیرے دل پر "

نَزَّلَ بِہِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ۔ قرآن روح الامین یعنی جبریل علیہ السلام نے اتارا ہے۔"

قرآن سے ثابت ہوا۔ کہ ایک قسم وحی کی یُرْسِلَ رَسُوْلًا ہے۔ یعنی فرشتہ وحی لے کر آتا ہے۔ جو قرآن ہے۔ اور اس سے قبل تورات، زبور، انجیل اور بہت سے صحیفے لیکر بھی فرشتے نبیوں پر اترا۔ یہ وحی بکتاب ہے۔ منکرین حدیث صرف اسی ایک وحی کے قائل ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ صرف قرآن وحی ہے۔ اُن کا یہ کہنا غلط ہے۔ کیونکہ اوپر کی آیت میں دو وحیوں کا ذکر ہے۔ جن میں سے ایک تو فرشتہ لاتا ہے قرآن مجید۔ اور قرآن کے علاوہ دو اور وحیاں بھی ہیں سنیئے۔ اِلَّا وَحْیًا۔ وحی مطلق۔ یہ یُرْسِلَ رَسُوْلًا کے علاوہ ہے۔ اس کے ثبوت قرآن میں موجود ہیں۔

کتاب کے بغیر وحی

(۱) وَ اَوْحَیْنَآ اِلٰی مُوْسٰی اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِیْ۔ (پ ۱۶ ع ۸)

اور وحی کی ہم نے موسیٰ کی طرف یہ کہ رات کو لے چل میرے بندوں کو "

Marfat.com

یہ اس وقت کی بات ہے۔ جبکہ ابھی تورات نازل نہیں ہوئی تھی۔ معلوم ہوا۔ کہ یہ وحی یُرْسِلُ رَسُوْلاً کے علاوہ ہے۔

(۲) یَامُوْسٰی اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ ۝ (پ۲۰ ع ۷)

اے موسیٰ (سن) میں ہوں معبود برحق، پروردگار سب جہانوں کا!"

وَ اَنْ اَلْقِ عَصَاکَ ط (پ۲۰ ع ۷)

اور یہ کہ ڈال دے عصا اپنا"

یٰمُوْسٰی اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ ز اِنَّکَ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ ۝ (پ۲۰ ع ۷)

اے موسیٰ آگے آ! اور مت ڈر، تحقیق تو امن والوں سے ہے"

اُسْلُکْ یَدَکَ فِیْ جَیْبِکَ تَخْرُجْ بَیْضَآءَ مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ وَّ اضْمُمْ اِلَیْکَ جَنَاحَکَ مِنَ الرَّھْبِ فَذٰنِکَ بُرْھَانٰنِ مِنْ رَّبِّکَ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَائِہٖ ط (پ۲۰ ع ۷)

(اے موسیٰ) اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں رکھو۔ (اور پھر نکالو) بغیر کسی بیماری کے سفید نکلے گا۔ اور رفع خوف کے لئے اپنے بازو اپنی طرف سکیڑ لو۔ غرض (عصا اور یہ بیضا) دو معجزے ہیں پروردگار تیرے سے، فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف"

قارئین کرام! یہ کلام جو خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام

Marfat.com

سے کیا۔ بغیر کتاب کے کیا۔ ثابت ہوا۔ کہ جبریل علیہ السلام
بھیجے بغیر بھی خدا تعالےٰ نبیوں سے کلام (وحی) کرتا ہے
یہ وحی کتاب سماوی کے سوا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کو بغیر کتاب کے وحی ہوئی۔
قُلْنَا یٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَ
كُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۪ وَ لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ
الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (پ ۱ ع ۴)
اور ہم نے کہا اے آدم تم اور تمہاری بی بی بہشت
میں بسو۔ اور اس میں جہاں کہیں سے تمہارا
جی چاہے بافراغت کھاؤ۔ مگر اِس درخت کے
پاس نہ پھٹکنا۔ (اگر پھٹکے) تو (دونوں) ظالموں
سے ہو جاؤ گے۔
یٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآىِٕهِمْ ۔ (پ ۱ ع ۴)
اے آدم بتا دے ان کو نام ان کے۔
وَ نَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا
الشَّجَرَةِ ۔ (پ ۸ ع ۹)
اور پکارا اُن کو اُن کے پروردگار نے، کیا نہ منع
کیا تھا میں نے تم (دونوں) کو اس درخت سے۔
خدا تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے بہت مرتبہ
کیا ہے۔ یہ سارا کلام (یعنی وحی) بغیر کتاب کے ہے۔
حضرت نوح علیہ السلام پر بغیر کتاب کے وحی ہوئی

وَ اُوْحِیَ اِلٰی نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ یُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ
اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا
یَفْعَلُوْنَ ۝ (پ۱۲ ع ۴)

اور وحی کی گئی نوح کی طرف یہ کہ وہ ہرگز ایمان
نہ لاویں گے تیری قوم سے مگر جو ایمان لا چکے پس
مت غم کھا ان لوگوں کی بدکرداریوں کا"

حضرت نوح علیہ السلام کشتی میں سوار ہیں۔ تو وحی ہوئی۔

یٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیْرُ
صَالِحٍ ق (پ۱۲ ع ۴)

اے نوح! نہیں ہے وہ (تیرا بیٹا) اہل تیرے سے،
کیونکہ اس کے عمل اچھے نہیں"

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف بغیر کتاب کے وحی ہوئی۔

یٰۤاِبْرٰهِیْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ
اَمْرُ رَبِّكَ ۚ وَ اِنَّهُمْ اٰتِیْهِمْ عَذَابٌ غَیْرُ
مَرْدُوْدٍ ۝ (پ۱۲ ع ۷)

اے ابراہیم منہ پھیر لے اس بات سے، تحقیق آیا
ہے حکم تیرے پروردگار کا، اور تحقیق ان لوگوں
پر ایسا عذاب آنے والا ہے۔ جو کسی طرح، ٹل
نہیں سکتا"

حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف بغیر کتاب کے وحی ہوئی۔

وَ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ

Marfat.com

لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ (پ۱۳ ع ۱۲)

اور ہم نے یوسف کی طرف وحی بھیجی۔ کہ تم ان کو اس بدسلوکی سے متنبہ کروگے۔ اور وہ تم کو جانیں گے بھی نہیں ۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کو بغیر کتاب کے وحی ہوئی

اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ (پ۱۳ ع ۱۲)

حضرت یعقوب نے کہا۔ (بیٹو!) اگر تم مجھے سٹھیا ہوا نہ بناؤ۔ تو (ایک بات کہوں کہ) مجھے تو یوسف کی مہک آرہی ہے"

چنانچہ مزید فرمایا۔

اِنِّیْ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰہِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ ۝ (پ۱۳ ع ۱۵)

میں اللہ کی طرف سے وہ (باتیں) جانتا ہوں۔ جو تم نہیں جانتے"

بس یہ وحی کی باتیں ہیں۔ جو بغیر کتاب کے اللہ نے ہے۔ قرآن مجید میں اور بھی بہت سے پیغمبروں پہ ایسی کے نزول کا ذکر ہے۔ تو یاد رہے۔ کہ ایک وحی بکتاب اور ایک مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ہے اور ایک مطلق وحی ہے جو انبیاء علیہم السلام صاحبِ کتاب تھے۔ ان پر کے نزول سے قبل اور بعد بھی کتاب کے سوا وحی آتی اور جو انبیاء علیہم السلام صاحبِ کتاب [illegible] اِلَّا وَحْیًا والی مطلق وحی ہی [illegible]

Marfat.com

پڑھ چکے ہیں۔ اس مضمون کو پھر سمجھیں۔ اور یاد رکھیں۔ کہ وحی کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کا بشر سے کلام کرنا! اور وہ تین طرح ہے۔ جب تین طرح ہے۔ تو ثابت ہوا ہے۔ کہ وحی صرف کتاب کے ساتھ محدود و مخصوص نہیں۔ بلکہ کتاب کے سوا بھی ہے۔ یعنی یُرْسِلَ رَسُوْلاً کے علاوہ۔ اور وہ وحی پردہ کے پیچھے سے بھی ہے۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے خدا نے کلام کیا۔ اور ایک صورت وحی مطلق کی بھی ہے۔ یہی وہ وحی ہے — حدیث شریف، جو قرآن کے علاوہ حضور انورؐ پر ہوتی تھی۔ اس وحی کا ثبوت قرآن سے ملاحظہ ہو۔

وحیِ حدیث کا ثبوت قرآن مجید میں

اس سے پہلے متعدد آیات سے ہم ثابت کر چکے ہیں۔ کہ حدیث مصطفویؐ وحی، برہان، دلیل اور حجت ہے۔ اس سلسلے میں حدیث کے وحی ہونے پر ہم کچھ مزید بیان کرتے ہیں تاکہ انکارِ حدیث کا کلی طور پر استیصال ہو جائے۔ اور مسلمان سنت عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور نبوت کی مانند آپ کی بات (حدیث) کو مانیں۔ یعنی جو درجہ حضور کی رسالت کا سمجھتے ہیں۔ وہی درجہ آپ کی بات کا سمجھیں!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بولنا وحی ہے

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ

یوحیٰ ن (پ۲۷ ع ۵)

NOR DOTH HE SPEAK OF (HIS OWN) DESIRE. IT IS NAUGHT SAVE AN INSPIRATION THAT IS INSPIRED.

اور نہیں بولتا (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) اپنی خواہش سے، نہیں وہ (بولنا) مگر وحی جو بھیجی جاتی ہے"

اس آیت میں خدا نے حضورؐ کے بولنے کو وحی فرما ہے۔ اور کہا کہ حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم اپنی خواہش نہیں بولتے۔ ان کا بولنا وحی ہے۔ جو ان کی طرف جاتی ہے۔ معلوم ہوا۔ کہ سرور عالم کا نطق، بولنا — حرکت وحی ہے۔ اور قرآن کے سوا وحی ہے۔

اگر منکرِ حدیث کہے۔ کہ یہاں نطقِ رسول سے مراد قرآ ہے۔ تو ہم کہیں گے۔ کہ یہ غلط ہے۔ کیونکہ ھُوَ ضمیر کا مر قرآن یہاں موجود ہی نہیں ہے۔ جب مرجع قرآن یہاں مو نہیں۔ تو بالضرور ھُوَ کا مرجع نطقِ رسولؐ ہی ہے۔ جس کا مطل یہ ہوا۔ کہ نطقِ رسولؐ حضور کا اپنا کلام ہے۔ یعنی حدیثیں یاد رکھیں کہ قرآن مجید خدا کا نطق ہے۔ جو شخص خدا کے نطق یعنی کلام کو رسول کا نطق کہے۔ وہ مسلمان نہیں سکتا۔ اس آیت میں خدا نے کلامِ رسول کے متعلق یہ کہ حضور کا نطق اپنی ہوا یعنی خواہش سے نہیں ہے۔ بلکہ کا بولنا — قول و فعل وغیرہ سب وحی ہے۔

Marfat.com

پھر یہ یاد رہے کہ قرآن میں حضور یہ اقرار کرتے ہیں
اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰی اِلَیَّ۔ میں محض وحی کا اتباع
کرتا ہوں" اور یہ حقیقت ہے. کہ حضور کے تیئس سال کے
تمام اقوال اور افعال قرآن میں نہیں ہیں اور تھے یہ سب
بہ اتباع وحی۔ تو ثابت ہوا۔ کہ وہ اقوال و افعال جو قرآن میں
مذکور نہیں ہیں۔ وہ بھی وحی ہیں. کیونکہ حضورؐ نے اقرار کیا
ہے. کہ میں صرف وحی کا اتباع کرتا ہوں. اسماسل حضور
کے تمام اقوال و افعال جو قرآن میں مذکور ہیں وہ بھی، اور جو
قرآن میں مذکور نہیں ہیں وہ بھی ـــ سب کے سب وحی
ہوئے. قرآن بھی وحی ہوا ـــ اور حضورؐ کا غیر قرآن نطق،
احادیث بھی وحی ہوئیں. یعنی قرآن کے اصول بھی یُرْسِلُ
رَسُوْلًا کے مطابق وحی ہوئے، اور ان اصولوں کی جزئیات
الوریٰ بھی اِلَّا وَحْیًا کی دلیل سے وحی ہوئیں ـــ خوب
ہ رکھیں.

غیر قرآن وحی

معراج کے واقعہ میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے.
فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی ۔ (پ ۲۷ ع ۵)
پس وحی کی خدا نے اپنے بندے کو جو وحی کی"
ناظرین کرام! یہ وحی جو معراج میں اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو
کہیں قرآن میں نہیں ہے۔ قرآن تیرہ برس تک مکہ

Marfat.com

میں اترا اور دس برس تک مدینہ میں۔ نہ یہ وحی مکہ میں ہوئی
نہ مدینہ میں۔ ثابت ہوا۔ کہ یہ وحی قرآن کے علاوہ ہے۔ اور
یہی ہمارا مقصود ہے۔ کہ حضور کو قرآن کے سوا بھی وحی ہوتی
تھی۔ اور حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا ہر قول اور فعل وحی
سے تھا۔ کہ فرمایا حضور نے اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰی اِلَیَّ "میں (پ ۸ ع)
میں صرف وحی کی پیروی کرتا ہوں"۔ اس کا مطلب یہ ہوا۔ کہ
اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے۔ کہ میرے رسول کی ساری زندگی
کے اقوال و افعال و اتباع وحی تھے۔ پھر جو منکرِ حدیث یہ
کہے۔ کہ حضور کی حدیث وحی نہیں۔ دلیل نہیں، دین نہیں
وہ کجرو ہے اور مسلمانوں کو کجروی کی تعلیم دیتا ہے۔

رسولِ رحمت پر قرآن کے علاوہ وحی

نکاح کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔
فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ
وَ رُبٰعَ ۚ (پ ۴ ع)
"جو عورتیں تمہیں اچھی لگیں۔ ان سے نکاح کر لو۔
دو دو، تین تین، چار چار"۔
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بیک وقت چار سے
زیادہ نکاح کئے تھے۔ چنانچہ حضورؐ کی وفات کے وقت نو
مطہرات موجود تھیں۔ جب قرآن نے چار بیبیوں سے زیادہ
اجازت نہیں دی۔ تو حضورؐ نے زیادہ کیوں کیں؟ اس

Marfat.com

کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کی مذکورہ وحی کے علاوہ زیادہ نکاح کرنے کی وحی ہوئی تھی. اس غیر قرآنی وحی کی بنا پر آپ نے زیادہ نکاح کئے. ثابت ہوا. کہ حضورؐ کو قرآن کے سوا بھی وحی ہوتی تھی. یہی حدیث ہے. اگر اس حدیثی وحی کو نہ مانیں تو آیت مذکور کا خلاف لازم آئے گا. ناقد پیغمبر کی ذات سے قرآن کا خلاف نہیں ہو سکتا؛

ازواجِ مطہرات کے متعلق حدیثی وحی

وَ اِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِہٖ حَدِیْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِہٖ وَ اَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَ اَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ؕ قَالَ نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ ۝ (پ۲۸ ع ۱۹)

اور جب پیغمبر نے اپنی بیبیوں میں سے کسی سے چپکے سے ایک حدیث بیان کی، پھر جب خبر کر دی اس بی بی نے (دوسری بی بی کو) اس بات کی اور ظاہر کر دیا اس کو خدا نے پیغمبر پر، جتا دی (پیغمبر نے) بعضی بات اس کی اور منہ پھیر لیا بعضی سے، پس جب خبر کی اس بی بی کو اس جتانے کی، تو کہنے لگی کس نے خبر دی آپ کو

Marfat.com

یہ ؟ کہا۔ خبر کی مجھ کو (سب کچھ) جاننے والے
خبر رکھنے والے نے۔"

مطلب یہ ہے کہ حضور انورؐ نے ایک بھید کی بات طور پر بی بی حفصہ سے کہی۔ حضرت حفصہؓ نے وہ بات عائشہؓ سے کہدی۔ اور یہ بات خدا نے حضرت انورؐ پر ظاہر دی۔ کہ حفصہؓ نے عائشہؓ کو وہ بات بتا دی ہے۔ پھر حضرت نے بی بی حفصہ سے کہا۔ کہ تو نے حضرت عائشہ کو فلاں بات کہدی ہے۔ حفصہ نے عرض کیا۔ حضورؐ کو کس نے خبر دی ہے ؟ کہ میں نے بھید کی بات عائشہ کو بتا دی۔ حضور انور نے فرمایا۔ کہ خدائے علیم و خبیر نے مجھے بتایا ہے۔

قارئین کرام ! غور کریں۔ کہ حضرت حفصہ نے بھید کی بات حضرت عائشہ کو بتائی۔ اور خدا نے اس کی خبر حضور کو کر دی۔ خدا کا یہ خبر کرنا قرآن میں نہیں ہے۔ ثابت ہوا۔ کہ قرآن کے سوا دوسری وحی سے اللہ تعالےٰ نے حضور کو خبر دی یہی حدیثی وحی ہے۔ جو یُرْسِلَ رَسُوْلًا کے علاوہ اِلَّا وَحْیًا کی دلیل سے حضورؐ پر ہوتی تھی !

قرآن کی سورتوں کی ترتیب حدیثی وحی سے ہوئی

سورتوں کی ترتیب اس وقت ورق پر

تنزیل اس طرح نہیں ہوئی تھی۔ یہ سورتوں کی ترتیب حضور انورؐ نے کرائی ہے۔ منکرینِ حدیث سے پوچھو۔ کہ قرآن میں خدا نے کہاں فرمایا ہے۔ کہ اِس سُورت کو وہاں لکھو۔ فلاں سورت کو فلاں سے پہلے یا پیچھے لکھو؟ قرآن میں خدا نے ایسا کوئی ارشاد نہیں فرمایا۔ پھر حضورؐ کا قرآن کو تنزیلی ترتیب کے بجائے موجودہ ترتیب سے جمع کرنا حدیثی وحی سے ہے۔ خوب یاد رہے۔ کہ قرآن بھی وحی ہے اور حدیث بھی وحی ہے۔

قرآن مجید حدیثی وحی سے لکھوایا گیا

قرآن کے متعلق یہی ارشاد ہوتا ہے۔ فَاقْرَءُوْا (مزمل) پس پڑھو قرآن۔ وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ۔ (الاعراف) اور جب قرآن پڑھا جائے۔ مطلب یہ کہ قرآن کے متعلق پڑھنے کا ہی ارشاد ہوتا ہے۔ لکھنے کے لئے خدا نے حضورؐ کو قرآن میں حکم نہیں دیا۔ پھر جو حضورؐ نے قرآن کو لکھوایا۔ تو یہ اسی وحی سے لکھوایا۔ جو قرآن کے علاوہ آپ پر ہوتی تھی۔ — حدیثی وحی!

بیانِ قرآن وحیِ غیر قرآن ہے!

حضرت جبریل جب حضور انورؐ کے پاس وحی لاتے اور آپ کے سامنے پڑھتے۔ تو حضورؐ جبریل کے تمام کئے بغیر

Marfat.com

جلدی جلدی پڑھتے۔ کہ بھول نہ جائیں۔ اس پر آیت
لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ۝ اِنَّ عَلَيْنَا
جَمْعَهٗ وَ قُرْاٰنَهٗ ۝ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ
قُرْاٰنَهٗ ۝ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ۝ (پ ۲۹ ع ۱۷)
مت (جلدی جلدی) ہلا اپنی زبان کو ساتھ قرآن
(پڑھنے) کے، تو کہ جلدی کرے ساتھ اس
کے، بے شک ہمارے ذمہ ہے (تیرے دل میں)
قرآن کا جمع کرنا اور پڑھوانا۔ اس کا تیری
زبان سے، پھر جب پڑھیں ہم قرآن کو،
(بذریعہ جبریل تیرے آگے) پس پیروی کر
ہمارے پڑھنے کی۔ پھر ہمارے ذمہ ہے
بیان (کھولنا) اس کا"

اخیر آیت میں خدا تعالےٰ نے بیان قرآن اپنے ذمہ لیا ہے۔ یہاں یہ بات سمجھنے کے لائق ہے۔ کہ ایک ہے قرآن اور دوسرا ہے بیانِ قرآن۔ قرآن تو ہوا دستور، قانون، اصول اب اس دستور اور اصول کا بیان اور تشریح بھی چاہیے وہ ہے حضور کا نطق، کلام اور حدیث۔ یہی چیز خدا نے اپنے ذمہ لی ہے۔ کہ ہم تجھے اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کا بیان بھی بتائیں گے۔ چنانچہ خدا نے اپنے اور ذمہ واری کے مطابق حضورؐ کو قرآن کا بیان بھی یہ بیانِ قرآن۔ قرآن کے اندر نہیں ہے۔ بلکہ

Marfat.com

کی قسم کی وحی سے حضور پر منکشف کیا گیا۔ ثابت ہوا۔ کہ حدیث بھی وحی ہے۔ قرآن وحی کے ماسوا۔

مَآ اَرٰکَ اللّٰہُ حدیثی وحی ہے

ارشادِ خداوندی ہوتا ہے۔

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْکُمَ بَیْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىکَ اللّٰہُ ط (پ ۵ ع ۱۳)

بیشک ہم نے نازل کی تیری طرف کتاب ساتھ حق کے، تو کہ حکم کرے تو درمیان لوگوں کے ساتھ اس چیز کے کہ دکھاتا ہے تجھ کو اللہ "

اس آیت سے ثابت ہوا۔ کہ حضورؐ کے قضایا، احکام اور فیصلے اللہ کے دکھلانے، جتانے اور بتانے سے ہوتے تھے۔ بس یہ خدا کا دکھانا۔ غیر قرآنی وحی ہے۔ اس حدیثی وحی سے قضایائے رسولؐ سرانجام پاتے ہیں۔ یاد رکھیں یہ مَآ اَرٰىکَ اللّٰہُ حدیثی وحی ہے۔

بیت المقدس حدیثی وحی سے قبلہ بنایا گیا

آپ کو معلوم ہے۔ کہ حضورؐ پہلے بیت المقدس کی طرف کرکے نماز پڑھتے تھے۔ پھر حکم ہوا:

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔ (پ ۲ ع ۱)

پس پھیر منہ اپنا مسجد حرام کی طرف "

Marfat.com

یہ جو حضورؐ بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے
قرآن میں کہاں حکم ہے اس کا؟ کہیں نہیں! پس حضورؐ
بیت المقدس کو قبلہ بنانا حدیثی وحی سے تھا۔ جو یُوْحٰی رَسُوْلَ
کے علاوہ اِلَّا وَحْیًا میں شامل ہے۔ اور یہ بات کبھی نہ بھولیں
حضور کا ہر قول اور فعل بہ اتباع وحی تھا۔ قرآن میں آپ
اقرار موجود ہے۔ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰی اِلَیَّ۔ میں صرف وحی
اتباع کرتا ہوں: تو ساری زندگی حضورؐ کی وحی کے اتباع میں گ
ہے۔ وہ قرآنی وحی تھی۔ اور اسکے علاوہ حدیثی وحی تھی

قرآن مجید حدیثی وحی سے کلام اللہ مانا گیا

آپ قرآن مجید کو کلام اللہ مانتے ہیں۔ کس کے کہنے
صرف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے پر ہم
قرآن مجید کو خدا کا کلام مانا ہے۔ بلکہ ساری امت نے قرآن
کلام الٰہی صرف حضرت اکرمؐ کی زبان سے تسلیم کیا ہے
حضور کی بات، زبان اور کہنا وحی ہوئی نا! پس حدیثی
سے قرآن خدا کا کلام مانا گیا۔ اگر حضورؐ نہ کہتے کہ قرآن خدا
کلام ہے تو کوئی بھی قرآن کو من جانب اللہ نہ مانتا۔
قرآن نے خود بولنا تو تھا نہیں۔ کہ ہمیں وحی الٰہی ہوئی
سب نے زبانِ محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن
الہامی مانا۔ سچ ہے ؎

گفتۂ اُو گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقومِ عبدؐ اللہ بود

حضورؐ بے شک اللہ کے بندے تھے. لیکن ان کا کہا اللہ کا کہا تھا۔ یعنی آپ کی بائیں خدا کی وحی تھی!

قولِ رسولؐ قرآن پر حجت ہے

جب حضورؐ کے قول سے قرآن الہامی مانا گیا۔ تو آپ کا قول وحی اور حجت ثابت ہو گیا۔ اور اس سے ساری زندگی کے اقوالِ رسول وحی اور حجت ہوئے۔ اگر ایک قول کو حجت مانیں۔ اور باقی قولوں کو حجت نہ مانیں۔ تو یہ بالبداہت باطل ہے۔ کہ تخصیص بلا مخصص ہے۔

حضورؐ فرمائیں۔ کہ قرآن مجھ پر اترا ہے. تو قولِ رسول (حدیث) قرآن کے الہامی ہونے پہ حجت ہوا۔ پرویز صاحب اور تمام منکرینِ حدیث قرآن کو الہامی مانتے ہیں. کس دلیل سے؟ صرف قولِ رسول سے، حدیثِ مصطفےٰ سے، تو قولِ رسول اور حدیث مصطفےٰ حجت اور وحی ثابت ہوگئی. اگر قولِ رسولؐ کہ قرآن مجھ پر اترا ہے، حجت نہیں، وحی نہیں، تو قرآن بھی الہامی نہیں۔ انکارِ قرآن نہ کفر ہو سکتا ہے اور نہ مستوجبِ عذاب! سب یاد ہے کہ قرآن مجید الحمد سے والناس تک، اس کی ہر آیت اور ایک ایک لفظ صرف قولِ رسول سے حجت اور وحی مسلّم ہے۔ تو پہلے قولِ رسول کو حجت اور وحی مانو۔ پھر قرآن حجت اور وحی مانا جائے گا۔ اگر قولِ رسولؐ (قرآن مجھ

Marfat.com

پر اترا ہے) حجت نہیں، دین نہیں، وحی نہیں۔ تو قرآن بھی
حجت نہیں، دین نہیں، وحی نہیں۔ جب قرآن وحی اور
نہیں تو اسلام بھی گیا۔ تو نتیجہ یہ نکلا کہ صرف قولِ رسول
کی حجیت اور وحی ہونے پر قرآن اور اسلام کے حجت
وحی ہونے کا دار و مدار ہے۔

رسول کا ہر قول وحی اور حجت ہے

اگر منکرِ حدیث کہے۔ کہ قرآن
قولِ رسولؐ پر حجت ہے
یعنی قرآن کے کہنے سے ہم نے حضور کو رسولؐ مانا۔ تو یہ بالکل
غلط ہے۔ اس لئے کہ جس آیت میں حضورؐ کی رسالت کا
ہے۔ اس آیت کو کس کے کہنے پر آپ نے الہامی اور وحی
مانا؟ قولِ رسول سے ہی! تو پہلے قولِ رسول آیت کے حجت
اور وحی ہونے پر حجت ہوا۔ یعنی قولِ رسول کی حجیت سے
آیت حجت بنی۔ قولِ رسول کی وحی سے آیت وحی ہو
پس رسول کا ہر قول وحی اور حجت ہے۔

قولِ رسول سے رسالت حجت ہوئی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ
نے سب سے پہلے فرمایا
اللہ کا رسول ہوں۔ ابھی قرآن کی صرف دو تین آیتیں
اتری تھیں۔ اور ان میں بھی حضورؐ کی نبوت یا رسالت پر
لانے کا کوئی حکم نہیں تھا۔ کہیئے۔ کیا اُس وقت حضورؐ
قول حجت تھا یا نہیں؟ صرف آپ کے کہنے پر
ماننے کے لائق تھے یا نہیں؟ اگر کہیں

Marfat.com

کافر ہو گئے۔ اور اگر کہیں۔ کہ حضورؐ کے اعلانِ رسالت پر رسالت کا ماننا فرض تھا۔ تو پھر آپؐ کا قول وحی اور حجت ہوا۔ ثابت ہوا۔ کہ ہر قولِ رسولؐ (حدیث) وحی اور حجت ہے۔

قولِ رسول کے حجت ہونے پر قرآن سے دلائل

ارشاد خداوندی ہوتا ہے۔

رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا (پ ۶ ع ۳)۔ بھیجے ہم نے پیغمبر خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے، تاکہ پیغمبروں کے آنے کے بعد لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ پر حجت نہ رہے۔ اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔"

آیت کا مطلب واضح ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے پیغمبر لوگوں پر حجت ہوتے ہیں۔ تاکہ قیامت کے دن لوگ خدا کو یہ نہ کہہ سکیں۔ کہ تو نے اپنے رسول بھیج کر ہمیں اپنی خوشی اور ناخوشی کے کاموں کا کیوں پتہ نہ دیا۔ تو رسولوں کے آنے کے بعد لوگوں پر حجت پوری ہو جاتی ہے۔ اور پھر وہ کوئی عذر نہیں کر سکتے۔

یہاں یہ بات قابلِ غور ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے کتاب کا ذکر نہیں کیا۔ صرف رسولوں کے حجت ہونے کی خبر دی ہے

Marfat.com

تو ثابت ہوا۔ کہ خدا کے پیغمبر بغیر کتاب کے بھی لوگوں پر حجت ہوتے ہیں۔ یعنی ان کا قول اور فعل حجت ہوتا ہے۔ کتاب بھی حجت ہوتی ہے۔ اور رسول کا قول بھی حجت ہوتا ہے پس سید المرسلین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کا قول و فعل (حدیث) قرآن مجید کی نص سے حجت اور وحی ثابت ہوا۔ جس طرح آیت حجت ہے۔ بالکل اسی طرح قولِ رسول حجت ہے۔ آیت کا منکر بھی کافر اور مستوجب عذاب ہے۔ اور قولِ رسول کا منکر بھی کافر اور آگ کے لائق ہے۔ کیونکہ دونوں چیزیں حجت اور وحی ہیں!

اگر قولِ رسول حجت اور وحی نہ ہوتا۔ تو رسالت منکروں کو عذاب نہ ہوتا۔ جیسا کہ خدا نے فرمایا۔

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا ۝ (پ ۱۵ ع ۱)

اور نہیں ہیں ہم عذاب کرنے والے یہاں تک کہ پیغمبر بھیج لیں۔

یعنی پیغمبر بھیج کر ہم اتمام حجت کرتے ہیں۔ پھر جب پیغمبر کے قول کو نہیں مانتے۔ تو ہم ان پر عذاب نازل کرتے ہیں۔ اس نص قرآن سے ثابت ہوا۔ کہ پیغمبر بغیر کتاب تنہا لوگوں پر حجت ہوتا ہے۔ یعنی اس کا قول حجت اور ہوتا ہے۔ کیسے ثابت ہوا۔ کہ قول حجت ہوتا ہے؟ اس کہ اس کے انکار پر عذاب آتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ابھی تورات

Marfat.com

خدا کے حکم سے فرعون کی طرف رسول بناکر بھیجے گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے جو کچھ کہا۔ وہ تورات میں تھی۔ بلکہ ان کے اپنے اقوال تھے۔ فرعون نے اقوالِ موسیٰ کو نہ مانا۔ بالآخر فرعون پر عذاب آیا ہے۔ اور وہ دریا میں غرق کر دیا گیا۔ ثابت ہوا۔ کہ پیغمبر کا قول وحی اور حجت ہے۔ جبھی تو اس کے انکار پر عذاب آیا۔ اور فرعون کو جہنم کی سزا ملی۔ پس نصوصِ قرآنیہ سے ثابت ہوا۔ کہ قولِ رسول وحی ہے۔ اور حجت ہے۔ اور اس وحی اور حجت کے منکر قرآنی آیت کے منکر کی مانند مجرم ہیں۔ اور یہ بات ہم نے قرآن مجید سے ثابت کر دی ہے۔

مزید ارشاد ہوتا ہے:

تَعَالَوْا اِلٰی مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ وَ اِلَی الرَّسُوْلِ۔ (پ۶ ع۱)

آؤ اس چیز کی طرف جو اللہ نے اتاری ہے اور آؤ رسول کی طرف:

مطلب یہ ہوا۔ کہ جس طرح مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ (قرآن) کی طرف آنا فرض ہے۔ ویسے رسول کی طرف آنا فرض ہے۔ یعنی ثابت ہوا۔ کہ قرآن کی مانند قولِ رسولؐ حجت ہے۔ اور

ہے

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ۔ (پ۵ ع۸)

جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

ثابت ہوا۔ کہ اللہ کی اطاعت کی طرح رسولؐ
اطاعت بھی فرض ہے۔ آیت اور حدیث دونوں یکساں
پر حجت ہیں!

وَ اِنَّكَ لَتَهْدِیْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۔ (پ۲۵ ع ۶)
اور (اے میرے پیغمبرؐ) بیشک تو ہدایتؔ کرتا ہے
سیدھی راہ کی طرف ؛

جب حضورؐ کے ارشادات اور اقوال صراطِ مستقیم کی طرف
رہنمائی کرتے ہیں۔ تو یقیناً وہ اقوال حجت اور وحی ہوئے۔

مشرکین بتوں کو خدا کا شریک ٹھہراتے تھے۔ خدا نے
فرمایا۔ کہ اگر بت خدا کے شریک ہیں۔ تو اِئْتُوْنِیْ بِكِتٰبٍ
مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ (پ۲۶ ع ۱۰)
لے آؤ میرے پاس اس سے پہلے کی کوئی کتاب یا علمی روایت اگر تم سچے

اس میں خدا تعالےٰ نے دو چیزوں کو حجت اور دلیل
دیا ہے۔ ایک کتاب اور دوسری اثارۃِ علم (EVIDENCE OF
KNOWLEDGE.) ثابت ہوا۔ کہ صرف کتاب ہی حجت
ہے۔ بلکہ اس کے علاوہ اثارۃ علم یعنی علمی روایت، پیر
کا قول بھی حجت ہے۔

نمازوں کی تعداد اور رکعات پر قولِ رسولؐ حجت ہے

رات دن میں پانچ نمازیں فرض ہیں ۔۔۔

Marfat.com

سو سال اجماع امت پانچ نمازوں پر شاہد ہے۔ اسی طرح صبح کی نماز کے دو فرض، ظہر کے چار فرض، عصر کے چار فرض، مغرب کے تین فرض اور عشاء کے چار فرض ساری امت ساڑھے تیرہ سو سال سے پڑھتی چلی آرہی ہے۔ اس میں کسی کو اختلاف نہیں۔ بتایئے یہ نمازوں کی تعداد اور رکعات قرآن میں کہاں ہیں؟ کہیں نہیں ہیں۔ صرف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے پر ساری امت عامل ہے۔ پس ثابت ہوا۔ کہ **قولِ محمدؐ** (صلے اللہ علیہ وسلم) حجت اور وحی ہے۔ جو شخص پانچ نمازوں اور نمازوں کی تعداد رکعات کا انکار کرے۔ وہ مسلمان نہیں رہتا۔ کیونکہ وہ تواتر کا منکر اور ساڑھے تیرہ سو سالہ اجماع امت کا مخالف ہے۔ یہی چیز قرآن نے بیان کی ہے۔ جو ہم پیچھے بھی بیان کر آئے ہیں۔ کہ:

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا (پ ع ۱۴)

اور جو کوئی برخلاف کرے رسول کے، پیچھے اس کے کہ ظاہر ہوئی واسطے اس کے ہدایت اور پیروی کرے سوا راہ مومنوں کے، متوجہ کریں گے ہم اس کو جدھر متوجہ ہوا۔ اور داخل کریں گے ہم اس کو جہنم میں اور بری جگہ ہے پھر جانے کی۔

Marfat.com

اس آیت میں رسولؐ کی مخالفت اور اجماعِ صحابہؓ کے سوا راہ اختیار کرنے والے کے لیئے دوزخ کی سزا کا حکم سنایا گیا ہے۔ متذکرۃ الصدر نمازوں کی تعداد اور رکعات پر صحابہؓ کا اجماع اور اس کے بعد ساری امت کا آج تک عمل چلا آ رہا ہے۔ پس اِس اجماعِ صحابہؓ اور تیرہ سو سال امت کے عمل کے خلاف، راہ چلنے والا ٹیڑھی راہ پر گامزن ہے۔ تو ثابت یہ ہوا۔ کہ قرآن کے علاوہ حدیث رسولؐ بھی قرآن کی مانند امت پر حجت ہے۔ حجت اس لئے ہے۔ کہ اس کے انکار پہ دوزخ کی سزا ہے۔ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ

اسی طرح دین کا وہ سارا حصہ جو احادیث سے ثابت ہے۔ جسے جزئیات یا تشریحاتِ قرآن کہہ سکتے ہیں۔ اور جس پر صحابہؓ کا اجماع اور تیرہ سو سالہ ساری امت کا عمل ہے وہ دین ہے۔ حجت ہے۔ اطیعوا الرسول کی نص (DIVINE REVELATION) سے واجب العمل ہے۔

قرآن اور حدیث کی حفاظت

منکرینِ حدیث کہتے ہیں۔ کہ قرآن محفوظ ہے۔ کہ اس حفاظت کا خدا نے ذمہ لیا ہے۔ اور حدیث محفوظ نہیں خدا نے حدیث کی حفاظت کا ذمہ نہیں لیا ہے۔

ہم کہتے ہیں۔ کہ خدا نے قرآن اور حدیث دونوں

Marfat.com

حفاظت کا ذمہ لیا ہوا ہے۔ جیسا کہ پہلے ہم ثابت کر آئے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۔ بے شک ہم نے ذکر اتارا ہے۔ اور ہم اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ یاد رہے کہ قرآن بھی ذکر ہے اور رسولِ خدا کے ارشادات اور احادیث بھی ذکر ہیں۔ بلکہ خدا نے حضورؐ کو ذکر بناکر بھیجا ہے۔ پیچھے گذر چکا، کہ اللہ نے اتارا ہے تمہاری طرف ذکر کہ رسول ہے" پس قرآن اور رسولؐ یعنی کلام اللہ اور کلام الرسولؐ دونوں ذکر ہیں۔ تو خدا نے ذکر یعنی آیات و احادیث کی حفاظت کا ذمہ لے لیا۔ پھر جس چیز کو محفوظ رکھنے کی خدا ذمہ واری لے وہ کس طرح غیر محفوظ ہو سکتی ہے۔ ثابت ہوا۔ کہ قرآن اور احادیث دونوں محفوظ ہیں۔ اور ساڑھے تیرہ سو سال سے تمام امت کے عمل میں ہیں!

منکرینِ حدیث کہتے ہیں۔ کہ قرآن حضورؐ نے لکھوایا۔ مگر حدیث نہیں لکھوائی۔ اگر حدیث بھی جزو دین ہوتی۔ تو اس کو بھی لکھواتے!

کیا منکرین حدیث بتا سکتے ہیں۔ کہ خدا نے قرآن میں کہاں حکم دیا ہے کہ اے پیغمبرؐ! قرآن کو لکھواؤ؟ قرآن میں کہیں نہیں ہے۔ پھر اگر حضور نے لکھنے کا حکم دیا۔ تو حدیث ہوگئی۔ تو قرآن کا لکھا جانا حدیث سے ثابت ہوا۔ اور حدیث بقول منکر حدیث جزو دین نہیں۔ یقینی

Marfat.com

نہیں۔ تو جو چیز حدیث سے ثابت ہو۔ وہ حجت نہیں۔ نہیں۔ پھر قرآن کا لکھا جانا یقینی نہ ہوا۔ جب یقینی نہ ہوا تو غیر محفوظ ہوا۔ ؟

جب قرآن سے یہ ثابت نہیں ہے۔ کہ حضورؐ نے قرآن لکھوایا۔ تو پھر منکرینِ حدیث قرآن کا حضورؐ کی زندگی میں لکھا جانا حدیث سے کیوں ثابت کرتے ہیں۔ جب کہ حدیث اُن کے نزدیک غیر یقینی اور غیر محفوظ ہے؟ یہ نرالی منطق سمجھ میں نہیں آتی۔ کہ غیر یقینی اور غیر محفوظ چیز سے ثابت شدہ چیز کس طرح یقینی مان لی جائے!

عطر ہو گلاب کا۔ نہایت نفیس، اُس میں خوشبو اور مہک ہو۔ لیکن کہا جائے کہ کاغذی پھولوں کا عطر ہے۔ کون مانے گا اس بے عقلی کو؟ یہی حال پرویز صاحب کا ہے کہ وہ حدیث کو مانتے نہیں۔ اور قرآن کا محفوظ ہونا لکھا جانا۔ حدیث سے ثابت کرتے ہیں۔ گویا قرآن مجید ایک عطر ہے۔ پُر ہے کاغذی پھولوں کا۔

پھر ثابت کرو۔ قرآن سے کہ قرآن کو حضورؐ نے اپنی میں لکھوایا؟ اور بتایئے کہ کس کے کہنے پر آپ نے قرآن الہامی مانا ہے؟ اگر آپ کہیں۔ کہ حضورؐ کے کہنے پر ہم قرآن کو الہامی مانا۔ تو یہ ٹھیک نہیں۔ کیونکہ حضورؐ کا کہا حدیث ہے۔ اور حدیث آپ کے نزدیک حجت نہیں۔ نہیں۔ جب یقینی نہیں۔ تو قرآن کیسے الہامی ہوا۔

کا محفوظ ہونا، حضور کا خود لکھوانا، اور اس کا منجانب اللہ
ہونا۔ قرآن سے ثابت کریں۔ ورنہ اس قرآن سے دست بردار
ہو جائیں۔ کیونکہ اس کا لکھوایا جانا، اس کا محفوظ ہونا، اس
کا الہامی ہونا صرف حدیث سے ثابت ہے۔ اگر حدیث یقینی
اور حجت ہے۔ تو قرآن کا نزول اور حفاظت بھی یقینی ہے۔
اگر وہ نہیں تو یہ بھی نہیں!

اچھا قرآن سے ثبوت دیجئے۔ کہ

(۱) قرآن میں سب سے پہلے جو آیت نازل ہوئی وہ کون
سی تھی؟

(۲) سب سے آخری آیت کون سی تھی؟

(۳) مکہ مکرمہ میں کتنے برس تک قرآن اترتا رہا اور کتنا اترا؟

(۴) مدینہ میں کب تک اور کس قدر اترا؟

(۵) ہجرت کب ہوئی؟

(۶) غزوات بدر، احد، احزاب، خیبر، تبوک، حنین کب ہوئے؟

(۷) حضور قرآن کس طرح لکھواتے تھے؟

(۸) جس طرح قرآن نازل ہوا اسی ترتیب سے لکھواتے تھے
یا مقدم مؤخر کرکے لکھواتے تھے؟

(۹) اگر مقدم مؤخر کرکے لکھواتے تھے۔ تو کیوں؟ قرآن میں کہاں
ایسا حکم ہے۔ کہ فلاں سورت کو اس جگہ لکھوا اور
فلاں کو اس سورت کے بعد؟

(۱۰) جس ذات اقدس پر قرآن اترا ہے؟ ان کا نسب کیا ہے؟

Marfat.com

(۱۱) قرآنی احکام پر حضورؐ نے کس طرح عمل کیا ؟
(۱۲) عہد رسالت کا لکھا ہوا قرآن دکھائیے؟ یعنی ثابت کیجئے
حضور مکمل تیس پارے لکھ کر امت کو دے گئے ہیں ؟
(۱۳) صحابہؓ نے قرآنی احکام نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ
کس طرح عمل کیا ؟
(۱۴) اس امر کا کیا ثبوت ہے۔ کہ سارے قرآن کی ایک
چودہ سورتیں ہی ہیں۔ کم و بیش نہیں ؟

حضورؐ کی حیاتِ اقدس میں قرآن کی کتابت

بیشک قرآن حضور انورؐ کی زندگی میں جمع ہو چکا تھا۔ اور آپ موجودہ ترتیب کا قرآن امت کو دے گئے ہیں۔ چنانچہ بخاری شریف میں اس کے متعلق باب باندھا گیا ہے۔

لَمْ یترک النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم الا ما بین الدفتین۔ پھر امام بخاری سند کیساتھ روایت کرتے ہیں۔

قال ابن عباس و محمد بن الحنیفۃ ما ترک النبیّ صلے اللہ علیہ وسلم الا ما بین الدفتین

(بخاری شریف) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مکمل قرآن مجید دو چوبی دفتیوں کے درمیان (یعنی جلد) چھوڑا تھا۔

حافظ ابن حجرؒ فتح الباری میں لکھتے ہیں :

Marfat.com

كَانُوا يكتبون المصحف فِي الرق ويجعلون لهٗ دفتين من خشب . (فتح الباری)

قرآن مجید چرمی اوراق میں لکھا ہوا تھا۔ اور دو چوبی دفتیوں کے درمیان تھا. یعنی مجلد.

صحیح مسلم میں ہے. قالت ام یعقوب لقد قرأت ما بین لوحی المصحف۔ ام یعقوب نے کہا. کہ میں نے قرآن مجید جو دو تختیوں کے درمیان تھا پڑھا۔

(صحیح مسلم)

معلوم ہوا۔ کہ عہد رسالت میں حضور کی ہدایت کے مطابق قرآن لکھا گیا تھا. اور حضورؐ نے ملاحظہ فرما لیا تھا. لوگ قرآن لکھتے اور حضورؐ کو دکھاتے اور گھروں میں اس کی تلاوت کرتے تھے. چنانچہ بخاری شریف میں ہے.

عَن انس جمع القرآن علی عهد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اربعة کلهم من الانصار ابی ومعاذ وزید بن ثابت و ابوزید قلت من العلیہ قال احد عمومتی قال انس و نحن ورثناہ۔

(صحیح بخاری)

حضرت انسؓ سے روایت ہے. وہ کہتے ہیں. کہ چار انصاریوں نے عہد رسالت میں قرآن جمع کیا. تھا. حضرت ابیؓ، حضرت معاذؓ، حضرت زیدؓ بن ثابت حضرت ابو زیدؓ، حضرت انسؓ سے پوچھا گیا۔ کہ وہ

ابوزیدؓ کون ہیں؟ آپ نے کہا۔ کہ میرے چچا۔ پھر حضرت انسؓ نے کہا۔ کہ ان کا (یعنی میرے چچا کا) جمع کیا ہوا قرآن ہمیں ورثہ میں ملا تھا۔"

مسند احمد اور نسائیؒ شریف میں ہے۔ کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کہتے ہیں۔ کہ میں نے عہد رسالت میں قرآن جمع کیا تھا۔ اور ہر رات سارا قرآن پڑھتا تھا۔ جب حضور انورؐ کو پتہ چلا۔ تو آپ نے فرمایا۔ عبداللہ! ایک مہینے میں ختم کیا کرو۔ عبداللہؓ نے عرض کیا۔ حضورؐ مجھے اس سے زیادہ طاقت ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ پھر بیس دن میں ختم کرو۔ عبداللہ نے کہا۔ مجھے اس سے زیادہ طاقت ہے۔ ارشاد ہوا۔ پندرہ دن میں! پھر عرض کیا۔ اس سے زیادہ قوت رکھتا ہوں۔ فرمایا۔ دس دن میں ختم کیا کرو! عرض کیا۔ حضور! اس سے زیادہ ہمت پاتا ہوں۔ ارشاد فرمایا۔ بس سات راتوں میں ختم کرو۔"

(مسند احمد، نسائی شریف)

ثابت ہوا۔ کہ موجودہ شکل اور ترتیب کا قرآن حضور کے عہد میں جمع ہوا۔ لکھا گیا۔ اور لوگ گھروں میں پڑھتے اور آج ہمارے ہاتھوں تک پہنچ گیا ہے۔

منکرین حدیث کہتے ہیں۔ کہ قرآن حضورؐ کی زندگی میں گیا ہے۔ لیکن حدیث نہیں لکھی گئی اس لئے دین کا

Marfat.com

صرف قرآن ہی ہے۔ حدیث دین کی چیز نہیں۔ حجت نہیں! قارئین کرام غور کریں۔ کہ اوپر حدیثیں ہی بیان ہوئیں ہیں۔ جن سے قرآن کا حضورؐ کی زندگی میں جمع ہونا اور لکھا جانا ثابت ہوتا ہے۔ اگر حدیث غیر دینی چیز ہے۔ تو قرآن کا محفوظ ہونا کیسے ثابت ہوا اب ہم یہ بھی ثابت کرتے ہیں۔ کہ حدیث بھی حضورؐ کی زندگی میں لکھی گئی ہے۔ بلکہ حضورؐ نے خود بھی لکھوائی۔ جن احادیث کی کتابوں میں قرآن کی کتابت کی احادیث ہیں۔ ان ہی کتابوں میں حدیث کی کتابت کی حدیثیں ہیں۔

حدیث لکھنے کی ممانعت وقتی طور پر تھی!

منکرینِ حدیث اس بات پر بہت زور دیتے ہیں کہ حضور نے حدیث لکھنے سے منع کر دیا تھا۔ چنانچہ وہ صحیح مسلم کی یہ حدیث[1] بیان کرتے ہیں۔

لا تکتبوا عنی ومن کتب عنی غیر القرآن فلیمحه۔

میری طرف سے کچھ نہ لکھو۔ اور جس نے قرآن کے سوا کچھ لکھا ہو۔ تو وہ مٹا دے۔

حضورؐ کا یہ فرمان کثرتِ نزول قرآن کے وقت تک تھا اس کی وجہ تھی۔ کہ اس وقت لکھا جا رہا تھا۔ اور

[1] منکرین حدیث جب حدیث یقینی مانتے ہی نہیں۔ تو وہ اس سے استدلال کیوں کرتے ہیں۔ اگر انہی کی اس حدیث کو تسلیم کرتے ہیں تو امر کی حدیث اُکْتُبُوْا۔ حدیثیں لکھ لیا کرو۔ کو بھی مانیں!

Marfat.com

حدیثوں کا قرآن کے ساتھ مل جانے کا ڈر تھا۔ پھر جب قرآن جمع ہو گیا۔ تو حضور نے حدیثیں لکھنے کی اجازت دے دی خود بھی حدیثیں قلمبند کروائیں۔ گویا خود ہی ممانعت کو رفع کر چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ہے۔ النہی متقدم والاذن ناسخ لہٗ۔ حدیث لکھنے کی ممانعت پہلے تھی۔ اور پھر لکھ کا حکم دے دیا۔ جس سے ممانعت منسوخ ہو گئی۔ ایسے ہی منہا شرح مسلم میں ہے۔ حدیث النہی منسوخ۔ ممانعت کی حدیث منسوخ ہے۔ غرض شروع میں حضورؐ نے منع فرمایا۔ پھر اجازت دیدی۔ کہ حدیثیں لکھ لیا کرو۔ بلکہ خود لکھوائیں!

حدیث نہی کی تفصیل

مذکورہ حدیث جو صحیح مسلم میں ہے۔ لَا تَکْتُبُوْا عَنِّیْ۔ کہ میری حدیث لکھو۔ یہ مختصر ہے۔ یعنی اس حدیث میں اجمال ہے۔ تفصیل اس کی مسند احمد میں ہے۔ حضرت ابوسعیدؓ فرماتے ہیں۔ ہم لوگ جو کچھ حضور انورؐ سے سنتے تھے۔ لکھ لیتے تھے۔ پر آپ نے ارشاد فرمایا۔ اکتبوا کتاب اللّٰہ امحضوا کتاب اللّٰہ او اخلصوا کتاب اللّٰہ۔ یعنی قرآن مجید کو جدا لکھو اس میں کسی چیز (یعنی حدیث) کی ملاوٹ نہ کرو۔

اس سے ثابت ہوا۔ کہ حضورؐ نے حدیث کو قرآن کے ساتھ خلط ملط کرنے سے منع کیا۔ علیحدہ کتابت سے روکا۔ پس جن لوگوں نے اس سے کتابتِ حدیث کی سمجھی ہے۔ ان کو یہ غلط فہمی دور کر لینی چاہیے

Marfat.com

نے جو منع فرمایا۔ تو اسی لئے۔ کہ حدیث آیت کے ساتھ شامل نہ ہو جائے۔ اور جو لوگ اس بنا سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ حضورؐ نے اس لئے منع فرمایا۔ کہ حدیث جزو دین نہیں ہے یہ ان کی کجروی ہے۔ اور سینہ زوری بھی!

کتابت قرآن میں حدیث نہ ملاؤ

پھر جب اس حدیث پر غور کریں۔ تو الفاظ ہی یہ بتا رہے ہیں۔ کہ حضورؐ نے صرف کتابتِ قرآن میں حدیث ملانے کی ممانعت فرمائی الفاظ حدیث یہ ہیں۔

لا تکتبوا عنی ومن کتب عنی غیر القرآن فلیمحه۔

(صحیح مسلم)

میری طرف سے کچھ نہ لکھو۔ اور جس نے قرآن کے سوا کچھ لکھا ہو۔ تو وہ مٹا دے"

مطلب واضح ہے۔ کہ قرآن کی کتابت میں میری طرف سے یعنی میری حدیث مت لکھو۔ اور اگر کسی نے کتابتِ قرآن میں میری حدیث لکھ لی ہو۔ تو اسے مٹا دے۔ الفاظِ حدیث نے وضاحت کر دی۔ کہ قرآن کے ساتھ ملا کر حدیث لکھنے کی ممانعت ہے۔ علیحدہ حدیث لکھنے کی نہیں ہے۔

اور اگر علیحدہ حدیث لکھنے کی ممانعت سمجھی جائے۔ تو زیادہ سے زیادہ یہی مراد ہو سکتی ہے۔ کہ قرآن کی کتابت اور اس کے وقت تک ممانعت ہے۔ اس کے بعد ہرگز نہیں۔ علامہ قسطلانیؒ ارشاد الساری میں لکھتے ہیں:۔

اجیب بان النہی خاص بوقت نزول القرآن خشیۃ
التباسہ بغیرہ والاذن فی غیر ذالک والاذن
ناسخ للنہی عند الامن من الالتباس ۔

حدیث لکھنے کی ممانعت خاص نزول قرآن کے وقت
تک تھی۔ اور وہ بھی اس لئے کہ قرآن کے ساتھ
حدیث مل جانے کا ڈر تھا۔ التباس کے ڈر کے سوا
دیگر اوقات میں کتابت حدیث کا اذن عام تھا
اور حضور کا یہ اذن منسوخ کرنے والا ہے۔ ممانعت
کو جب التباس کا ڈر نہ ہو"

پس پرویز صاحب وغیرہ کا یہ پراپیگنڈا محض باطل اور
مبنی بر غوایت ہے۔ کہ مطلقاً حدیث کا لکھنا منع تھا۔

میری حدیثیں لکھ لیا کرو

عن رافع قال قلت یا
رسول اللہ انا نسمع منک
اشیاء فنکتبھا۔ قال اکتبوا ولا حرج ۔
(مجمع الزوائد منتخب کنزل العمال)

حضرت رافع بن خدیج روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔
کہ میں نے کہا۔ اے اللہ کے رسولؐ! ہم آپ سے
حدیثیں سنتے ہیں۔ تو کیا لکھ لیا کریں؟ آپ نے
ارشاد فرمایا۔ لکھ لیا کرو۔ کوئی حرج نہیں۔
منکرین حدیث نے حضورؐ کے ایک وقتی ارشاد لا تکتبوا
(حدیث مت لکھو) کو تو پلے باندھ رکھا ہے اور آپ

Marfat.com

حکم اُکْتُبُوْا — میری حدیثیں لکھ لیا کرو — کو چھپاتے ہیں — کیا یہ دیانت ہے؟

معلوم ہوا۔ کہ ابتداء میں کتابتِ قرآن کے وقت آپ نے ہنگامی طور پہ حدیث کی کتابت سے منع کیا۔ اور بعد ازاں لکھنے کا حکم دے دیا۔ اس کی مثال یوں سمجھیں۔ کہ جب کسی شہر میں وبائے ہیضہ وغیرہ کا زور ہو جاتا ہے۔ تو محکمہ حفظانِ صحت کی طرف سے قانوناً اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ آلو، گوبھی، لوبیا، دہی بھلے وغیرہ اشیاء ایک یا دو ماہ تک بند کی جاتی ہیں۔ نہ کوئی بنائے، نہ بیچے۔ پھر جب وبا کے دن گزر جاتے ہیں۔ تو خورد و نوش کی مذکورہ چیزیں کھول دی جاتی ہیں۔ اور لوگ کھلے بندوں بنانے، بیچنے اور کھانے لگ جاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ ممانعت وقتی طور پہ ہوتی ہے۔ اسی طرح حدیثوں کو لکھنے کی ممانعت بھی وقتی اور ہنگامی تھی۔ جب قرآنی آیات کے ساتھ حدیثوں کے مل جانے کا خوف جاتا رہا۔ تو ہر حدیثوں کا لکھنا لکھانا، اور جمع کرنا کرانا عام ہو گیا۔ حضورؐ نے کتابتِ حدیث کی کھلی اجازت دے دی۔

رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ حدیثیں لکھوائیں

بخاری شریف میں ایک مشہور واقعہ موجود ہے کہ مکہ مکرمہ کے قبیلہ خزاعہ کے ایک شخص نے ہذیل کا ایک آدمی قتل کر دیا۔ جب حضورؐ کو خبر ہوئی۔ تو آپ نے مکہ کی حرمت

Marfat.com

اور اس میں فتح کی ممانعت کے بارے میں ایک خطبہ
فرمایا۔ سامعین میں سے ایک شخص ابو شاہؓ یمنی نے عرض کیا
مجھے یہ باتیں لکھوا دیجئے۔ اس پر حضور انورؐ نے فرمایا۔
اُکْتُبُوْا لِاَبِیْ شَاہٍ ۔ میری حدیث ابو شاہؓ
کو لکھ دو" (بخاری شریف)

ثابت ہوا۔ کہ حضورؐ نے اپنی حدیث آپ لکھوائی۔ حدیث
لکھنے کا حکم دیا۔ منکرین حدیث کو ہنگامی نہی لَا تَکْتُبُوْا
کے آگے رَاجِعْ امر اُکْتُبُوْا۔ بھی دیکھنا چاہیئے!

رسولِ خدا نے حضرت علیؓ کو حدیثیں لکھوائیں

رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے حضرت
کو ایک رسالہ لکھوایا۔ جس میں بہت سے احکام و مسائل
تھے۔ چنانچہ بخاری شریف میں ہے۔

عن علیؓ قال ماکتبنا عن النبیؐ صلے اللہ علیہ و
سلم الا القران وما فی ھذہٖ الصحیفۃ۔ یعنی حضرت
علیؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحیفہ (رسالہ) لکھوایا۔
(نوٹ) ثابت ہوا۔ کہ حدیثیں حضورؐ نے آپ کتابت کرائیں
جامع ترمذی میں ہے۔ کہ ایک انصاری مرد کو حضورؐ
فرمایا۔ میری حدیثیں لکھ لیا کرو"

حضرت عبداللہ بن عمروؓ حدیثیں لکھتے تھے

حضرت عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں۔ کہ میں نے

Marfat.com

ے اللہ کے رسولؐ! اکتب کل ما اسمع منك۔ میں آپ سے
کچھ بھی سنوں، کیا لکھ لیا کروں؟ قال نعم۔ آپ نے فرمایا۔
ں (سب لکھ لیا کرو) میں نے کہا۔ فی الرضاء و الغضب،
یا خوشی اور غصے کی حالت میں جو کچھ آپ فرمائیں وہ بھی
ھ لیا کروں؟ قال نعم فانی لا اقول فی ذالك کله الا
قا۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ ہاں: بیشک! کیونکہ ہر حال
ں میرے منہ سے حق ہی نکلے گا۔ (جامع العلم)

غد فرمائیں۔ کہ حضورؐ نے اپنی حدیثیں لکھنے کے لئے کتنی
ام اجازت دے رکھی تھی۔ اور یہاں تک فرمایا۔ کہ ہر
ں میں میرے منہ سے حق ہی نکلتا ہے۔ اسلئے میری
ب حدیثیں ہر وقت، ہر گھڑی، ہر حال میں تحریر کر
ا کرو۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ حضورؐ کی اجازت عام سے
احبِ مایںطق من الہویٰ کی سب حدیثیں لکھ لیتے تھے
ں تک کہ ان کے پاس کافی ذخیرہ احادیث کا جمع
گیا۔ صحیح بخاری میں ہے۔ کہ حضرت ابی ہریرہؓ نے کہا۔
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے میں
ب سے زیادہ حدیثوں کا بیان کرنے والا تھا۔ الا ما کان
ن عبد اللہ بن عمرو فانه کان یکتب ولا اکتب۔
عبداللہ بن عمرو! (یعنی عبداللہ بن عمرو مجھ سے زیادہ
یں جانتے تھے) کیونکہ وہ حضرت انورؐ کی حدیثوں کو

لکھ لیا کرتے تھے۔ اور میں (زبانی کر لیتا تھا) نہیں تھا۔"

معلوم ہوا۔ کہ حضرت ابوہریرہؓ سے زیادہ حدیثیں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ نے سن کر آپ کے سامنے لکھی ہوئی تھیں۔ پھر منکرینِ حدیث کا یہ کہنا کتنا جھوٹ ہے حضورؐ نے حدیثوں کا لکھنا بالکل بند کر رکھا تھا۔ حضورؐ نے کوئی حدیث نہیں لکھوائی۔ اور نہ کوئی لکھتا تھا۔

ابوداؤد میں یہی عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں۔ کنت اکتب کل شی سمعتہ من رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم یعنی میں ہر حدیث جو حضورؐ سے سنتا تھا، لکھ لیتا تھا۔

صحیح بخاری میں ان ہی عبد اللہ بن عمروؓ کے متعلق ہے فانہ کان یکتب ۔ عبد اللہ بن عمروؓ حضورؐ کی حدیثیں لکھا کرتے تھے۔"

یہی عبداللہ بن عمروؓ بن عاصؓ کہتے ہیں۔

بینما نحن حول رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم نکتب اذا سل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای المدینتین تفتح اولا قسطنطنیۃ او رومیہ۔ (دارمی شریف)

ہم لوگ حضور انورؐ کے آس پاس بیٹھ کر آپ کی حدیثیں لکھا کرتے تھے۔ اور حضورؐ سے (بعض امور دریافت بھی کرتے تھے۔ کہ پہلے قسطنطنیہ

Marfat.com

فتح ہوگا یا روم؟

ثمامہ بن اثال کو نوشتہ رسول پہنچا

فتح الباری اور سیرت ابن ہشام میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابی ثمامہ بن اثالؓ کو لکھوا بھیجا۔ کہ وہ اپنے ملک (نجد) سے اہل مکہ کو غلہ بھیجنا بند نہ کرے۔

(نوٹ) حضور کی ذات سے کتابت حدیث ثابت ہو رہی ہے!

شرائط صلح کی حدیث

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں صلح کی شرطیں لکھوا کر سہیل بن عمرو کو دیں۔ بخاری شریف میں ہے۔

اکتب ھذا ما قضیٰ علیہ محمد رسول اللہ۔

علیؓ! میری صلح کی حدیث لکھ لو:

خون بہا کی حدیث

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہود خیبر کو ایک صحابی کے قتل پہ خون بہا ادا کرنے کے لئے تحریر بھیجی۔ کہ یا تو خون بہا ادا کرو۔ ورنہ جنگ کی تیاری کرو۔" (بخاری، نسائی۔ ابن ماجہ وغیرہ)

بادشاہوں کیطرف حدیثیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خسرو پرویز، شاہ حبش، قیصر روم شاہ ایران، شاہانِ حمیر اور سب طاقتور — اور جابر بادشاہوں کی طرف اپنی تحریریں بھیجی تھیں؟ ملاحظہ ہو صحیح مسلم، تاریخ خطیب، کتاب الوزراق۔

Marfat.com

قبیلہ جہینہ کو حدیث بھیجی

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم وفات سے کچھ قبل قبیلہ جہینہ

لوگوں کو ایک حدیث کتابت کراکر بھیجی جو یہ ہے۔

قال عبد اللہ بن عکیم اتانا کتاب النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان لا تنتفعوا من المیتۃ

یعنی حضورؐ نے مردار سے نفع اٹھانے کی ممانعت فرمائی۔

(ابوداؤد، ابن ماجہ، نسائی وغیرہ)

اہل جرش کے نام حدیث

صحیح مسلم میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یمن کے شہر جرش کے لوگوں کو یہ حدیث لکھوا کر بھجوائی۔

کتب لے اھل جرش ینھاھم عن خلیط التمر والزبیب۔ یعنی کھجور اور کشمش کو اکٹھا بھگونے سے منع کیا۔

اہل ہجر کے نام حدیث

نسائی شریف میں ہے۔ کتب الی ھجر ان لا تخلطوا الزبیب والتمر جمیعا

حضور انورؐ نے اہل ہجر کو کشمش اور کھجور ایک ساتھ بھگونے کی ممانعت فرمائی۔

معاذؓ کے نام تعزیت کی حدیث

مدینہ منورہ میں حضرت معاذؓ کا لڑکا فوت ہوگیا۔ حضرت معاذؓ یمن میں تھے۔

فکتب الیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعزیہ

تو حضور انور نے معاذ کو قتل کا خط بھیجا ؛

(طبرانی۔ تاریخ خطیب)

اہل یمن کے نام حدیث رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یمن والوں کے لئے حضرت معاذؓ کو حدیث لکھوا بھجوائی۔ جس میں متعدد احکام ہیں۔

کتب الی معاذ بالیمن ان یاخذ من کل حالم و حالمة دینارًا۔ وکتب فیما سقت السمآء العشر، وما سقی بالغرب فنصفه ۔ وکتب انما الصدقة فی الحنطة والتمر والعشیر والزبیب ۔

حضورؐ نے یمن میں معاذ کو لکھا۔ کہ ہر ذی بالغ مرد اور عورت سے ایک ایک دینار جزیہ لیں۔ جو غلہ بارش سے پیدا ہو۔ اس میں سے عشر لیں۔ اور جس کھیت کو ڈول سے سینچیں۔ اس میں سے بیسواں حصہ لیں۔ اور چار چیزوں سے زکوٰۃ لیں گیہوں، جَو، کھجور اور کشمش ؛

(مراسیل ابوداؤد، تاریخ خطیب، کتاب الخراج وغیرہ)

مجاہد صحابی کیلئے حدیث حضور انورؐ نے مجاہد صحابی کے لئے لکھ دیا کہ اس کے بھائی کی دیت ( ) سو اونٹ ہے۔" (ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہؓ کیلئے حدیث کی کتاب فتح الباری میں ہے۔ حسن بن عمروؓ کہتے

کہ حضرت ابوہریرۃ کے روبرو ایک حدیث کا تذکرہ آیا۔
فاخذ بیدی الی بیتہ فاراانا کتبا کثیرۃ من
حدیث النبی صلے اللہ علیہ وسلم و قال ھذا ھو
مکتوب عندی۔ تو حضرت ابوہریرہؓ میرا ہاتھ پکڑ کر
مجھے اپنے گھر لے گئے۔ اور ہمیں حضور کی حدیثوں
کی بہت سی کتابیں دکھائیں۔ اور کہا۔ یہ ہے وہ
حدیث (جس کا تذکرہ ہوا تھا) ہو بہو میرے پاس
لکھی ہوئی ہے

مقام غور ہے۔ کہ حضور کی لکھوائی ہوئی حدیثوں کی کتابیں صحابیوں کے پاس موجود ہیں۔ حضور حدیثیں لکھوا لکھوا کر باہر ملکوں میں بھیجتے ہیں۔ قبیلوں کی طرف مسائل اور احکام لکھواتے ہیں۔ پھر پرویز صاحب کہتے ہیں۔ حضورؐ نے کوئی حدیث نہیں لکھوائی۔ صحابہؓ حدیثیں نہیں لکھتے تھے۔ ایسا کہنا کتنی غلط بیانی اور مخادعت ہے۔

حدیثیں لکھنے کا حکم

دارمی شریف میں ہے۔ کہ حضرت انورؐ نے حضرت عبداللہ بن عمروؓ بن عاص کو فرمایا:

اکتب فوالذی نفسی بیدہ ما خرج منہ الا حق۔
قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ میرے منہ میں حق ہی نکلتا ہے۔ لکھو (یعنی) میری حدیثیں لکھو۔

Marfat.com

حضرت انس کے پاس حدیثوں کا دفتر

مستدرک حاکم میں ہے۔ کہ سعید بن بلال کہتے ہیں۔ کہ ہم صحابی رسول حضرت انسؓ سے بکثرت مسائل پوچھتے اور حضرت انسؓ پھر (حدیثوں کا) ایک دفتر نکال لاتے اور کہتے۔

هذه سمعتها من النبی صلے اللہ علیہ و سلم فکتبتها و عرضتها علیه۔ یہ وہ حدیثیں ہیں۔ جو میں نے اپنے کانوں سے حضورؐ الو سے سنیں۔ اور حضور کی زندگی میں ان کو لکھا۔ اور پھر لکھ کر سرورؐ دو جہان کے سامنے پیش کیا۔"

حضورؐ نے تین نوشتے لکھوائے

طبرانی صغیر میں ہے کہ وائل بن حجرؓ صحابی رسولؐ جب اپنے وطن حضرموت کو چلے۔ تو حضور اقدسؐ نے ان کو تین نوشتے لکھوا کر دیئے۔ حضرت وائل بن حجرؓ آپ کہتے ہیں۔

امرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکتب ثلاثۃ۔ حضورؐ نے میرے لئے تین نوشتے لکھنے کا حکم دیا۔"

حضورؐ نے کتاب الصدقہ لکھوائی

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ماتحت امیروں کے لئے بہت سی احادیث کا ایک مجموعہ لکھوایا تھا۔ اس کا نام کتاب الصدقہ تھا۔ اسکے بعد

Marfat.com

حضور انورؐ خدا سے جا ملے۔ پھر ازاں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس پر عمل کیا۔ پھر حضرت عمرؓ نے کیا۔ اس کتاب کا سارا حال سنن ابوداؤد میں ہے۔ عن ابن عمرو قال کتب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کتاب الصدقۃ۔

قارئین کرام غور کرتے جائیں۔ کہ حضورؐ کی حیات اقدس میں حدیثوں کا کتنا چرچا تھا۔ حضورؐ خود بھی حدیثیں لکھواتے تھے۔ صحابہؓ بھی جو کلمات حضورؐ کی زبان وحی بیان سے نکلتے تھے۔ لکھتے رہتے تھے۔ اور ایک دوسرے کو بتاتے اور لکھاتے تھے۔ لیکن پرویز صاحب اور ان کے ساتھیوں کا کیا علاج، جو برابر کہے جاتے ہیں۔ کہ نہ حضورؐ نے حدیث لکھوائی۔ نہ صحابہؓ نے لکھی!

حدیثیں لکھوا ب کوئی حرج نہیں

اس سے قبل آپ پڑھ چکے ہیں۔ کہ حضورؐ نے حضرت رافعؓ کے پوچھنے پر فرمایا۔ اکتبوا ولا حرج۔ حدیثیں لکھو۔ اب کوئی حرج نہیں۔ ایک اور روایت مستدرک حاکم کی ملاحظہ ہو۔ عن عبد اللہ بن عمرو قال قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم قید وا العلم قلت وما تقییدہٗ؟ قال کتابتہٗ۔ حضورؐ نے فرمایا۔ حدیث کو قید میں لاؤ۔ راوی حدیث (عبداللہ بن عمروؓ) نے پوچھا۔ قید

Marfat.com

میں لانے سے کیا مطلب؟ حضورؐ نے فرمایا۔ تحریر میں لانا: صحیح مسلم میں ہے۔ کہ جابر بن سمرہؓ صحابی نے حدیث خلفائے قریش لکھ کر عامر بن سعد کو بھجوائی:

صحیح مسلم میں ہے۔ کہ حضرت رافع بن خدیجؓ نے مروان سے کہا۔ کہ مدینہ منورہ حرم ہے۔ یہ حدیث میرے پاس ادیم خولانی (خولانی چرم) پر لکھی ہوئی موجود ہے۔ ان شئت اقرأتکہ۔ اگر تم چاہو۔ تو لاکر تمہارے سامنے پڑھ دوں:

صحیح مسلم میں ہے۔ کہ عورتوں کو جہاد میں ساتھ لے جانے والی حدیث (کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یغزو بالنساء) حضرت ابن عباسؓ نے نجدہ حروری کو لکھ کر بھیجی:

دارمی اور مستدرک حاکم میں ہے۔ و عن انس انه کان یقول لبنیه قیدوا العلم بالکتاب۔ حضرت انسؓ اپنے فرزندوں کو فرماتے۔ بیٹو! علم حدیث کو قید تحریر میں لاؤ:

دارمی میں ہے۔ کہ حضرت ابان حضرت انسؓ سے حدیث لکھتے تھے حضرت عبداللہ بن عمروؓ بن عاصؓ بکثرت حدیثیں لکھا کرتے تھے۔ ان کا ذکر آپ پیچھے پڑھ آئے ہیں۔ انہوں نے تمام احادیث کو حضور کے پاس بیٹھ کر لکھی ہوئی تھیں۔ ایک جگہ اکٹھا کر رکھا تھا۔ اور اس مجموعہ کو وہ صحیفہ صادقہ کہتے تھے۔ اس

Marfat.com

صحیفہ کے متعلق فرماتے ہیں۔
ما یرغبنی فی الحیوٰۃ الا الصادقۃ و ھی صحیفۃ
کتبتھا من النبی صلے اللہ علیہ وسلم۔
صحیفہ صادقہ میں نے حضورؐ سے خود سن کر لکھا ہے
اب زندگی کی تمنا صرف اس لئے ہے۔ کہ ان حدیثوں
سے استفادہ کروں۔ (دارمی۔ابن سعد)

❖ جامع ترمذی میں ہے۔ کہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ
نے یہ صحیفہ صادقہ ابی راشد کو دکھلایا۔ اور کہا۔
ھذا ما کتب لی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
یہ سارا دفتر احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے مجھے لکھوایا تھا۔

❖ فتح الباری۔ اور ابن عبدالبر کی جامع بیان العلم میں
ہے۔ کہ حضرت ابوہریرہؓ کے پاس حدیث کی بہت سی
کتابیں تھیں۔ حضرت حسن بن عمرو کا بیان ہے۔ کہ
ابانا کتبا کثیرۃ من حدیث النبی صلی اللہ علیہ
وسلم۔ حضرت ابوہریرہؓ نے ہمیں حدیث کی بہت
سی کتابیں دکھائیں۔ (کمامر)

❖ عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں۔ کہ میں جو کچھ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتا تھا۔ اس کو یاد کرنے
کی غرض سے لکھ لیا کرتا تھا۔ تو مجھ کو قریش نے
منع کیا۔ اور کہا۔ کہ تم جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم سے سنتے ہو۔ لکھ لیتے ہو۔ حالانکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آدمی ہیں۔ غصے اور خوشی (ہر حالت) میں کلام کرتے ہیں۔ تو میں نے اپنے آپ کو لکھنے سے روک دیا۔ اور بات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی۔ تو آپ نے اپنی انگلی سے اپنے منہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اس سے صرف حق بات ہی نکلتی ہے"

(دارمی شریف)

عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں۔ کہ عمر بن عبدالعزیز نے اہل مدینہ کو لکھ بھیجا۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کو دیکھو۔ اور ان کو (میرے پاس) لکھ بھیجو۔ کیونکہ میں ڈرتا ہوں۔ کہ علم مٹ جائے اور اہل علم جاتے رہیں" (دارمی شریف)

ثمامہ بن عبداللہ بن انسؓ کہتے ہیں۔ کہ حضرت انسؓ اپنے لڑکوں سے کہتے تھے۔ کہ اے بچو! اس علم (حدیث) کو لکھ کر مقید کر لو" (دارمی شریف)

بشیر بن نہیکؒ کہتے ہیں۔ کہ میں جو کچھ حضرت ابوہریرہؓ سے سنتا تھا۔ لکھ لیتا تھا۔ پھر جب میں نے ان سے جدا ہونا چاہا۔ تو اپنی کتاب ان کے پاس لے گیا۔ اور اس کو ان کے پاس پڑھ کر کہا۔ کہ یہ

Marfat.com

میں نے آپ سے سنا ہے. آپ نے فرمایا۔ ہاں!
(دارمی شریف)

❊ سعید بن جبیرؒ کہتے ہیں۔ کہ میں عبداللہ بن عباسؓ کے پاس بیٹھا تھا۔ اور بیاض میں لکھتا تھا یہاں تک کہ بھر جاتی تھی۔" (دارمی شریف)

❊ جامع بیان العلم میں ہے۔ اخرج الی عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن مسعود کتابا وحلف لی انہ خط ابیہ بیدہ۔ معن کہتے ہیں۔ کہ عبد الرحمٰن نے مجھے ایک حدیث کی کتاب دکھائی۔ پھر قسم کھائی کہ یہ کتاب ان کے والد حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے:"

❊ شرح معانی الآثار میں ہے۔ کہ عبداللہ بن محمد تابعی حضرت جابرؓ کے پاس جاکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں لکھتے اور سنتے تھے۔"

❊ تہذیب التہذیب میں ہے۔ کہ وہب بن منبہ تابعیؒ نے حضرت جابرؓ کی (جمع کردہ) حدیثوں کا مجموعہ لکھ رکھا تھا:

❊ تہذیب التہذیب میں ہے۔ کہ سلیمان بن سمرہؒ تابعی نے اپنے والد سمرہ بن جندبؓ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیثوں کا ایک بڑا مجموعہ لکھا ہوا تھا۔"

علامہ ذہبیؒ نے تذکرۃ الحفاظ میں لکھا ہے۔ کہ زہری تابعیؒ نے خلیفہ ہشام بن عبد الملک کے کہنے پر چار صد احادیث پر مشتمل ایک (مستند) کتاب لکھی تھی۔

علامہ ابن عبدالبرؒ جامع بیان العلم میں لکھتے ہیں۔ کہ ابو بردہ تابعیؒ نے اپنے والد حضرت ابو موسےٰ اشعریؓ سے بکثرت حدیثیں لکھی تھیں۔

خلیفہ عمر بن عبدالعزیز تابعیؒ نے اپنے دورِ خلافت میں حضورؐ کی حدیثوں کے لکھنے اور جمع کرنے کا خاص اہتمام کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کتاب الصدقہ اپنے ماتحت عمال کیلئے لکھوائی تھی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے یہ کتاب الصدقہ عبداللہ بن عمرؓ کے بیٹوں سے نقل کروائی اور اس کے علاوہ تمام بلدیات کے علماء اور خاص خاص اصحاب الحدیث کو حکم بھیجا۔ کہ وہ پوری احتیاط اور توجہ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کو جمع کریں۔ اور قید کتابت میں لائیں۔

(ملاحظہ ہو فتح الباری، و جامع بیان العلم)

علامہ ابن حجرؒ فتح الباری میں لکھتے ہیں۔ دوّن الحدیث ابن شہاب الزہریؒ بامر عمر بن عبد العزیز ثم کثر التدوین والتصنیف۔

Marfat.com

امام زہری" نے خلیفہ عمر بن عبد العزیز کے حکم سے حدیثوں کی جمع اور تدوین فرمائی۔ بعد ازاں کتب حدیث کی تدوین و تصنیف کی کثرت ہوگئی۔"

حدیثوں کے خلاف جھوٹا پراپیگنڈا

منکرین حدیث لوگوں کو احادیث سے بدظن اور متنف کرنے کے لئے یہ جھوٹا پراپیگنڈا کرتے ہیں۔ کہ حدیثوں کا چھوڑیئے۔ یہ تو تین سو سال بعد لکھی گئیں۔ ان کے صحیح ہونے کا کیا اعتبار ہے۔ دین صرف قرآن ہی ہے۔ صرف اسے ہی ماننا چاہیئے۔

قارئین کرام اوپر احادیث کے متعلق تفصیل سے پڑھ چکے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خود احادیث لکھوائیں صحابہؓ بڑی توجہ سے احادیث لکھتے رہے۔ تابعین اور تبع تابعین نے بھی حدیثیں لکھیں۔ حضرت ابو شاہؓ، حضرت حضرت رافع بن خدیجؓ، حضرت عبد اللہ بن عمروؓ بن عاص حضرت ثمامہؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت ضحاکؓ، حضرت وائل بن حجرؓ، حضرت معاویہؓ، حضرت عبد اللہ ابی اوفیٰ حضرت ابوبکرہؓ، حضرت ابو سعید خدریؓ، حضرت جابر بن سمرہ حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابو رافعؓ، حضرت انسؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ، حضرت ابوبکرہ حضرت عمرؓ وغیرہم — یہ صحابہؓ جو بکثرت حضورؐ کی

لکھتے، دوسروں کو لکھواتے اور آگے پہنچاتے تھے۔ تیسری صدی
ں ہوئے ہیں؟ پھر جو کہا جاتا ہے، کہ حدیثیں تو تیسری
وتھی صدی میں جمع ہوئیں۔ کتنی غلط اور دھوکا دینے والی
بات ہے۔ حضرت نافع، حضرت عمر بن عبد اللہ بن ارقمؓ،
حضرت عبداللہ بن عتبہؒ، حضرت عبداللہ بن محمدؒ، حضرت وہب
بن منبہؒ، حضرت سلیمان بن قیس، حضرت امام شعبی، حضرت
سلیمان بن سمرہؒ، حضرت عروہ، حضرت طاؤس، حضرت امام
زہری، حضرت ابو بردہ، حضرت سعید بن جبیر، حضرت عمر بن
عبدالعزیز، حضرت عنترہ، حضرت بشیر بن نہیک، حضرت ہمام
بن منبہ — یہ سب تابعین جو صحابہؓ کے شاگرد تھے۔ اور
انہوں نے صحابہ سے حدیثیں لکھیں۔ اور آگے اپنے شاگردوں
یعنی تابعینوں کو لکھوائیں۔ کیا یہ پاک باز لوگ تیسری یا چوتھی
صدی میں ہوئے ہیں؟ انکارِ حدیث کے بغض میں — ان
حقائق کو ہرگز نہیں جھٹلانا چاہیئے۔ ثابت ہوا۔ کہ یہ بات غلط
اور بالکل جھوٹ ہے۔ کہ حدیثیں صحابہؓ، تابعینؒ اور تبع
تابعینؒ نے نہیں لکھیں۔ اور نہ جمع کیں۔ بلکہ صدیوں بعد یہ
کام ہوا۔ حق بات یہی ہے۔ کہ حدیثیں لکھنے لکھانے، پڑھنے
پڑھانے اور آگے پھیلانے کا کام صحابہ کی زندگی میں ہی شروع
ہو گیا تھا۔ اور آگے دن بدن ترقی ہوتی گئی۔ حتیٰ کہ اسماء
رجال اور اسناد کے اصولوں کے مطابق پوری چھان بین
اور مکمل تحقیق کے ساتھ اس علم کی جمع اور تدوین آخری

Marfat.com

مرحلہ پر پہنچ گئی۔ جو آج تک قرآن کی مانند بدستور
عمل میں ہیں!

یاد رکھیں۔ کہ حدیث کی جن کتابوں سے قرآن کا
کی زندگی میں جمع ہونا ثابت ہوتا ہے۔ ان ہی کتابوں
یہ بھی لکھا ہے۔ کہ حدیثیں صحابہؓ لکھتے، جمع کرتے اور شاگ
کو لکھاتے تھے۔ پھر قرآن کا جمع ہونا بسند حدیث مان
اور حدیثوں کا لکھا جانا بسند حدیث نہ ماننا کہاں کا انصاف
کنوئیں میں سے ایک ڈول پانی کا نکال کر پینا اور استعمال
لینا۔ اور اسی کنوئیں کے دوسرے ڈول کے پانی کو مشکوک
بے انصافی اور ہٹ دھرمی ہے!

حدیثوں کی جمع اور تدوین

حدیثوں کی جمع اور تدوین کے تین دور ہیں۔ پہلا
سنہ ۱۰ھ تک کا ہے۔ دوسرا سنہ ۱۵۰ھ تک اور تیسرا دور تیسر
صدی کا مرور ہے۔ پہلے دور کی تمام احادیث کو نہایت
راستباز، بلند کردار اور پرہیزگار ہستیوں (راویوں) کی شہا
سے دوسرے دور کی کتابوں میں مدغم کر لیا گیا۔ اور دو
دور کے ذخیرے کو کڑی جانچ پڑتال سے ایک ایک
حدیث (راوی) کی زندگی ٹھوک بجاکر بال کی کھال نکا
— دوپہر کے سورج کی مانند واضح اور تاباں صورت
تیسرے دور کی کتابوں میں سمو دیا گیا۔

Marfat.com

کے ہر گوشے میں پہنچیں۔ محدثین خود اپنی اپنی جامع کو لے کر دنیا کے سب علمی مراکز میں گئے۔ اور وہاں کے تمام علماء اور فضلاء کو جمع کرکے اپنی اپنی جامع سنائی۔ اور کہا۔ کہ اگر کوئی شک ہو۔ غلطی ہو، اعتراض ہو۔ تو پیش کریں۔ علم و فضل کے آفتابوں اور ماہتابوں نے جامعوں کی صحت کے نور سے کسب ضیا کیا۔ پھر ہر صدی کے ائمہ حدیث اور فقہاء کرام اِن کتابوں کی صحت اور درستی پر مہر تصدیق ثبت فرماتے رہے۔ اور تیرہ سو سال سے آج تک ساری دنیائے اسلام میں علم حدیث قرآن کی مانند پڑھا پڑھایا جاتا رہا ہے۔ اور قرآن کی مانند اِسے وحی، حجت، دلیل اور واجب العمل مانا جاتا ہے۔ قرآن کی ابدی تبیین، تشریح، اور دائمی نطق تسلیم کیا جاتا ہے۔

حدیث کی اقسام

بہ اعتبار نسبت الی الرسول کے حدیث کی تین قسمیں ہیں۔ قولی، فعلی، تقریری۔

جب گواہ (راوی) اس طرح بیان کرے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تو یہ قولی حدیث کہلائیگی۔

جب یوں ذکر کرے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کیا۔ یہ فعلی حدیث ہوگی۔

اگر حضورؐ کے روبرو کوئی کام ہوا۔ اور آپ اس کام

کو دیکھ کر خاموش رہے ہوں۔ تو یہ تقریری حدیث ہوگی۔
اور سلسلہ اسناد کی رو سے حدیث کی دو قسمیں ہیں۔

خبر واحد ــــ،

متواتر وہ حدیث ہوتی ہے۔ کہ جس کے راوی اس قدر ہوں۔ کہ عقل کے نزدیک ان سب کا جھوٹ پر اکٹھا ہونا محال ہو۔ پھر اس حدیث پر مسلسل ہر زمانے میں عام طور پر مسلمان عمل کرتے رہے ہوں۔ اسے تواتر عملی کہتے ہیں۔ جسے بالعموم راوی بیان کرتے آئے ہوں۔ اسے تواتر قولی کہا جاتا ہے یہ متواتر حدیث یقینی اور قطعی ہوتی ہے۔ اس میں شک کرنا یا اس کا انکار کرنا کفر ہے۔

خبر واحد اس حدیث کو کہتے ہیں۔ کہ اس کے راوی اس قدر نہ ہوں۔ کہ جو تواتر کی حد تک پہنچیں۔ خبر واحد میں راوی ایک یا دو حد تین ہوتے ہیں۔ تین سے زیادہ نہیں ہوتے۔

اگر ایک راوی حدیث کو بیان کرے۔ تو وہ حدیث غریب کہلاتی ہے۔ اگر دو راوی ہوں۔ تو وہ حدیث عزیز ہے۔ اور تین یا تین سے زیادہ راوی ہوں۔ تو اس کو مشہور کہتے ہیں۔

خبر واحد کی یہ تینوں قسمیں عمل کرنے کے لائق اور حجت ہیں۔ محدثین خبر واحد پر برابر عمل کرتے آئے ہیں۔ اسی طرح یہ اعتبار تبوعیت سکے اور یہ اعتبار

جرحِ راوی کے اور بہ اعتبار منسوب الیہ کے حدیث کی اور کئی قسمیں ہیں۔جن کی تفصیل کتبِ حدیث میں موجود ہے۔ یہاں اس کے بیان کی ضرورت نہیں۔ محدثینؒ نے اسناد کو حدیث کے لئے لازمی قرار دیا ہے۔ اور اسناد کے درجے مقرر کئے ہیں۔ ان درجوں کے لحاظ سے حدیث کا تنوع قائم کیا ہے تاکہ حضورؐ صلے اللہ علیہ وسلم کا کوئی فعل یا قول یا تقریر جو درجہ صحت کو پہنچے۔ خارج از عمل نہ رہے۔ سید ولدِ آدم صلے اللہ علیہ وسلم کی باتیں تا یوم قیامت زندہ رہیں!

خبرِ واحد حجت اور موجبِ عمل ہے

منکرینِ حدیث خبر واحد کو حجت اور موجبِ عمل نہیں جانتے ان کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ اگر خبر واحد موجب عمل نہ ہو۔ تو نظامِ عالم بگڑ جائے۔ اور درہم برہم ہو جائے۔ یہ خبر واحد پر عمل ہی کا نتیجہ ہے۔ کہ نظامِ عالم درست اور قائم ہے۔

دنیا میں انسان مل جل کر رہتا ہے۔ ہر شخص کو تمدنی اور معاشرتی زندگی میں ایک دوسرے کی احتیاج ہے۔علاج معالجے کے لئے لوگ اطباء اور ڈاکٹروں کے محتاج ہیں۔ ڈاکٹر اور طبیب درزی اور حجام تک کے محتاج ہیں۔ درزی اور حجام معمار اور نجار کی ضرورت رکھتے ہیں۔ بادشاہوں تک وزیروں مشیروں، حکیموں، نوکروں، خادموں، اور دست کاروں سے دست نگر ہیں۔ مگر کوئی انسان ایسا نہیں۔ جسے دوسرے

Marfat.com

انسان کے تعاون کی حاجت نہ ہو۔ چنانچہ خدا نے اسی معاشرتی کے اصول کے پیشِ نظر فرمایا۔ تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَ التَّقْوٰی نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے سے تعاون کیا کرو۔

پس اس دنیا کی تمدنی اور معاشرتی زندگی میں لازم ہے۔ کہ ایک انسان دوسرے انسان پر اپنی ضرورتوں، حاجتوں خواہشوں، امیدوں، التجاؤں، اور مطلبوں کو ظاہر کرے۔ اور یہ اظہار کا حقہ حکایت، بیان اور خبر کے ذریعہ ہی ہو سکتا ہے۔ پس انسان کی حیات کا دار و مدار خبر پر ہوا۔

خبر کی دو قسمیں

خبر کی دو قسمیں ہیں۔ خبر متواتر، خبر واحد، خبر متواتر تو یقینی اور قطعی ہوتی ہے۔ مثلاً مکہ مکرمہ۔ مدینہ منورہ، بیت المقدس، بن دیکھے اپنی شہرت کے سبب یقیناً مسلم ہیں۔ پاکستان کے بانی قائداعظم محمد علی جناح تھے۔ قائداعظم کی شخصیت ہر کوئی بلاشبہ مانتا ہے۔

خبرِ واحد غیر متواتر خبر کو کہتے ہیں۔ یعنی جو خبر متواتر نہ ہو۔ وہ خبر واحد ہے۔ انسانی معاشرے کا دارومدار دونوں قسم کی خبروں پر ہے۔ خبر متواتر پر بھی۔ اور خبر واحد پر بھی۔ پھر یہ ناممکن ہے۔ کہ ہر کام خبر متواتر پر ہی انجام دیا جائے کیونکہ خبر متواتر اس خبر کو کہتے ہیں۔ کہ ایک اتنی بڑی جماعت خبر دے۔ کہ جس کا جھوٹ پر اتفاق کرنا از روئے عقل محال ہو۔ اور اس واقعہ کو دوسروں کے سامنے وہ پوری جماعت نقل کرے۔ ظاہر ہے کہ انسانی زندگی میں روز مرہ پیش

Marfat.com

والے صدہا امور ، اور زمانے کا نظم و نسق خبر متواتر کی شرط پر نہیں چل سکتا۔ ہر امر کے لئے خبر متواتر کا ہونا نتے فیصد محال ہے۔ تو لا محالہ انسانوں کے لئے خبرِ واحد ہی موجبِ عمل ہوسکتی ہے۔ اگر خبر واحد کو موجبِ عمل قرار نہ دیا جائے۔ تو نظم و نسقِ عالم بگڑ جائے۔ کیونکہ عمل کا دارو مدار خبر پر ہے۔ اور خبر متواتر کا تحقق قریب بہ محال ہے۔ لہذا بقائے اعمال کے لئے خبر واحد ہی ذریعہ ٹھہرے گی۔

خبرِ واحد بروئے قرآن موجبِ عمل ہے

حضرت موسیٰ نے خبر واحد پر عمل کیا

قرآن مجید میں ہے۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک قتل خطا ہوگیا۔ مقتول فرعون کی قوم سے تھا۔ فرعون کے درباریوں نے موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا مشورہ کیا۔ اس کے متعلق خدا فرماتا ہے۔

وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى ز قَالَ يٰمُوْسٰى اِنَّ الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّيْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِيْنَ ۝ (پ ۲۰ ع ۵)

اور ایک شخص شہر کے کنارے سے دوڑتا ہوا آیا۔ اور کہا اے موسیٰ! تحقیق (فرعون کے) درباری تیرے قتل کا مشورہ کر رہے ہیں۔ پس تو نکل یہاں سے، میں تیرا خیر خواہ ہوں۔"

Marfat.com

اسکے خدا فرماتا ہے۔ فَخَرَجَ مِنْهَا۔ پس نکلا موسیٰ علیہ السلام اس شہر سے۔

قارئین کرام غور فرمایئں۔ کہ اگر خبر واحد موجب عمل نہ ہوتی تو موسیٰ علیہ السلام اس خبر کی بنا پر شہر سے نہ نکلتے۔ اور پھر فرعون کے درباری انہیں گرفتار کر لیتے۔ اور حضرت موسیٰ کا اگلا پروگرام نبوت کس طرح پورا ہوتا؟ ثابت ہوا۔ کہ خبر واحد موجبِ عمل ہے۔

خبرِ واحد کی حجیت

وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى ز قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ۝

(پ ۲۳ ع ۱)

اور آیا ایک شخص شہر کے کنارے سے دوڑتا ہوا۔ کہا اس نے۔ اے میری قوم! پیروی کرو رسولوں کی"۔

یہ شخص توحید و رسالت کا قائل مردِ موحد تھا۔ اس نے اپنی قوم کو توحید و رسالت کی دعوت دی۔ قوم نے اس کو قتل کر دیا۔ خدا فرماتا ہے۔ قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ — کہا گیا داخل ہو جا بہشت میں" اس کے قتل کے بعد قوم پر عذاب آیا۔ اور وہ مٹا دی گئی۔ تو نتیجہ یہ نکلا۔ کہ خبر واحد قابل عمل ہے۔ اسی طرح ہر راوی حدیث کی خبر (حدیث) حجت اور قابل عمل ہے۔ اسکا انکار اور ترک — موجب عذاب

ایک لڑکی کی خبر پر موسیٰ نے عمل کیا

حضرت موسیٰ اسلام میں

کر مدین پہنچے. وہاں ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے. بھوک لگی ہوئی تھی. اتنے میں ایک لڑکی (حضرت شعیب کی بیٹی) آئی اور اس نے کہا.

اِنَّ اَبِیْ یَدْعُوْكَ - (پ۲۰ ع۶) میرا باپ تجھے بلاتا ہے۔

فَلَمَّا جَآءَهٗ وَقَصَّ عَلَیْهِ الْقَصَصَ - پھر جب آیا موسیٰ اس (شعیبؑ) کے پاس اور بیان کیا ان پر قصہ۔

غور کریں. کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام خبر واحد پر چلے گئے. تو ثابت ہوا. کہ خبرِ واحد موجب عمل ہے.

حضرت شعیبؑ نے خبرِ واحد پر عمل کیا

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت شعیبؑ کے پاس پہنچے اور سارا قصہ بیان کیا. جو مصر میں گزرا تھا. اور جس کے سبب ان کو مصر چھوڑنا پڑا. حضرت شعیبؑ نے خبر واحد سن کر کہا. لَا تَخَفْ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝ موسےٰ! ڈر نہ. تو نے ظالموں سے نجات پائی ہے۔

دیکھئے! حضرت شعیبؑ نے صرف موسےٰ کی بات سن کر واقعہ کی تصدیق کی. ثابت ہوا. خبرِ واحد موجب عمل ہے۔ پیغمبر نے خبر واحد کو مان لیا.

فاسق کی خبر واحد

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْۤا - (پ۲۶ ع۱۳)

اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس فاسق خبر لے

Marfat.com

کر آئے۔ تو تحقیق کر لو"

ثابت ہوا۔ کہ فاسق کی خبر قابلِ تحقیق ہے۔ قابل رد نہیں اس سے بھی خبرِ واحد کا موجبِ عمل ہونا ثابت ہوا۔ اور یہ بھی روز روشن کی طرح ثابت ہوا۔ کہ بہ مقابلہ فاسق کے عادل اور صادق کی خبرِ واحد ہزار بار قابلِ عمل ہے۔

راویانِ حدیث یعنی صحابہ وغیرہم اتنے بڑے عادل اور صادق تھے۔ کہ امت میں کوئی ان کا جواب نہیں ہے پھر بھی ان راویوں پر کڑی تنقید کرکے حدیثوں کو قبول کیا ہوا ہے۔ کسی کی برائی اور غیبت کرنا بڑا گناہ ہے۔ لیکن راویانِ حدیث کی غیبت کرنا کارِ ثواب تھا۔ تاکہ ان کی زندگی منظرِ عام پہ آ جائے۔ اور پھر عادل و صادق کی روایت لی جائے۔ اور کاذب و فاسق راوی کی روایت سے بچا جائے۔ مولانا حالی نے یہی چیز بیان فرمائی ہے ؎

گروہ ایک جو یا تھا علمِ نبی کا ؛ لگایا پتہ جس نے ہر مفتری کا
نہ چھوڑا کوئی رخنہ کذب خفی کا ؛ کیا قافیہ تنگ ہر مدعی کا

کئے جرح و تعدیل کے وضع قانون
نہ چلنے دیا کوئی باطل کا افسوں

کیا فاش راوی میں جو عیب پایا ؛ مناقب کو چھانا مثالب کو تا
مشائخ میں جو قبح نکلا جتایا ؛ ائمہ میں جو داغ دیکھا بتا

طلسم ورع ہر مقدس کا توڑا
نہ ملا کو چھوڑا ، نہ صوفی کو چھوڑا

Marfat.com

پس خبرِ واحد کا قابلِ عمل ہونا قرآن سے ثابت ہوا۔

ایک مومن کی خبرِ واحد

وَقَالَ الَّذِیْٓ اٰمَنَ یٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِیْلَ الرَّشَادِ ۝ (پ۲۴ ع ۱۰)

اور کہا ایک شخص نے کہ ایمان لایا تھا۔ اے میری قوم پیروی کرو میری دکھاؤں میں تم کو راہ سیدھی "

یہ اکیلا مرد مومن خبر دیتا ہے۔ کہ اے میری قوم پیروی کرو میری۔ تم ہدایت پاؤگے۔ اگر خبرِ واحد قابلِ عمل نہ ہوتی۔ تو راہِ راست کس طرح دکھا سکتی۔ یاد رہے۔ کہ صحابہ بھی اعلیٰ درجہ کے مرد مومن تھے، موحد تھے۔ عادل و صادق تھے۔ خدا سے ڈرنے والے تھے۔ ان کی خبریں (روایت کردہ حدیثیں) قابلِ عمل اور حجت ہیں۔ جب قرآن سے ایک مرد مومن کی خبر قابلِ عمل اور حجت ثابت ہوتی ہے۔ تو صحابی رسول کی خبر واحد کیوں نہ قابلِ عمل اور حجت ہو۔

خبرِ واحد کی حجیّت قرآن مجید سے

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِیَنْفِرُوْا كَآفَّةً ۭ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآىِٕفَةٌ لِّیَتَفَقَّهُوْا فِی الدِّیْنِ وَلِیُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَیْهِمْ لَعَلَّهُمْ یَحْذَرُوْنَ ۝ (پ۱۱ ع ۴)

اور (یہ) مناسب نہیں کہ مسلمان سب کے سب (اپنے

گھروں سے) نکل کھڑے ہوں۔ (تحصیل علم کیلئے)
ایسا کیوں نہ کیا۔ کہ ان میں سے ہر ایک فرقہ میں
سے ایک ایک طائفہ نکلتا۔ کہ دین کی سمجھ پیدا
کرتا۔ اور جب (دین سیکھ کر) اپنی قوم میں واپس
جاتا۔ تو ان کو (خدا کی نافرمانی سے) ڈراتا — تاکہ
وہ لوگ (بھی بُرے کاموں سے) بچیں "

ارشاد خداوندی کا مطلب یہ ہے۔ کہ سب ہی مسلمانوں
یعنی کثیر جماعت پر ضروری نہیں۔ کہ وہ کام کاج ترک کرکے
مدینے میں آکر دین سیکھنے لگ جائیں۔ بلکہ مناسب یہ ہے کہ
ان کی ہر جماعت سے ایک طائفہ دین سیکھنے کے لئے آئے
اور دین سیکھ کر واپس قوم میں جاکر تبلیغ کرے۔

یہاں لفظ 'فرقہ' پر غور کریں۔ فرقہ کم از کم تین
آدمیوں پر اطلاق پاتا ہے۔ فرمایا ہر فرقہ یعنی ہر تین آدمیوں
میں سے ایک طائفہ تحصیل علم کے لئے نکلتا۔ ظاہر ہے۔ کہ
تین میں سے ایک نکلے گا۔ یا دو نکلیں گے۔ جو دین سیکھ
کر واپس آکر قوم کو ڈرائیں گے۔

تو ثابت ہوا۔ کہ اگر ایک یا دو آدمی (عادل، صادق
متقی) خبر رسولؐ لائیں۔ تو اس کا سننا، ماننا اور اس پر
عمل کرنا واجب ہے۔

خبر واحد کا حجت اور موجب عمل ہونا نص
ثابت ہوا۔!

Marfat.com

صحابہ نے خبر واحد کو حجت مانا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ میں یہ اختلاف پیدا ہوا۔ کہ خلیفہ مہاجرین سے ہو یا انصار سے؟ مہاجرین کہتے تھے کہ خلیفہ ہم سے ہونا چاہیئے۔ اور انصار اپنے گروہ سے خلیفہ بنانا چاہتے تھے۔ جب اختلاف بڑھ گیا۔ تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنا دی۔ الائمۃ من القریش۔ خلیفہ قریش سے ہونا چاہیئے۔" اختلاف ختم ہوگیا۔ اور انصار، مہاجرین سے خلیفہ بنانے پر ہزار جان سے راضی ہوگئے۔ یہ خبر واحد ہی تھی۔ جو صحابہ پہ حجت ثابت ہوئی۔ گویا صحابہؓ نے خبر واحد کو حجت شرعی مان لیا۔

اسی طرح جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حدیث نحن معاشرالانبیاء لا نرث ولا نورث بیان کی۔ کہ انبیاء کی جماعت نہ وارث ہوتی ہے۔ اور نہ ان کا کوئی وارث ہوتا ہے۔ سب صحابہ نے اس خبر واحد کے آگے سر تسلیم خم کر دیا۔ گویا خبر واحد کو حجت مان لیا۔

خبر واحد پر روزہ افطار کرا دیا

جیسے آپ پڑھ چکے ہیں۔ کہ خبر واحد محدثین کے نزدیک کبھی ایک، کبھی دو، اور کبھی تین راویوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ ایک دفعہ ماہ رمضان کی آخری تاریخ میں لوگوں نے اختلاف

Marfat.com

کیا۔ اس پر دو آدمیوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر شہادت دی۔ کہ بخدا ہم نے کل چاند دیکھا ہے۔ حضورؐ نے لوگوں کو افطار کا حکم دیدیا۔ (ابو داؤد)

ثابت ہوا۔ کہ خبر واحد موجب عمل ہے۔

خبر واحد لاکھوں روپیہ کی تحریر پر حجت ہے!

خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ جب تم آپس میں معاملہ کرو تو لکھ لیا کرو۔ اور وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ۔ اور اپنے مردوں میں سے دو آدمی شاہد بنا لو۔"

اب اگر لاکھ روپیہ کی تحریر ہو۔ اور اس پر جھگڑا پڑ جائے اور معاملہ عدالت تک جا پہنچے۔ تو دو گواہوں کی شہادت واحد پر ڈگری مدعی کو مل جائیگی۔

خبرِ واحد کو سارا جہان مانتا ہے

سعودی عربیہ سے بیٹے کا باپ کو خط آئے۔ کہ اس خدا نے لڑکا عطا کیا ہے۔ اس خبرِ واحد پر سارے خاندان مسرت کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ اور پتاشے تقسیم ہونے لگتے معلوم ہوا۔ خبرِ واحد موجب عمل ہے۔

لنڈن سے تار آئے۔ کہ ہوائی جہاز کا فلاں پائلٹ ہلاک ہو گیا ہے۔ تو سارے قبیلے کے گھروں میں

Marfat.com

واحد پر صفِ ماتم بچھ جاتی ہے۔ معلوم ہوا۔ کہ خبرِ واحد موجبِ عمل ہے۔

روئے زمین کی تمام عدالتوں میں صدیوں سے لے کر آج کے دن تک تمام دعوی ۔ استغاثے ، اور ہر قسم کے جھگڑے خبرِ واحد پر ہی چکائے جاتے اور فیصل کئے جاتے ہیں۔

خبرِ متواتر پر نہیں!

سارا جہان اور ہر منکرِ حدیث صرف خبرِ واحد کی بنا پر ایک شخص کو اپنا باپ مان لیتا ہے۔ اور زندگی بھر اس ولدیت کو یاد رکھتا اور لکھتا ہے۔ ثابت ہوا۔ کہ خبرِ واحد موجبِ عمل ہے۔

پھر ساری امت سے بزرگ ، نیک ، عادل اور متقی صحابہ کی خبرِ واحد (حدیث) کیونکر موجبِ عمل اور حجت نہ ہو؟

حدیث کے ظنی ہونے کا مطلب

منکرینِ حدیث کہتے ہیں۔ کہ حدیث چونکہ ظنی ہے ۔ یقینی نہیں۔ اس لئے واجب العمل اور حجت نہیں ہوسکتی۔ جو لوگ ظن کے معنی نہیں جانتے۔ وہ اس دھوکا میں آ سکتے ہیں کہ واقعی ظنی چیز موجبِ عمل نہیں ہوسکتی۔ شراب کا لفظ عام ہے ہر کوئی شراب کو برا جانتا ہے۔ اور شرابی پر لعنت بھیجتا ہے۔ اگر کہا جائے۔ کہ قرآن میں لکھا ہے۔ کہ شراب میں بعض

Marfat.com

ہے۔ تو کوئی نہ مانے گا۔ بلکہ حیران ہو گا۔ کہ کیا کہا گیا ہے
تعجب اور حیرانگی صرف اس لئے ہے۔ کہ شراب کے معنی مے
نہیں۔ صرف ایک ہی معنی مشہور ہو گئے ہیں۔ کہ ٹھیکے پر
شراب بکتی ہے۔ جو شرعاً حرام ہے۔ بس وہی شراب ہے۔
خمر شراب کے نام سے زبان زدِ عام ہے۔ حالانکہ خمر حرام ہے
شراب (ہر پینے کی چیز) حرام نہیں۔

شراب شُرب سے ہے۔ اور شُرب کے معنی پینا ہے۔ ا
شراب ہر پینے کی چیز کو کہتے ہیں۔ دودھ، چائے۔ لسی، شہ
ہر قسم کا مشروب ۔ غرض ہر وہ چیز جو پیتے ہیں۔ شراب کہلا
ہے۔ قرآن میں شہد کے متعلق ہے۔

يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ
شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ۔ (سورہ نحل)

شہد کی مکھی کے پیٹوں سے شراب (پینے کی چیز)
نکلتی ہے۔ کہ مختلف ہیں رنگ اس کے، اس
میں لوگوں کے لئے شفا ہے"

یہاں شہد کو شراب کہا گیا ہے۔ یعنی پینے کی چیز، ا
جو حرام ہے۔ اس کو خمر (Wine) کہتے ہیں۔
شراب کے عام معنوں کی طرح ظن[1] کے عام معنی

[1] ظن اصل میں ذہن کی مختلف حالتوں کا نام ہے۔ اور ذہن کی
حالتیں تخمین، جزم، جہل مرکب، شک، وہم اور یقین ہیں۔ ہر
محل پر یہ سب معنی لئے جاتے ہیں۔

Marfat.com

اچھے نہیں لئے جاتے۔ حالانکہ ظنّ کے اچھے معنی بھی ہیں۔ منکرینِ حدیث نے ظنّ کے بُرے معنوں میں حدیث کو ظنّی کہہ کر مسلمانوں کو اس سے بدظن کیا ہے۔ دیکھئے لغت میں اس کے کئی معنی لکھے ہوئے ہیں۔

ظَنَّ یَظُنُّ ظَنًّا۔ فرض کرنا، جاننا، شبہ کرنا، ظَنٌّ۔ خیال قیاس، گمان، امکانِ غالب۔ ظِنَّةٌ۔ بدگمانی، شبہ، مظنونات، غالب گمان والے مسائل۔ وہ مسائل جن پر یقین کے قریب بھروسہ ہے۔ (معجم العربیہ)

ظَنَّ۔ جاننا، یقین جاننا، گمان، خیال، قیاس، شبہ، وہم۔ وغیرہ (المنجد)

قرآن مجید میں ظن کئی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

ظنّ یقین کے معنی میں

وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِی الْاَرْضِ وَ لَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا (پ ۲۹ ع ۱۱) اور ہم نے یقین جان لیا۔ کہ ہم نہ تو زمین میں (رہ کر) خدا کو ہرا سکتے ہیں۔ اور نہ (کسی طرف) بھاگ کر اس کو ہرا سکتے ہیں۔"

یہاں ظن یقین کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ کیونکہ [illegible] اقرار کرتے ہیں۔ کہ ہم اللہ کو ہرا نہیں سکتے۔ تو خدا کو ہرا سکنے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یقین ہی ہے

وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ ط (پ ۱۰ ع ۳)
اور (تین صحابہ نے جو غزوہ تبوک میں شریک نہ ہو
سکے تھے۔) یقین کر لیا۔ کہ خدا (کی گرفت) سے
سوائے اس کے اور کہیں پناہ نہیں"

یہاں بھی ظن بہ معنی یقین مستعمل ہے۔ کیونکہ اس بات پہ یقین ہے۔ کہ سوائے خدا کے خدا کی پکڑ سے کہیں پناہ نہیں مل سکتی۔ بیشک یہ بات حق ہے۔

ظن احتمال راجح کے معنی میں

وَظَنَّتْ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ۝ (پ ۲۹ ع)
اور جانا اس نے کہ (اب)
جدائی ہے"

نزع کے وقت موت کا امکان غالب ہوتا ہے۔ یہاں ظن احتمال راجح کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

ظن شک کے معنی میں

وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا ط
اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ
شَيْـًٔا ط (پ ۱۱ ع ۹)
اور ان لوگوں کے اکثر تو بس اٹکل پر چلتے ہیں
سو اٹکل کے تکے" حق کے مقابلہ میں کچھ کام
نہیں آتے"

حدیث کی ظنیت

اب سمجھیں کہ حدیث کو جو ظنی کہا جاتا تو اس ظن کے معنی شک و گمان وہم نہیں ہیں۔ اگر حدیث کی ظنیت کے

محدثین حدیث کو حجت قرار نہ دیں، حالانکہ تیرہ سَو سال کی ساری امت حدیث کی حجیّت کی قائل ہے. اور شک اور وہم کو حجت سے کیا واسطہ؟ منکرین حدیث، حدیث شریف کو ظنیّ کہہ کر ظن کے معنی بدگمانی، شک، شبہ اور وہم کے لیتے ہیں. یعنی ظن کے اِن بُرے معنوں میں حدیث کو ظنی کہہ کر ناقابلِ عمل بتاتے ہیں. اور یہ نہیں بتاتے. کہ ظن کے معنی یقین، احتمال راجح، اور امکان غالب بھی ہیں. دیکھئے. ایک پیغمبر حضرت یونس علیہ السلام بھی ظن کا لفظ ... استعمال کرتے ہیں.

وَ ذَاالنُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ ۔ (پ ۱۷)

اور ذالنون (حضرت یونسؑ) جب (قوم سے) ناراض ہوکر چل دیئے۔ اور ظن کیا۔ کہ ہم انہیں کسی مشکل میں نہ ڈالیں گے؟

اس آیت میں حضرت یونسؑ کا ظن کرنا ذکر کیا گیا ہے. اب کافر بھی ظن کرتے ہیں۔

وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا ط (پ ۱۱)

اور اکثر ان کے ظنّ پر چلتے تھے۔

غور کریں. کہ حضرت یونسؑ نے بھی ظن کیا — اور کافروں نے بھی ظن کیا. کیا دونوں جگہ ایک ہی معنے ہیں نہیں! اسی طرح حدیث کو جب ظنی کہا —

Marfat.com

جاتا ہے۔ تو ظن کے معنی شک، شبہ اور وہم نہیں ہے
بلکہ امکان غالب، احتمال راجح (PROBABLE PRESUMPTION)
اور قریب بہ یقین لئے جاتے ہیں۔ یاد رہے۔ کہ ائمہ حدیث
حدیث کو ظنی کہتے ہیں۔ تو ظن کے عرفی معنی لیتے ہیں۔ اور
کو واجب العمل جانتے ہیں۔ اور شرعاً حجت مانتے ہیں۔

ظن حجت کو ایک دوسرے طریق سے سمجھیں۔ کہ ایک
ظن علم کی قسم سے ہے۔ اور ایک عملی۔ پھر عملی ظن کے دو
ہیں۔ ایک حسن ظن، دوسرا سوئے ظن۔ حضرت عائشہ صدیقہ
پاک دامنی پر، آیت آئی۔ لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ
وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا۔ جب تم نے (بہتان کی بات) کو
سنا۔ تو مسلمان مردوں اور عورتوں نے کیوں نہ حسن ظن کیا۔
مثال ہے حسن ظن کی۔ اور سوئے ظن یہ ہے۔ اِجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا
مِّنَ الظَّنِّ۔ اجتناب کرو اکثر ظنوں سے" یعنی سوئے ظن
سے۔ اور وہ ظن جو حجت اور موجب عمل ہے۔ وہ حسن ظن
اور سوئے ظن کے علاوہ ہے۔ اور وہ یقین کی نظیر
(RESEMBLANCE) اور مثل۔ یہی وہ ظن ہے جو آفاق
انفس پر چھایا ہوا ہے۔ جو سارے جہان پر مسلط ہے
سب نظام عالم ظن پر چل رہا ہے۔ حافظ عزالدین
کی ہمہ گیری کے متعلق لکھتے ہیں۔

دارین کے مصالح اور مفاسد کا دارومدار ظن
جو لوگ آخرت کے لئے عمل کرتے ہیں۔ وہ جانتے

Marfat.com

نہیں رکھتے. بلکہ تمام نیک کام حسنِ ظن کی بنیاد پر کرتے ہیں. اور ڈرتے ہیں کہ یہ اعمال قبولیت کے لائق نہ ہوں. خدا تعالےٰ فرماتا ہے.

وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَا اٰتَوْا وَّ قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رَاجِعُوْنَ ۝ (پ ۱۸ ع ۴)

اور مسلمان دیتے ہیں (راہ خدا میں) خدا کے دیئے ہوئے سے اور ان کے دل ڈرتے ہیں کیونکہ وہ اپنے پروردگار کی طرف لوٹنے والے ہیں؛

دنیا والوں کا بھی یہی حال ہے. تاجر ظن کی بنا پر اپنا سرمایہ لگاتا ہے. کہ وہ حفاظت کے ساتھ اس سے نفع اٹھائیگا. اور پیشہ ور یہ ظن گھر سے لیکر نکلتا ہے. کہ اس کی محنت بار آور ہوگی. دہقان ظن پر ہی غلہ مٹی میں بکھیرتا ہے. (کہ کھیتی اُگے گی) بجڑوں اور گھوڑوں والے کرایہ کے ظن سے نکلتے ہیں. کہ ان کو مزدوری ملے گی. بادشاہ اسی ظن سے شہروں کی حفیلیں بناتے اور فوج اکٹھی کرتے ہیں. کہ یہ اسباب انہیں سہارا دیں گے. فوج اسی ظن پر مسلح کی جاتی ہے. کہ (جنگ میں) سلامت رہ کر فتح پائے گی. سفارش اس ظن پر کی جاتی ہے. کہ مانی جائے گی. اہل علم کامیابی کی امید پر عمر صرف کرتے ہیں. مناظر اور مجتہد کامرانی کے ظن پر دلائل سے بحث کرتے ہیں. اور کا علاج صحت کے خیال اور ظن کی بنا پر کیا جاتا ہے. غرض طور پر یہ سب ظن کے تابع ہوتے ہیں. پس ان

فتنوں سے صرف جاہل ہی لاپروا ہوتے ہیں۔

(ترجمہ از قواعد الاحکام فی مصالح

معلوم ہوا۔ کہ جہاں ظن کے سر پہ آباد ہے۔ تما
ظن پہ ہی چل رہے ہیں۔ اور کسی کو ظن سے مفر
نہیں۔ منکرین حدیث کو صرف حدیث کے ساتھ ہی بغض
اور بیر ہے۔ کہ اسے بُرے معنیٰ میں ظنی کہہ کہہ کر عوام
نگاہ سے گراتے اور ناقابلِ عمل بناتے ہیں۔

قرآن کے تواتر کی مانند حدیثوں کا تواتر عملی

منکرینِ حدیث کہتے ہیں۔ کہ قرآن بالکل وہی ہے جو
اللہ پہ اترا تھا۔ اس کا ثبوت یہ دیتے ہیں۔ کہ وہ تواتر
ہم تک پہنچا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ پانچ نمازیں، ان نماز
کے اوقات، اذان، اقامت، نماز کی ہیئت، اور ترکیب
نماز میں اپنے اپنے موقع اور محل پہ پڑھنے کی دعائیں
شروع سے اخیر تک — پھر زکوٰۃ کا نصاب، شرح زکو
اور اس کے مصارف، پورے مہینے کے روزے
افطار کے احکام اور دیگر مسائلِ صیام، حج اور اس
مناسک، مہینے کا تعین، قربانی، نماز عیدین، نکاح
طریقہ نکاح وغیرہ بھی پورے چودہ سو سال سے
ہم تک پہنچایا ہے۔ اور جو چیز اس صورت
پہنچایا ہے۔ بعینہٖ وہی صورت

ثابت ہوا۔ کہ حدیثیں عملاً محفوظ چلی آرہی ہیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ بچہ پیدا ہو۔ تو اس کے کان میں اذان کہو۔ ساتویں دن اس کے سر کے بال اتراؤ۔ اور اس کا اچھا نام رکھو۔ اور عقیقہ کرو۔ اس کا ختنہ (Circum-cision) کرو۔ تیرہ سو سال سے تواتر عملی نے یہ چیزیں ہم تک بعینہٖ پہنچا دی ہیں۔ ثابت ہوا۔ حدیث عملاً محفوظ ہے۔

احرام، احرام باندھنے کی جگہیں، تلبیہ کہنا۔ حج مفرد۔ قِران، تمتع، طواف میں رمل، استلام، طوافِ وداع، ہدی کے مسائل، عرفات اور مزدلفہ میں قیام، وقوفِ عرفات کی انتہا حج میں نحر، رمی جمار، عورت محرم کے ہمراہ حج کو جائے۔ طوافِ زیارت، محرم کے کپڑے، حج کے مہینے، حج کی تاریخ کا تعین وغیرہ، یہ سب باتیں جس طرح حدیث میں آئی ہیں بعینہٖ امت محمدیہ کا تواتر بھی اسی طرح ہے۔ ثابت ہوا۔ کہ حدیثیں عملاً محفوظ ہیں۔

مردہ کو نہلانا، کفن پہنانا، جنازہ پڑھنا، جنازہ کی تکبیرات، جنازہ کی دعائیں۔ قبر کھودنا، دفن کرنا وغیرہ جیسے حدیث میں لکھا ہوا ہے۔ ساڑھے تیرہ سو سال سے امت کا تواتر عملی بھی ایسے ہی ہے۔ ثابت ہوا۔ کہ احادیث عملاً محفوظ ہیں۔

حدیث میں ہے حضور نے پانچ نمازیں پڑھیں۔ فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشاء۔ امت کا تواتر عمل بھی پانچ ہی نمازوں پر ہے۔ ثابت ہوا۔ حدیث عملاً محفوظ ہے۔

Marfat.com

حدیث میں ہے۔ حضورؐ نے فجر کو دو فرض ظہر
فرض، عصر کو چار فرض، مغرب کو تین فرض، عشاء کو
فرض پڑھے۔ بعینہٖ پونے چودہ سو سال سے امت کا
عمل، فرائض کی اتنی ہی رکعات پر ہے۔ ثابت ہوا۔ عملاً
عملاً محفوظ ہے۔ علاوہ کتابت کے۔

حدیث میں ہے۔ حضورؐ نے فرض نمازوں کے ساتھ با
رکعت نوافل ہمیشہ پڑھے ہیں۔ دو فجر کے فرضوں سے پہلے
چار ظہر کے فرضوں سے پہلے اور دو بعد۔ دو مغرب کے فرض
کے بعد، اور دو عشاء کے فرضوں کے بعد۔ امت کا توارث
عمل بھی ان بارہ سنتوں پر چلا آرہا ہے۔ ثابت ہوا۔ حدیث
عملاً محفوظ ہے۔"

حدیث میں ہے۔ کہ حضورؐ نے ابتدائے نماز میں اَللّٰھُمَّ
بَاعِدْ بَیْنِیْ — یا — سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ — پڑھا۔ پھر سورۃ فاتحہ
پھر قرآن کی کوئی سورت پڑھی۔ پھر رکوع کیا۔ اور رکوع میں
سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ۔ پڑھا۔ پھر سر اٹھا کر سیدھے کھڑے
اور ساتھ ہی سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ
کَثِیْرًا طَیِّبًا مُبَارَکًا فِیْہِ پڑھا۔ پھر سجدہ میں آئے
سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پڑھا۔ پھر اٹھ کر بیٹھے
اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ
دوسرا سجدہ کیا۔ اور سجدہ کی
میں التحیات پڑھا۔ درود شریف

سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہوگئے۔ یہ طریق نماز ساڑھے تیرہ سَو سالہ امت کے تواتر عملی نے ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔ اور کروڑوں مسلمانوں کا آج اِسی طریقِ نماز پہ عمل ہے۔ ثابت ہؤا۔ کہ حدیث کی کتابوں میں جو یہ طریق لکھا ہؤا ہے۔ وہ حق ہے۔ اور حدیث عملاً محفوظ ہے۔

مثال کے طور پر ہم نے یہ چند امور گنائے ہیں۔ تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔ آپ خوب جانتے ہیں۔ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال۔ یعنی حدیثیں تیرہ سَو سال سے امت محمدیہ تواتر عملی سے پہنچا رہی ہے۔ اور کتابتِ حدیث کے عین مطابق ہے۔

خوب یاد رکھیں۔ کہ جس طرح قرآن کا الہامی ہونا ساڑھے تیرہ سَو سال کے روایتی تواتر سے محفوظ ہے۔ ایسے ہی حدیث بھی ساڑھے تیرہ سَو سال کے عملی تواتر سے محفوظ ہے۔ صحابہ سے لیکر آج تک ہر زمانے کے جن کروڑوں مسلمانوں نے قرآن کی حفاظت کی ذمہ داری پوری کی ہے۔ اُن ہی مسلمانوں نے اپنے عمل اور مشق کے ساتھ حدیث کی حفاظت کا فرض پورا کیا ہے اور دونوں ذمہ داریوں سے کماحقہٗ عہدہ برا ہوئے ہیں۔ قرآن کو قولی تواتر اور حدیث کو عملی تواتر کے ساتھ ہر صدی کے دوسری صدی والوں کو برابر پہنچاتے چلے آئے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کا یہ فرمان کتنا حق ثابت

Marfat.com

ہوا ہے۔ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ۔ کہ قرآن کا جمع کرنا ہمارے ذمہ ہے۔

خدا نے قرآن حضورؐ کے سینہ اطہر میں جمع کیا اور صدہا صحابہؓ کے سینوں میں جمع کیا۔ اور اس وقت سے تک ہر زمانے میں ہزاروں مسلمانوں کے سینے میں جمع ہے۔ اور اس طرح اس کی حفاظت کرتا ہے۔ پھر فرمایا۔ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ۔ قرآن کا بیان (تشریح، تبیین اور جزئیات) ہمارے ذمہ ہے؛

خدا نے قرآن کی تشریح کا ذمہ اس طرح پورا کیا کہ اس نے وحی کے ذریعہ حضور انورؐ سے قرآن کی تشریح کرائی جو حدیثیں ہیں۔ پھر ان احادیث کو امتِ محمدیہ کے عمل تواتر کا شرف بخشا۔ پس قرآن بھی امتِ محمدیہ کے تواتر سے پہنچا اور احادیث بھی امت کے عملی تواتر سے ہم تک پہنچیں اور خدا کا وَعْدَهٗ جمعِ قرآن اور تشریحِ قرآن کا پورا ہو گیا۔ کہ دونوں محفوظ ہیں۔ اور امت کے عمل میں ہیں۔ و نعم ما قیل۔ ؎

وَ قَدْ اَحْكَمَ اللّٰهُ اٰيَاتِهٖ
وَ كَانَ الرَّسُوْلُ عَلَيْهِ دَلِيْلَا
وَ اَوْضَحَ لِلْمُسْلِمِيْنَ السَّبِيْلَ
فَلَمْ تَبْقَ شُبْهَةٌ
یعنی خدا تعالیٰ نے اپنی آیات

دیں۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس پر دلیل ہو چکے۔ اور حضورؐ نے مسلمانوں کے لئے راستے کو واضح کر دیا۔ پس اس (راہ رسولؐ یعنی عمل بالحدیث) کے سوا کسی اور رستے پر نہ چل"

رسولِ خدا قرآن کیساتھ اسکی مثل بھی دیئے گئے

اِنِّیْ اُوْتِیْتُ الْقُرْاٰنَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ

اَلَا اِنِّیْ اُوْتِیْتُ الْقُرْاٰنَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ اَلَا یُوْشِكُ رَجُلٌ شَبْعَانٌ عَلٰی اَرِیْكَتِهٖ یَقُوْلُ عَلَیْكُمْ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ فَمَا وَجَدْتُّمْ فِیْهِ مِنْ حَلَالٍ فَاَحِلُّوْهُ وَمَا وَجَدْتُّمْ فِیْهِ مِنْ حَرَامٍ فَحَرِّمُوْهُ وَاِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَمَا حَرَّمَ اللّٰهُ اَلَا لَا یَحِلُّ لَكُمُ الْحِمَارُ الْاَهْلِیُّ وَلَا كُلُّ ذِیْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ وَلَا لُقْطَةُ مُعَاهِدٍ اِلَّا اَنْ یَّسْتَغْنِیَ عَنْهَا صَاحِبُهَا وَمَنْ نَّزَلَ بِقَوْمٍ فَعَلَیْهِمْ اَنْ یَّقْرُوْهُ فَاِنْ لَّمْ یَقْرُوْهُ فَلَهٗ اَنْ یُّعْقِبَهُمْ بِمِثْلِ قِرَاهُ ۔ (ابوداؤد)

حضرت مقدام بن معدیکربؓ روایت کرتے ہوئے کہتے

Marfat.com

ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
لوگو! تم کو آگاہ رہنا چاہیئے۔ کہ بیشک میں قرآن
دیا گیا ہوں۔ اور اس کے ساتھ اس کی مثل اور
چیز بھی دیا گیا ہوں۔ خبردار رہو! کہ بعید نہیں کہ
کوئی آسودہ حال آدمی اپنے مسند پر بیٹھ کر کہے
(بے نیازی سے) یہ کہے۔ لازم پکڑو اپنے اوپر
(صرف) قرآن ہی کو۔ اس میں جو حلال پاؤ اس
کو حلال جانو۔ اور اس میں جو حرام پاؤ۔ اس کو
حرام جانو۔ اور تحقیق جو کچھ کہ حرام کیا (نبوی)
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے، مانند اس کے
ہے۔ جو حرام کیا اللہ تعالےٰ نے۔ آگاہ رہو کہ
نہیں حلال تمہارے لئے گدھا خانگی۔ اور کچلی
والا جانور درندوں سے اور نہ کسی ذمی کی گری
پڑی چیز۔ جب تک کہ وہ اس کی ضرورت سے
بے نیازی کا اظہار نہ کرے۔ اور جو شخص ایک
قوم کا مہمان ہو۔ پس لازم ہے ان پر مہمانی اس
کی۔ اگر اس کی مہمانی نہ کریں۔ تو وہ ان سے
اپنی مہمانی لے سکتا ہے"

اس حدیث میں حضورؐ نے فرمایا ہے کہ میں قرآن
اس کی مثل اور چیز بھی دیا گیا ہوں۔ صاف بتا
سے مراد صرف حدیث نبوی ہی ہے۔ اور کچھ

Marfat.com

کے متعلق آپ پہلے پڑھ چکے ہیں۔ کہ وہ غیر کتابی وحی ہے۔ پس حضورؐ کو ایک قرآن ملا۔ اور دوسری قرآن کی مثل حدیث ملی۔ حدیث قرآن کی مثل اس لئے ہے۔ کہ وہ بھی وحی ہے۔ اور قرآن بھی وحی۔ پس وحی، وحی کے مثل ہوئی۔

حضورؐ نے فرمایا۔ خبردار! بعید نہیں کہ کوئی آسودہ حال آدمی اپنے مسند پہ بیٹھ کر یہ کہے۔ کہ لازم پکڑو اپنے اوپر قرآن کو۔

یعنی حضورؐ نے بذریعہ وحی یہ خبر دی ہے۔ کہ وقت آئے گا۔ کہ پیٹ بھرے آسودہ حال لوگ اپنے مسندوں پہ براجمان ہوکر کہیں گے۔ کہ صرف قرآن ہی کو مانو۔ اس میں جو حلال ہے۔ وہی حلال مانو۔ اس میں جو حرام ہے۔ وہی حرام مانو۔ قرآن کے سوا کسی اور چیز کو مت مانو۔ دین صرف قرآن ہی ہے۔ قارئین کرام غور کریں۔ کہ حضورؐ کی حدیث کا یہ کتنا بڑا معجزہ ہے۔ کہ ارشاد خیرالوریٰ (حدیث) کے عین مطابق ایسے لوگ موجود ہوگئے۔ جو کہتے ہیں کہ دین صرف قرآن ہی ہے۔ صرف قرآن کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام مانو۔ حدیث دین نہیں۔ قابلِ عمل نہیں۔ اس سے حدیث کی صحت، ثقاہت، حفاظت، صداقت اور حجیت بھی ثابت ہوگئی اور یہ بھی ثابت ہوا۔ کہ حدیث کے خلاف ایسا پراپگنڈا کرنیوالے لوگ غلط کار اور ابلہ فریب ہیں۔

حضورؐ نے فرمایا۔ جو کچھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

نے حرام کیا ہے۔ وہ بھی اللہ کے حرام کرنے کے برابر ہے
یعنی قرآن بھی وحی ہے۔ اور حدیث بھی وحی ہے
لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جو حرام کریں گے
کریں گے۔ یا جو کچھ بھی زبان اطہر سے فرمائیں گے
کی حیثیت خدا کے حکم کی طرح ہوگی۔ پس جو کچھ بھی
حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ وہ قرآن کی مانند ہے۔

حضورؐ نے بطور مثال کے فرمایا۔ گدھا خانگی اور کچلی وا
جانور قرآن میں حرام لکھا ہوا نہیں ہے۔ لیکن میں (محمد
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) ان کو (بوحی خفی) حرام کرتا
ہوں۔ پس ان کی حرمت ایسے ہی ہے۔ جیسے قرآن میں
چیز کی حرمت بیان کی گئی ہو۔

ابو داؤد میں ایک اور حدیث عرباض بن ساریہؓ کی
روایت سے آئی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فر
کیا کوئی شخص تم میں سے اپنی چھپرکٹ (مسند)
پہ تکیہ کئے ہوئے یہ خیال کرتا ہے۔ کہ خدا نے صرف
ان چیزوں کو حرام کیا ہے۔ جو قرآن میں ذکر
کی گئی ہیں۔ اَلَا وَاِنِّیْ وَاللّٰہِ قَدْ اَمَرْتُ
وَ وَعَظْتُ وَ نَهَيْتُ عَنْ اَشْيَاءَ اِنَّهَا لَمِثْلُ
الْقُرْاٰنِ — خبردار رہو! اللہ کی قسم میں نے
میں نے بھی حکم کیا ہے۔ اور نصیحت
اور منع کیا ہے کئی چیزوں سے

بھی) قرآن کی مانند ہیں۔"
حضور انورؐ صلے اللہ علیہ وسلم کے متذکرۃ الصدر ارشادات سے ثابت ہوا۔ کہ دین اور شریعت تنہا قرآن ہی نہیں ہے بلکہ قرآن اور حدیث دونوں کا نام دین ہے! اور دونوں حضور کو منجانب اللہ ملے ہیں! ؎

روشن ہے شمع علم خدا کے کلام میں
نور عمل ہے اُسوۂ خیر الانام میں

قرآن اور حدیث دونوں متساوی ہیں

اوپر آپ پڑھ چکے۔ کہ حضورؐ نے فرمایا۔ کہ میں قرآن کی مثل اس کے ساتھ اور چیز بھی دیا گیا ہوں — یعنی حدیث۔ جب قرآن بھی خدا نے دیا۔ اور حدیث بھی خدا نے دی۔ تو دونوں من جانب اللہ ہونے کے سبب متساوی اور برابر ہوئے۔ پس صحیح حدیث کا منکر قرآن کے منکر کی مانند ہوا۔ خرج من الاسلام
ارشاد خداوندی ہوتا ہے۔ لَقَدْ جَاءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ۔ بے شک تیرے پاس تیرے رب کی طرف سے حق ہے۔" یہاں خدا نے قرآن کو حق کہا ہے۔
حضورؐ نے فرمایا۔ اے عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ!

Marfat.com

اُكْتُبْ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَا خَرَجَ مِنِّیْ اِلَّا حَقٌّ

حدیثیں لکھ لیا کرو۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میری جان ہے۔ میرے منہ سے حق ہی نکلتا ہے۔" یہاں نبی نے حدیث کو حق فرمایا ہے۔ ثابت ہوا۔ کہ قرآن بھی حق ہے اور حدیث بھی حق ہے۔ دونوں برابر ہوئے۔

سورۃ توبہ میں خدا نے فرمایا۔ لِیَتَفَقَّهُوْا فِی الدِّیْنِ تاکہ یہ لوگ دین کو سمجھ لیں اور دین منزل من اللہ ہے۔

حضرت انسؓ سے مستدرک حاکم میں مرفوعاً آیا ہے اُنْظُرُوْا عَمَّنْ تَاْخُذُوْنَ هٰذَا الْحَدِیْثَ فَاِنَّهٗ دِیْنٌ حضورؐ نے فرمایا۔ دیکھ لو۔ کہ تم حدیث کس سے لے رہے ہو بیشک حدیث تمہارا دین ہے۔" یہاں حدیث کو دین کہا گیا ہے۔" ثابت ہوا۔ کہ حدیث بھی دین ہوکر منزل من اللہ ہوئی — پس قرآن اور حدیث دونوں متساوی ہوئے۔ !

حضرت امام شافعیؒ ارشاد فرماتے ہیں۔

انه لم یسن شیأ الا بامر وهو علی وجهین

اما بوحی یتلی علی الناس او اما بسنة سن

الله ان افعل کذا قول الله تعالیٰ وَاَنْزَلَ

عَلَیْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۔ الکتاب

والحکمة۔ السنة وهو ما جاء

Marfat.com

تلاوته ویؤید ذالك فی قصة العسیف
لا قضین بینکما بکتاب اللہ ای بوحیه۔

(از فتح الباری)

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خدا کے امر
کے بغیر کوئی شرعی فیصلہ صادر نہیں فرمایا۔ اور
وہ امر حضورؐ کو دو طرح سے ملا ہے۔ یا بذریعہ
وحی کے جو لوگوں پر تلاوت کی جاتی ہے (وحی متلو)
یا بذریعہ وحی غیر متلو۔ جیسا اللہ نے فرمایا "اللہ
تعالےٰ نے تم پر اے میرے پیارے رسولؐ، کتاب
اور حکمت اتاری ہے" کتاب سے مراد وحی متلو
ہے۔ اور حکمت سے مراد وحی غیر متلو ہے (یعنی
حدیث پاک، اور اس بات کی تائید وہ مزدور
کا قصہ ہے۔ جس نے اپنے مالک کی بیوی سے
زنا کیا تھا۔ اور حضورؐ نے فرمایا تھا۔ کہ میں کتاب
اللہ کے ساتھ فیصلہ کروں گا۔ یعنی اس کی
وحی سے"
پھر جو حضور انورؐ نے فیصلہ صادر فرمایا۔ وہ قرآن میں
موجود نہیں ہے۔ بلکہ حدیث میں ہے۔ پس ثابت ہوا۔ کہ
کتاب اللہ سے حضورؐ کا مطلب وحی غیر متلو تھی" یعنی
حدیث کے فیصلے کو کتاب اللہ کا فیصلہ کہا۔ معلوم ہوا۔ کہ
قرآن اور حدیث دونوں اہم شریعہ ہیں۔ اس لئے کہ دونوں

(بقیہ صفحہ ۳۸۲ پر ملاحظہ ہو)

Marfat.com

وحی ہیں۔

بخاری شریف میں حضرت امام الدنیا فی الحدیث

باندھتے ہیں۔

باب ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یسئل مما لم ینزل علیہ الوحی فیقول لا ادری او لم یجب حتی ینزل علیہ الوحی ولم یقل بداءۃ و قیاس لقولہ بما اراک اللہ۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کوئی دینی امر پوچھا جاتا۔ تو آپ اس وقت تک اپنی رائے قیاس سے اس کا جواب نہ دیتے جب تک اس کے بارے میں آپ پر وحی نہ اتر آتی، یا خاموش رہتے یا فرماتے میں نہیں جانتا۔

اس جگہ وحی سے مراد دونوں قسم کی وحی ہے۔ وحی کتابی یعنی وحی قرآن۔ یا وحی غیر کتابی یعنی حدیث۔ معلوم ہوا۔ تمام احادیث صحیحہ خدا کی وحی ہے۔ لاکھوں درود و سلام رحمت ہو کہ ہر دینی اور شرعی بات کا جواب وحی سے دیتے تھے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۵۱) اس سے یہ مغالطہ نہ کھائیں۔ کہ خدا اور رسول دونوں برابر یا متساوی ہیں۔ ہرگز نہیں! اللہ معبود برحق، خالق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے، مخلوق، مربوب اور سید المرسلین ہیں۔ کی حدیث اس لئے قرآن کے برابر ہے کہ دونوں کا وحی الٰہی حکم ہے۔ ایک ہی سرچشمہ کی دو نہریں ہیں۔

Marfat.com

یت اترتی۔ یا قلب اطہر پر القا ہوتا۔ کتنا مرتبہ ہے حضور سید
لمرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کا۔ کہ زبانِ اقدس متحرک
یا وحی تھی ؎

اَمَّا الْحَدِیْثُ فَلَا یَخْفٰی جَلَالَتُہٗ
فَاِنَّہٗ مِنْ عُلُوْمِ الدِّیْنِ عُمْدَانُ

حدیث پاک کی بندگی اور عظمت پوشیدہ نہیں بیشک
حدیث علوم دین کا دیائے اعظم ہے؛

عُمْدَانُ فَیْضٍ طَوِیْلُ الْبَاعِ مُحْتَشَمَۃٌ
فِیْہِ جُمَانٌ وَّ یَاقُوْتٌ وَّ مَرْجَانُ

یہ فیض کا دیا بزرگی میں بازوئے دراز رکھتا ہے
اس میں بیش قیمت موتی اور یاقوت اور مرجان ہیں"
مسند احمد اور طبرانی میں ہے۔

عن جبیر بن مطعم ان رَجُلًا قَالَ یا رسول
اللہ ای البلدان احب الی اللہ وابغض الیہ
قال لا ادری حتی اسأل جبرائیل فاتاہ
جبرائیل وعند الطبرانی فی الاوسط فعرج الی
السماء اتاہ فاخبر ان احب البقاع الی اللہ
المساجد وابغض البقاع الی اللہ الاسواق۔

جبیر بن مطعمؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک شخص نے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ اے
اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ کے نزدیک کون سی

Marfat.com

جگہ مروب اور کونسی جگہ ہوسکتی ہے
میں نہیں جانتا تو فوراً جبریل نے زمین
لی۔ پس جبریل علیہ السلام آگئے۔ اور حضورؐ سے
ان سے پوچھا؟ تو جبریل علیہ السلام آسمان کی
طرف چڑھ گئے۔ پھر اللہ رب العزت سے ریاست
کر آئے۔ اور کہا۔ کہ اللہ تعالیٰ کو مسجدیں محبوب
ہیں۔ اور بازار ناپسند ہیں"

ثابت ہوا۔ کہ حضورؐ کی حدیث مخاطب اللہ ہے

مصطفےٰ ہرگز نہ گفتے تا نہ گفتے جبرئیل
جبرائیلش ہم نہ گفتے تا نہ گفتے کردگار

ساری امت حدیث پر ایمان رکھتی ہے

گذشتہ صفحات میں آپ سینکڑوں دلائل قرآنی
فرما چکے ہیں۔ جن سے حدیث کا دین، ماخذ دین
جزو دین ہونا ثابت ہوا ہے۔ تمام صحابہؓ، تابعین"
تابعین"، محدثین"، مجتہدین"، ائمہ اربعہ"، اولیاء
ترجمان دین، صوفیائے کرام، اور صلحائے امت
کے سب حدیث نبویؐ اور سنت مصطفےٰ
مانتے اور اس پر عمل کرتے اور
زندگی ہر حدیث و سنت کے

Marfat.com

ہے۔ دنیا کے گوشے گوشے میں دی خفی کی شہرت کی وجہ
ے نور ہی چلے۔ اور خدا کا قرب پایا۔ فرض سلدی ہست
ہی ہو یہ حدیث کی حجیت کی تمثل اور اس میں چھپی گئی ہے۔
اور اس وقت بھی تمام دنیا کے مسلم حدیث و سنت کو
دین مانتی ہے۔

کتاب و سنت کے متعلق حضور انور کے ارشادات

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَ
خَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ وَّ شَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا
وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ۔ (رواہ مسلم)

حضرت جابرؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک تمام باتوں سے
بہتر بات (The best discourse) اللہ کی
کتاب ہے۔ اور کتاب اللہ پر عمل کرنے کیلئے، تمام
راستوں سے بہتر راستہ (The best guidance)
راستہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اور تمام کاموں
سے بدترین وہ کام ہیں۔ جو خدا کے دین میں اپنی
طرف سے گھڑے جائیں۔ اور یاد رکھو۔ ہر بدعت
(Innovation) گمراہی ہے۔"

Marfat.com

قارئین کرام! نوٹ کریں. کہ حضورؐ نے
کرنے کے لئے اپنے راستے کو بہترین راستہ فرمایا ہے اور
یہ راستہ ہی دین ہے. شریعت ہے. امت کو چاہیے کہ
سنت اور حدیث پر عمل کرکے باہو رسول بنائے

رسول خدا کی نافرمانی

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کُلُّ
اُمَّتِیْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ اَبٰی قِیْلَ وَمَنْ
اَبٰی قَالَ وَمَنْ اَطَاعَنِیْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِیْ
فَقَدْ اَبٰی ط (رواہ البخاری)

حضرت ابی ہریرۃ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری سب
امت بہشت میں داخل ہوگی۔ سوائے اس کے کہ
جس نے قبول نہ کیا۔ پوچھا گیا۔ اور کس نے
قبول نہ کیا۔ فرمایا۔ جس نے اطاعت کی میری
داخل ہوا بہشت میں۔ اور جس نے نافرمانی کی میری
پس تحقیق قبول نہ کیا۔"

اس حدیث میں حضورؐ نے اپنی اطاعت کو
بہشت فرمایا ہے۔ اور اپنی نافرمانی کو اپنا انکار بتایا ہے
اطاعتِ رسول کا انکار کرتے ہیں۔ جس کا انجام
اور انکارِ حدیث سے رسول کو قبول نہ کرنا
امام وقت کو رسول کا اہل بتانا

رسولِ خدا باران ہدایت تھے

وَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ مَا بَعَثَنِیَ اللّٰہُ بِہٖ مِنَ الْھُدٰی وَالْعِلْمِ کَمَثَلِ الْغَیْثِ الْکَثِیْرِ۔ (بخاری۔مسلم)

حضرت ابی موسیٰ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مثال اس چیز کی کہ بھیجا مجھ کو اللہ نے ساتھ اس کے ہدایت اور علم سے مانند مثال مینھ کثیر ہے۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ حضور انورؐ بارانِ علم و ہدایت تھے۔ یعنی جس طرح آسمان سے مینھ برستا ہے۔ بالکل اسی طرح ہدایت خداوندی اور علم الٰہی کی بارش تھے۔ آپ جانتے ہیں۔ کہ جب آسمان سے بارش نہیں ہوتی۔ تو زمین خشک ہو جاتی ہے۔ کھیتی باڑی نہیں ہوتی۔ اور قحط پڑ جاتا ہے۔ ایسے ہی اگر علم و ہدایت کا مینھ نہ برسے۔ تو دل کی زمین خشک، بنجر اور ویران ہو جاتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کے دل کی کھیتی کو سرسبز و شاداب رکھنے کیلئے انبیاؑ کو رشد و ہدایت کا مینھ بناکر بھیجتا ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہدایت کا "غیث کثیر" (Shower of Rain) تھے۔ کہ سارا جہان سیراب ہو گیا۔ اور سرزمینِ عرب باغ نور بن گئی۔ معلوم ہوا۔ کہ قرآن سحابِ وحی اور ہدایت کا A CLOUD OF REVELATION ہے۔

Marfat.com

للعالمین" بارانِ ہدیٰ (guidance
اگر حضور" عمل کرکے نہ دکھاتے. تو قرآنی احکام
Compliance with an orders.

سنت کو زندہ کرنیکا ثواب

بلال بن حارث مزنی" روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ اَحْیٰ سُنَّةً مِّنْ سُنَّتِیْ قَدْ اُمِیْتَتْ بَعْدِیْ فَاِنَّ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اُجُوْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا۔ (رواہ الترمذی)

جس نے زندہ کیا (یعنی رواج دیا) میری سنت کو ایسی سنت کہ چھوڑ دی گئی تھی میرے بعد، پس تحقیق اس کے لئے ثواب ہے۔ مانند ان لوگوں کے کہ عمل کیا اس سنت پر"

حضور" کی سنت کو رواج دینے (To encourage) کا ثواب اس لئے ہے۔ کہ سنت خدا کی وحی ہے۔ اور وحی قرآنی وحی کی شارح ہے۔ سنت قرآن پر عمل کرانی ہے۔ ایک دوسری حدیث میں حضرت انور" ارشاد فرماتے ہیں

مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِیْدٍ ط (مشکوٰۃ)

جس نے دیں پکڑی میری سنت کو بگڑنے میری امت کے، پس اس

Marfat.com

شہیدوں کا ثواب ہے!

حضور انورؐ تو اپنی سنت اور حدیث کو زندہ کرنے، رواج دینے اور محکم پکڑنے کا ارشاد فرما رہے ہیں لیکن افسوس منکرین حدیث سنت کو مٹانے اور اسے دین سے خارج کرنے کی تگ و دو کر رہے ہیں۔ لیے لوگوں کو خدا کا خوف کرنا چاہیئے۔ اور سوچنا چاہیے، کہ جب حدیث اور سنت نہ رہی۔ تو من بالقرآن کا نام و نشان نہ رہا۔

سنت باعث جنت ہے

حضرت ابی سعید خدریؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ اَكَلَ طَيِّبًا وَ عَمِلَ فِي سُنَّةٍ وَ اَمِنَ النَّاسُ بَوَائِقَهٗ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔ (ترمذی)

جس نے کھایا حلال اور عمل کیا میری سنت پر، اور امن میں رہے لوگ اس کی زیادتی سے، داخل ہوگا بہشت میں!

معلوم ہوا۔ کہ سنت پر عمل کرنا موجب بہشت ہے۔ اور حلال کھانا اور لوگوں کو ایذا نہ دینا — یہ بھی حضور انورؐ کی فرمانبرداری ہے۔

ہر عالم امت کو دو چیزیں دے گئے ہیں

وَ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ

بَلَغَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

Marfat.com

وَسَلَّمَ تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ
تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللّٰهِ وَ سُنَّةَ رَسُولِهِ

(رواہ فی المشکوٰۃ)

مالک بن انس رضؓ نے بطریق ارسال روایت کی ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے
تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں۔ جب تک ان
دونوں کو پکڑے رہوگے۔ ہرگز گمراہ نہ ہوگے
"اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت"

قارئین کرام! یاد رکھیں۔ کہ رسولِ خدا امت
دو چیزیں دے گئے ہیں۔ کتاب اور سنت۔ پس
چیزوں کو دین اور شریعت جانو اور قرآن پر سنت
مطابق عمل کرو۔

جھوٹی حدیث بنانے کی سزا

مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا
فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ

النَّارِ (بخاری شریف)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص
جھوٹ بنائے مجھ پر جان کر پس چاہیے
وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں ڈھونڈ لے
چونکہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم
خدا کی وحی ہے۔ جہت ہے۔ دین
حضورؐ کے ذمہ لگانا موجب

Marfat.com

اس طرح فیرنی کی بات حجت اور دین بن جاتی ہے۔ جو نہیں بننی چاہیئے۔

حضورؐ کی اس تخویف (THREAT) نے صحابہؓ، تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کو لرزہ بر اندام کر دیا۔ اور وہ حدیث بیان کرتے وقت پھونک پھونک کر قدم رکھتے تھے۔ ڈرتے، لرزتے، نہایت احتیاط، ازحد ثقاہت، پختہ سند اور پوری ذمہ داری سے روایت کرتے تھے۔ رجال اور اسانید کے دفاتر راویوں ہی کی زندگیاں پرکھنے اور جانچنے کے لئے مدوّن ہوئے۔ اور ہر روایت کی بال کی کھال اتار کر رکھ دی گئی۔ اور روایتوں کی درجہ بندی کر دی گئی۔ اور موضوعات کے جعلی سکوں کو "اشرفیوں" سے جدا کرکے پرکھ دیا گیا۔ ہر راوی حدیث اور محدث کے سامنے حضورؐ کا مذکورہ انتباہ ہمیشہ پیش نظر رہا۔ کہ جس نے مَن کی جعل سازی (FABRICATION) عمداً رحمت عالمؐ کے ذمہ لگائی۔ وہ اپنی جگہ آگ میں تلاش کرے

احادیث کی تبلیغ کا ارشاد

احادیث قرآن کی تشریح ہیں۔ قرآن پر عمل کرنا سکھاتی ہیں۔ اور قرآن کے علاوہ بیشمار مسائل دینیہ پر مشتمل ہیں۔ دین اور حجت ہیں۔ خدا کی غیر کتابی وحی ہیں۔ اس لئے ان کی تبلیغ اور اشاعت نہایت اہم اور ضروری ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

بَلِّغُوا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَۃً۔ پہنچاؤ میری طرف سے اگرچہ

Marfat.com

ہو ایک آیت" (بخاری)

Circulate from me though
at sentence"

ارشاد نبوی کی حجیت اور اہمیت اس درجہ ہے کہ
کسی کو حضورؐ کی ایک حدیث بھی یاد ہو۔ تو اس کو
دینا چاہیئے۔ تاکہ سننے والے اس پر عمل کریں۔ اور اس
مزید اشاعت کریں۔ اور اس طرح رسول خدا صلے اللہ علیہ
وسلم کے اقوال و افعال کی شمعیں فروزاں رہیں۔ حضورؐ
احادیث کی تبلیغ کرنے والوں کو ان الفاظ میں دعا دی ہے
نَضَّرَ اللّٰهُ اِمْرَاءً سَمِعَ مِنَّا شَيْئًا فَبَلَّغَهُ كَمَا سَمِعَهُ
(ترمذی۔ ابن ماجہ)
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ
ہرا بھرا رکھے اس شخص کو کہ سنا مجھ سے کچھ
(حدیث شریف) پھر پہنچایا، اس کو (دوسروں
تک) جیسا کہ سنا"
گویا حضور انورؐ نے حدیثوں کے سننے اور ان کی
کرنیوالوں کو تروتازہ اور ہرا بھرا رہنے کی دعا دی ہے

سنت سے محبت کریں

حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ رسول
علیہ وسلم نے مجھے فرمایا۔
يَا بُنَيَّ اِنْ قَدَرْتَ اَنْ

Marfat.com

فِیْ قَلْبِكَ غِشٌّ لِّاَحَدٍ فَافْعَلْ ثُمَّ قَالَ یَا بُنَیَّ وَ ذٰلِكَ مِنْ سُنَّتِیْ وَمَنْ اَحَبَّ سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ كَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّةِ ط (ترمذی شریف)

رحمت للعالمین نے فرمایا

اے میرے بیٹے! اگر قدرت رکھتا ہے۔ تو اسی کہ صبح کرے اور شام کرے۔ اور نہ ہو تیرے دل میں کینہ کسی کے لئے۔ پس کر تو! پھر فرمایا۔ اے میرے بیٹے! اور یہ (جو) سنت ہے میری اور جس نے دوست رکھا میری سنت کو، بیشک دوست رکھا مجھ کو، اور جس نے دوست رکھا مجھ کو، ہوگا میرے ساتھ بہشت میں "

قارئین کرام! حضور انورؐ کی سنتوں کو دوست رکھو۔ ان سے محبت کرو۔ اور ان کو دین اور حجت مان کر ان پر عمل کرو۔ قیامت کو رسولِ رحمت کا ساتھ نصیب ہوگا۔ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا تعلق مسلمان کیساتھ ایمانیات سے ہے۔ اور یہ تعلق اسی صورت میں قائم رہ سکتا ہے۔ کہ مسلمان حضور انورؐ کی سیرت و کردار اور اقوال و افعال کو اپناکر زندگی بھر ان پر عمل کرتا رہے۔ اگر [illegible] کی باتوں، عادتوں اور کاموں کو بھلا دیں تو آپ

سے ہماری محبت اور اطاعت جاتی رہے
اور اطاعت گئی۔ تو ایمان بھی رخصت
حدیث میں حضور انورؐ نے فرمایا ہے۔ کہ جس نے
کی۔ وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔ اور محبت کے
حضورؐ نے بتا دیئے۔ کہ میری سنت سے محبت کرنے
سے محبت کرنے والا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو
حضور کی سنت اور حدیث کو دوست نہیں رکھتا وہ
سے محبت نہیں کرتا۔ اور جو سنت اور حدیث کو دین
خارج قرار دیتا ہے۔ اور مسلمانوں کو حدیث اور
سے متنفر کرتا ہے۔ اس کا انسانیت کے محسن
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تعلق
رہا۔ پھر جو مسلمان ایسے شخص کا لیکچر سنیں گے۔ اس
کتابیں پڑھیں گے۔ انہیں حضور انورؐ سے
حاصل ہوگی۔ حضورؐ کی محبت، اطاعت، اور فرمان برداری
نصیب نہیں ہوسکتی۔ قرآن نے بار بار حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت، محبت اور اتباع
دیا ہے۔ بلکہ مسلمان نے ایمان، اسلام اور نجات کا
ہی پیروی رسولؐ پر رکھا ہے۔ یہاں تک کہ
کی تعمیل بھی طریقہ محمدی کے مطابق
میں ہے۔ عَلَیْکَ بِالسُّنَّۃِ فَاِنَّکَ
سنت اور حدیث

Marfat.com

قرآن کی شرح اور وضاحت کرنے والی ہے۔

مقامِ سنت

حضرت امام شوکانیؒ سنت کا مقام بیان کرتے ہیں۔ والحاصل ان ثبوت حجیة

السنة المطهرة و استقلالها بتشريع الاحكام

مخصوصية دينية ولا يخالف فى ذالك الا من

لاحظ له فى دين الاسلام ہ (ارشاد الفحول)

الحاصل سنت مطہرہ کا حجت ہونا اور احکام تشریعی میں اس کا مستقل مقام ہونا ضروری اور دینی امر ہے۔ اور اس سنت پاک کی وہی شخص مخالفت کریگا۔ جس کو دین اسلام سے کچھ حصہ نہ ملا ہو۔"

اعلم انه قد اتفق من يعتد به من اهل العلم على ان السنة مستقلة بتشريع الاحكام وانها كالقرآن فى تحليل الحلال و الحرام ہ

(ارشاد الفحول)

یاد رکھو۔ کہ علم و فضل کے آفتاب و ماہتاب اس پر متفق ہیں۔ کہ تشریعی احکام میں سنت پاک کی مستقل حیثیت ہے۔ اور قرآن ہی کی مانند حلال اور حرام کرتی ہے۔

مسلمان بھائیو! اس شخص سے بچو۔ جو آپ کو سنت سے نفرت دلائے۔ کیا وہ آپ کا خیر خواہ ہو سکتا ہے؟ آپ کو دین سے برگشتہ کرتا ہے؟ سنت اور حدیث

دین ہی تو ہے۔ دیکھئے! حضرت امام سیوطی
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اور فعل کی مثل
بیان کرتے ہیں۔

فاعلموا ارحکم اللہ ان من انکر کون حدیث
النبی صلے اللہ علیہ وسلم قولا کان او فعلا
بشرط المعروف فی الاصول حجۃ کفر و خرج
عن دائرۃ الاسلام وحشر مع الیھود و
النصاریٰ اومع من شاء اللہ من فرق الکفرۃ

(مفتاح الجنۃ فی الاحتجاج بالسنۃ)

خوب جان لو۔ خدا تعالےٰ تم پر رحم کرے۔ کہ جو شخص
حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قولی یا
فعلی صحیح ثابت شدہ حدیث (سنت) کے حجت
ہونے کا انکار کرے۔ وہ کافر ہوگیا۔ دائرہ اسلام
سے نکل گیا۔ اور کافر وضال فرقوں الیہود و
نصاریٰ کے ساتھ اس کا حشر ہوگا۔"

حضرت امام سیوطیؒ رحمۃ اللہ علیہ کا ایمان افروز
منکرِ سنت و حدیث کے حق میں بالکل بجا ہے۔ کیونکہ
ایمان امر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل کو
ماننا۔ اس نے آپ کی رسالت کو کیا مانا
مفتاح الجنۃ میں حضرت امام
آموز واقعہ لکھا ہے۔ جو

Marfat.com

یعنی الامام الشافعیؒ حدیثاً وقال انه صحیح فقال
قائل اتقول به یا ابا عبد اللہ فاضطرب وقال
یاھذا ارائیتنی نصرانیا ارائیتنی خارجا من کنیسۃ
اوائیت فی وسطی زناراً اروی حدیثاً عن رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ولا اقول به ؟

(مفتاح الجنۃ فی الاحتجاج بالسنۃ)

ایک دن مجدد دوراں حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بیان کی۔ تو سامعین میں سے ایک آدمی نے کہا۔ کیا آپ بھی اس حدیث کے مطابق فتویٰ دیتے ہیں؟ یہ سنتے ہی حضرت امام شافعیؒ لرز گئے۔ اور ارشاد فرمایا۔ اے شخص! کیا تم مجھے عیسائی سمجھتے ہو؟ کیا میں کسی گرجے سے نکل کر آیا ہوں؟ کیا میں زناری ہوں؟ کہ حدیث بیان کروں میں حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی، اور اس کے مطابق فتویٰ نہ دوں؟

خدا بے شمار رحمتیں نازل کرے حضرت امام شافعیؒ پر، کتنی قدر و منزلت تھی ان کے دل میں سنت مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی۔ ایسے ہی ہر مسلمان کے دل میں حدیث مصطفوی کا محبت جاگزین ہونی چاہیے۔ کہ ایمان بالرسالت کا تقاضا یہی ہے۔

Marfat.com

محمد عربی ﷺ

کہ شرق و غرب میں جاری ہے جن کا

وہ راز دار عمل واقف رموز

جھکا ہوا ہے خرد کا جبیں

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی فرماتے ہیں، آپ

حدیث کو خزامر (A TWIN) بتاتے ہیں۔

وَالسَّلَامَةُ مَعَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَالْهَلَاكُ

مَعَ غَيْرِهِمَا بِهِمَا يَرْتَقِي الْعَبْدُ إِلَى غَايَةِ الْوَلَايَةِ

وَالْبِدَايَةِ ۔ (فتوح الغیب)

خبردار! سلامتی (ایمان کی) صرف کتاب و سنت

عمل کرنے میں ہے۔ اور ان دونوں کے سوا کسی

اور چیز پر عمل کرنے میں بربادی اور ہلاکت ہے

(یاد رکھو) اولیاء اللہ اور ابدال بننے کے

صرف کتاب و سنت پر عمل کرنے سے

ہوتے ہیں ؟

وَاجْعَلِ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ إِمَامَكَ

بِتَأَمُّلٍ وَتَدَبُّرٍ وَاعْمَلْ بِهِمَا۔ (فتوح الغیب)

اور صرف کتاب و سنت کو اپنا امام

اور تدبر سے ان دونوں کو

لَيْسَ لَنَا نَبِيٌّ غَيْرُ

الَّذِي [illegible]

Marfat.com

فَيُضِلُّكَ هَوَاكَ وَالشَّيْطَانُ ۔ (فتوح الغیب)

سوائے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمارا کوئی نبی نہیں۔ جس کی ہم اِتباع کریں سوائے قرآن کے ہمارے پاس کوئی کتاب نہیں۔ جس پر ہم عمل کریں۔ (خبردار!) اگر تم نے کتاب و سنت کے سوا کسی اور چیز کی طرف رخ کیا۔ تو برباد اور ہلاک ہو جائے گا۔ خواہش نفس اور شیطان تجھے ہلاک کر دیں گے۔"

ہزاروں رحمتیں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ پر کہ انہوں نے مسلمانوں کو کیسی لازوال تعلیم دی ہے۔ آپ نے صرف اکیلے قرآن کا ذکر نہیں کیا۔ بلکہ ہر بار قرآن کے ساتھ سنت کو لازم قرار دیا ہے۔ کیونکہ سنت کی روشنی کے بغیر مسلمان ایک قدم نہیں چل سکتا۔ حضرت شیخ علیہ الرحمتہ نے فَاتَّبِعُوْهُ فرما کر رسولِ امّی امینِ امریٰ کے اتباع کو حجت ثابت کیا ہے۔ بھلا کوئی مسلمان اتباعِ رسالت مآبؐ کے بغیر دین اسلام پر چل ہی کیسے سکتا ہے؛ آج تک ساری امت سنت کے نور ہی میں گام فرسا ہو کر منزلِ مقصود پہنچی ہے۔ جس نے بھی سنت سے بے اعتنائی برت کر قرآن کو چلیپا بنایا۔ وہ خسران مبین کے گڑھے میں گرتے دیکھے گئے۔

ہ

وَمَا النُّورُ إِلَّا فِي الْحَبَائِبِ
إِذَا مَا دَجَى اللَّيْلُ الْبَهِيمُ وَ
او نور تو بس سنتِ خیر الورٰی - ہیں
والوں پر ہے۔ "باقی جہان میں ایا
جیسے شب یلدا کی ظلمت"
وَمَنْ تَرَكَ الْآثَارَ ظَلَّ سَعْيُهُ !
وَهَلْ يَتْرُكُ الْآثَارَ مَنْ كَانَ مُسْلِمًا
اور جس نے احادیث کو چھوڑا اس نے اپنے سب
اعمال برباد کر دیئے۔ اور کیا کوئی حدیثوں کو
سکتا ہے "مسلمان" ہو کر"
حافظ ابن حجر فتح الباری میں فرماتے ہیں :-
اِتَّفَقَ الْفُقَهَاءُ كُلُّهُمْ مِنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ
عَلَى الْإِيمَانِ بِالْقُرْآنِ وَبِالْأَحَادِيثِ الَّتِي
بِهَا اِتَّفَقَتْ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ "
مشرق سے لے کر مغرب تک کے تمام علماء
(یعنی سارے زمین کے ائمہ اسلام) قرآن مجید
ثابت شدہ احادیث رسول اللہ صلے اللہ
پر ایمان رکھتے ہیں"
قارئین کرام غور کریں کہ حضرت
کے ماننے والے ہوتے

Marfat.com

رکھتے آئے ہیں۔ اور سنت سے لاپروا ہوکر کسی نے قرآن کی نہ تشریح کی ہے۔ اور نہ اپنی اپنی رائے سے اس پر عمل کیا ہے۔ بلکہ سب نے سنت کی روشنی میں ہی کتاب اللہ کی تعمیل کی ہے۔ ؎

لَا تَرْغَبَنَّ عَنِ الْحَدِیْثِ وَ اَھْلِہٖ
فَالرَّأْیُ لَیْلٌ وَالْحَدِیْثُ نَھَارٌ

حدیث اور حدیث والوں سے منہ نہ موڑ (منکرِ حدیث نہ بن) کیونکہ رائے رات ہے۔ اور حدیث دن ہے۔"

بشیک جو کوئی اپنی رائے سے قرآن کے معنی اور تفسیر کرتا ہے۔ اس کو ظلمت ہی ظلمت حاصل ہوتی ہے۔ اور سنت کی تشریح کتاب آفتابِ نصف النہار ہے۔ امتی کی بات اور رسولِ رب العالمین کی بات میں دن اور رات کا فرق ہے۔ اور امتی بھی وہ جس نے دنیا میں آنے کا واحد مقصد مخالفتِ سنت سمجھ رکھا ہو۔ جس کا محبوب مشغلہ شتانیِ حدیث ہو ؎

جگا سکی نہ تجھے اے رہینِ خواب گراں
چمن فروز بہاروں کی نغمہ پیرائی
مٹا سکی نہ تری سوچ کی جبیں کی شکن
فروغِ ماہ میں لیلائے شب کی رعنائی

مسلمان بھائیو! ان مارِ آستینوں سے آگاہ رہو۔ کہ

Marfat.com

جو اسلام کا لبادہ اوڑھ کر قرآن کی تبلیغ لگا کر
گمراہ کرتے ہیں۔ تعلیماتِ اسلام سے ناواقف خلل الذہن
لوح مسلمانوں کے سامنے اسلام کا سستا ایڈیشن پیش
ہیں۔ جس کی فریب "ز اگیٹ اپ (GET UP) دیکھ
نو تعلیم یافتہ مسلمان اس کا شکار ہو جاتے ہیں۔ پھر جب
اس ماڈرن اور چیپ اسلام کا مطالعہ کرتے ہیں اور اسلام
اور قرآن کی قبا کو چاک شدہ ، دہریت نوازی اور نفس
پرستی کے بت پر راست پاتے ہیں۔ تو سستے اسلام کو خرید
کر قرآن کا مسلمان بن جاتے ہیں ؎

حدیثِ دیں کو بازیچہ ادب نہ بنا
کلامِ حق کو دلی جوش کا سبب نہ بنا
دلیل و عقل سے انکار کے بت نہ تراش
ہوائے نفس کی لذت کو اپنا رب نہ بنا
ادب کی آڑ میں دیگر پیام گمراہی
تمام دہر کو بوجہل و بولہب نہ بنا (ماہرالقادری)

جب محبت ، وارفتگی اور اطاعت کی جگہ رائے، معلمت
کوشی اور حیلہ جوئی لے لیتی ہے۔ تو فریب خوردہ انسان
اپنے باطل دعاوی کو ثابت کرنے کے لئے رکیک اور لایعنی
تاویلات سے قرآن کو پاژند بنا دیتا ہے۔ اور پھر وہ
حقیقت عقل و فلسفہ کی بھول بھلیوں میں گم
ہے۔ اسی طرح رفتہ رفتہ ہوائے نفس کی

کر لیتا ہے۔ ظاہری طور پہ دین کا نام برائے نام رہ جاتا ہے اندرونِ خانہ خواہش نفس کار فرما ہوتی ہے۔ بنی اسرائیل کی ذلت، مسکنت، اور ہلاکت کا باعث بھی یہی بات تھی۔ کہ وہ وحی الٰہی کو سنت موسیٰؑ سے ہٹ کر نفسانی خواہشات کی سطح پر لے آئے تھے۔ انہوں نے تورات کو ہوائے نفس کے قالب میں ڈھال کر دین کو محرف مبدل کر دیا تھا۔

از بس کہ دین اسلام ابدی دین ہے۔ اور اس کی حفاظت خدا تعالےٰ نے اپنے ذمہ لی ہے۔ اس لئے اس نے سنت نبوی اور حدیث مصطفویؐ کی آہنی دیوار سے ان سب چور دروازوں کو بند کر دیا ہے۔ جو انکارِ حدیث کے فتنے نے نکالے ہیں۔

نسخۂ کیمیا

ہم قارئین کرام کو ایک بار پھر کتاب کے مقصد اور لب لباب کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ آپ یہ خیال نہ کریں کہ ایک ہی بات کو بار بار دہرانا اچھا نہیں ہوتا۔ گزارش ہے۔ کہ ہم نے اپنے دعوے (کہ حدیث اور سنت دین ہے۔ اور اس کے انکار سے نجات نہیں) کو ثابت کرنے کے لئے قرآن سے بہت سی آیات پیش کی ہیں۔ جن سے حدیث کا بار بار قلع قمع ہوا ہے۔ اگر قارئین کرام کے

Marfat.com

خاطر عاطر پر کتاب کی طوالت و ضخامت اور بار گراں کا
تو وہ یہ سمجھیں۔ کہ خدا تعالےٰ کا قرآن میں ایک بار
اقیموالصلوٰۃ (نماز قائم کرو) کا حکم دینا کافی تھا۔ لیکن
علام الغیوب ذات نے سات سَو بار سے زیادہ مرتبہ اقیموا
الصلوٰۃ کا تکرار کیا ہے۔ زکوٰۃ کی فرضیت صرف ایک ہی
بار کے حکم اٰتوالزکوٰۃ سے ثابت ہو جاتی ہے۔ لیکن ربالعزت
نے اٰتوالزکوٰۃ بیاسی ۸۲ مرتبہ فرمایا ہے۔ غرض ہم نے سنت اور
حدیث کو دین اسلام ثابت کرنے کے لئے قرآن ہی سے
دلائل پیش کئے ہیں۔ اور بیشک بار بار پیش کئے ہیں۔ اس
لئے کہ خدا نے بھی بار بار دہرائے ہیں۔ اطیعوالرسول۔ اطیعوالرسول

اب کتاب کے حرفِ آخر سے یہ بات کا النقش فی الحجر
کریں۔ کہ قرآن مجید نسخہ کیمیا ہے۔ جو مس خام کو کندن
بنانے کیلئے اللہ تعالےٰ نے رحمتِ عالم پر نازل فرمایا۔
جیسا کہ مولانا حالیؔ نے فرمایا ہے۔ ؎

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اِک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا
مس خام کو جس نے کندن بنایا
کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا

حضور انورؐ نے یہ نسخۂ کیمیا لوگوں پر استعمال
فرمایا۔ فاذ ان کے اعمال کا مس خام سونا بن گیا۔ قال اللہ
لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ

Marfat.com

مِنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ
الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ
مُّبِيْنٍ ۝ (پ ۲۸ ع ۸)

بیشک خدا تعالیٰ نے مسلمانوں پر احسان کیا۔ جب بھیجا
ان میں رسولؐ ان (کی جنس) میں سے، پڑھتا ہے ان
پر آیتیں اس کی اور پاک کرتا ہے ان کو اور سکھاتا ہے
ان کو کتاب اور حکمت اور بے شک (وہ) اس سے پہلے
صریح گمراہی میں تھے۔"

اس آیت میں نسخہ کیمیا کی ترکیب استعمال کا ہی
ذکر ہے۔ کہ حضور اکرم نے قرآنی اصولوں کو اپنے عمل کی
جزئیات سے سمجھایا۔ اور ان پر عمل کرایا۔ غور کریں۔ يَتْلُوْا
عَلَيْهِمْ۔ پڑھتا ہے ان پر کتاب۔ یعنی احکام الٰہی۔ یہ تلاوت
قرآن ہے۔ آگے فرمایا۔ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ۔ رسول سکھاتا ہے
ان کو کتاب۔ یعنی اس کی تعلیم دیتا ہے۔ یہ تعلیم ہی نسخہ
کیمیا کی ترکیب استعمال ہے۔ وَالْحِكْمَةَ۔ اور رسول کتاب
کی حکمت بھی سکھاتا ہے۔ یعنی اس کی فلاسفی بتاتا ہے۔
وَيُزَكِّيْهِمْ۔ اور رسول ان کو (عقائد و اعمال کی نجاست سے)
پاک کرتا ہے۔ یعنی کتاب پر عمل کرنے کا طریق بتاتا ہے۔
پھر جب وہ لوگ بہ طریق رسول قرآن پر عمل کرتے ہیں۔
تو پاک ہو جاتے ہیں۔ ان کا دل صیقل، یعنی جلا اور
روشن ہو جاتا ہے۔ قرآن کہتا ہے۔ كُنْتُمْ عَلٰى شَفَا

Marfat.com

حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ۔ وہ لوگ دوزخ کے گڑھے سے بچ گئے تھے۔ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا۔ پھر وہ (تعلیم رسول پر عمل کر کے) نجات پا گئے۔

آپ جانتے ہیں۔ کہ جسم انسانی کی صحت کیلئے اتنی باریک ڈرگز ہیں۔ مثلاً پینی سلین۔ آریومائی سین، ٹیٹراسائی سین، سٹریپٹو مائی سین وغیرہ۔ ان کا استعمال موجد کی ہدایات کے مطابق کرتے ہیں۔ تو فائدہ ہوتا ہے۔ ہر کہہ مہ اپنی مرضی سے بغیر ہدایات موجد، ان کا استعمال نہیں کر سکتا۔ اگر کرے گا۔ تو نقصان اٹھائے گا۔

انجکشن کو ہی لیجئے۔ کہ یہ تین طرح لگایا جاتا ہے وریدی۔ عضلی، اور جلدی۔ اب اگر جلدی کو وریدی یا وریدی کو عضلی لگایا جائے۔ تو روٹ (ROUT) کے بدلنے سے خطرناک جانی نقصان ہوگا۔ کیونکہ موجد کی ہدایات کی پابندی سے لاپروا ہوکر اپنی مرضی کی ہے۔ اسی طرح عام جادو اثر ادویہ — بینتھول، تھائی مول، مارفیا، سٹرکنیا، کونین، کیفین، ایسپاٹرین، انٹی پائے رین۔ کلورل، کوکین، سینٹونین، کالوسینھ، سکوینم، ایسڈ آرسنک، فاسفورس، پوٹاسیم برومائڈ وغیرہ ہزاروں تیز ہدف ادویہ کو اگر مقررہ مقدار سے حسب ہدا استعمال نہ کیا جائے۔ تو یہ شفائیات مرگ مفاجات ہوں گی۔ ایسے ہی سلفائی علاج کی ادویہ اور انٹی ڈرگز کے کامیاب نتائج اہل فن کی ہدایت

Marfat.com

پھر آج اگر کوئی منکر حدیث و سنت یہ کہتا ہے۔ کہ نسخہ کیمیا کی ترکیب استعمال صاحب نسخہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نہ لو۔ بلکہ مجھ سے لو۔ یا مرکنہ ملت سے لو تو ہی کو کہیئے۔ کہ قرآن پر طبع آزمائی کرنے سے پہلے ۔ انسانوں کے عملوں، فنوں، طبوں، اور بے شمار تحقیقوں، دریافتوں، اور ایجادوں میں دخل دو۔ اور کہو کہ سنکھیا بڑی طاقتور چیز ہے۔ بدنی طاقت کیلئے ۶ ماشہ باریک پیس کر صبح بہار منہ آدھ سیر دودھ کے ساتھ کھایا کرو۔ (کہ آنتیں کٹ جائیں) تقویت اعصاب کیلئے اذارقی (کچلہ) نو ماشہ براوہ کرکے چینی میں ملاکر سوتے وقت استعمال کیا کرو۔ (کہ رات قبر میں آئے) جوڑوں کے درد کے لئے بیش (میٹھا تیلیہ) چھ ماشے پیس کر حلوے میں ملاکر کھاؤ۔ (کہ خودکشی کی موت مرو) ماریا انجکشن زیر جلد لگانے کی بجائے ورید میں لگاؤ۔ (کہ دوسرا سانس نہ آئے) ب.ف.ب.۸۰ کا انجکشن ورید کی بجائے زیر جلد لگاؤ۔ (کہ موت کا مزا چکھو)۔

قارئین کرام خبردار رہیں۔ کہ اگر بالفرض کوئی منکر حدیث، ائمہ تحقیق و دیانت کی ہدایات سے لاپروا ہوکر مذکورہ نسخوں کو اپنی علاج سے استعمال کرلے۔ جیسا کہ اوپر مذکور ہے۔ تو آپ ہرگز اس کے کہنے پر عمل نہ کریں۔ کہ ہلاکت جان یقینی ہے۔ اسی طرح یہ بات بھی یاد رکھیں۔ کہ نسخہ کیمیا قرآن مجید جو منزل من اللہ ہے۔ اس کا طریق استعمال حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی خدا کے بتانے سے جانتے ہیں۔ اور حضور نے

Marfat.com

فہ طریقہ امت کو بتا دیا ہے۔ اب کا عمل چھوڑ کر منکر حدیث کا طریقہ استعمال کرنے "ہلاک" ہو جائے گا۔

ہر عیار مصطفٰے خود را زند

آپ اس کتاب میں حدیثِ مصطفٰے کی حجیت اور اس کی استجابت کے متعلق قرآنی دلائل کرتے ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ ہماری پُرخلوص گذارش ہے کہ حدیث کے ہلاہل سے اپنے ایمان کو بچائیں۔ حدیث کو اور دین مانیں۔ فرمانِ مصطفٰے کو زندگی کا معیار بنائیں قرآنی اسوۂ رسولؐ کی روشنی میں بجا لائیں۔ اور بجنسہٖ طریقہ اور اطاعتِ مصطفٰے کو زادِ راہ بنائیں

ہر کہ عشقِ مصطفٰے سامان اوست
بحر و بر در گوشۂ دامانِ اوست

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ صَلَّیْتَ عَلَیْہِ رَبُّنَا فِیْ مُحْکَمِ کِتَابِہٖ وَاَمَرَ اَنْ یُّصَلّٰی عَلَیْہِ وَیُسَلَّمَ ط صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ بِمَا نُعَلِّمُ الدِّیْنَ وَمَا یُسَلَّمُ الدُّنْیَا اَذْیَالُ الْکَرَمِ شَرَفًا سَوْلَا کَرَمًا

Marfat.com

ضربِ حدیث

Marfat.com